نوائے
افغان جہاد
صفر ۱۴۳۳ھ
جنوری 2012ء
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ
دولة العراق الاسلاميه
صلیبی لشکر کی شکست
عراق سے مکمل واپسی۔۔۔
افغانستان سے بھی جلد واپسی کا اعلان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منذر بن ساویٰ کے نام مکتوب

منذر بن ساویٰ بحرین کا حاکم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی دعوت اسلام دی اور اس کے نام مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔ جس کے پہنچانے کا شرف حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو حاصل ہوا۔ مکتوبِ گرامی کے جواب میں منذر نے خدمتِ عالی میں عریضہ لکھا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کا مکتوبِ گرامی پڑھا اور بحرین کے لوگوں کو سنایا۔ ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند کیا اور اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض نے برا مانا۔ میری سرزمین میں مجوسی بھی ہیں اور یہودی بھی ہیں، ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟''

اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جو اللہ کے پیغمبر ہیں، منذر بن ساویٰ کے نام تجھ پر خدا کی سلامتی ہو، میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اللہ کی یکتائی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ بعد حمد وصلوٰۃ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو شخص نصیحت قبول کرے گا وہ اپنے ہی حق میں خیر خواہی کرے گا اور جو شخص میرے قاصدوں کی فرماں برداری کرے گا وہ میرا فرماں بردار ہوگا۔ میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے، میں تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش کرتا ہوں۔ مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، جب تک وہ اسلام کے فرماں بردار رہیں۔ میں نے خطا کاروں کو معاف کر دیا، تم بھی ان کی طرف سے معذرت قبول کرلو اور تم جب تک صالح اعمال کرتے رہو گے ہم تمہیں معزول نہیں کریں گے۔ جو شخص یہودیت اور مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے''۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۵، شمارہ نمبر۱

صفر ۱۴۳۳ھ جنوری 2010ء

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاحت کی اجازت مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

الذین ان مکنھم فی الارض واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور(الحج : ۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں غلبہ دیں تو نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے(الحج:۴۱)

سیدنا سعدؓ بن ابی وقاص نے رستم کے پاس جو کہ ایرانی افواج کا سپہ سالار تھا سیدنا ربعیؓ بن عامر کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ سیدنا ربعیؓ پہنچے تو دربار فرش فروش سے آراستہ تھا۔ رستم یاقوت اور بیش بہا موتی زیبِ بدن کیے، بیش قیمت لباس پہنے، تاج سر پر رکھے سونے کے تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت ربعیؓ پھٹے پرانے لباس میں پہنچے مختصر سی ڈھال، چھوٹا سا گھوڑا یہ ان کی حیثیت تھی، وہ گھوڑے پر سوار فرش کو روندتے ہوئے بڑھتے چلے گئے اور پھر گھوڑے سے اترے، قیمتی گاؤ تکیہ سے گھوڑے کو باندھ دیا، اور خود رستم کے پاس جانے لگے، آلاتِ حرب سے مزین، سر پر خود اور جسم پر زرہ تھی۔ لوگ بولے جنگی لباس تو اتار دو۔ کہنے لگے میں خود سے نہیں آیا ہوں، مجھے بلایا گیا ہے، اگر تم کو منظور نہیں تو ابھی واپس جاتا ہوں۔ رستم نے کہا: آنے دو، وہ اسی فرش پر نیزہ ٹیکتے ہوئے بڑھے۔ نیزے کی نوک نے فرش کو جابجا کاٹ دیا۔ رستم نے پوچھا تمہارا کیا مقصد ہے؟۔ بولے: ''ہم کو اللہ نے اِس لیے بھیجا ہے کہ جس کی مرضی ہو اس کو بندوں کی بندگی سے نجات دلا کر اللہ کی بندگی میں داخل کر دیں اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں میں پہنچا دیں اور ادیان و مذاہب کی زیادتیوں سے چھٹکارا دلا کر اسلام کے عدل کے سایہ تلے لے آئیں۔''

آج، جب کہ کئی صدیوں سے انسانوں کو جکڑے صلیبی وصہیونی فسادیوں کا پنجہ استبداد، جہاد کی برکت سے ڈھیلا پڑ چکا ہے انسانیت کی متلاشی نظریں انہیں بوریا نشینوں کو تلاش کر رہی ہیں جو سورہ حج کی مندرجہ بالا آیت کا مصداق اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی پیروی میں انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں، اور دنیا کی تنگ دستی سے نکال کر آخرت کی خوش حالی میں پہنچا دیں۔

گزشتہ سال کو خوش خبریوں کا سال کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسی سال میں عالم عرب نے کئی عشروں کی خزاں کے بعد آمد بہار کے آثار دیکھے، وہیں عراق میں ۸ سالہ صلیبی جنگ اپنے انجام کو پہنچی، امریکہ اور یورپ کو درپیش بدترین معاشی بحران اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی بے چینی اور عوامی ردعمل نے سرمایہ دارانہ نظام کی چولیں ہلا ڈالیں، افغانستان پر ایک دہائی سے حملہ آور صلیبیوں نے بوریا بستر لپیٹنا شروع کر دیا، غرض دنیا کے ہر خطے سے تغیر وتبدل کی ہوائیں آرہی ہیں۔ ان تمام واقعات میں قدر مشترک یہ ہے کہ ہر جگہ مغرب کی دجالی تہذیب (جو کہ دراصل مسخ شدہ یہودیت ونصرانیت ہی کا ملغوبہ ہے) کو نظریاتی، سیاسی اور عسکری شکست ہوئی ہے لیکن اس شکست خوردہ تہذیب کے پجاری ہر محاذ پر اپنی شکست کو جو کہ اصل میں ان کے عقیدے کی شکست ہے، مختلف پردوں میں چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامیان عرب کی بیداری کے اثرات کو 'جمہوریت' اور 'حقوق انسانی' کے فرسودہ اور کفری نعروں کے ذریعے ضائع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مغرب کی کوشش ہے کہ تیونس، مصر اور لیبیا وغیرہ کے مسلمانوں کو 'اسلام پسندوں' کی 'جمہوری' حکومتوں کے ذریعے بہلا لیا جائے تاکہ وہ شریعت کی حاکمیت اور احیائے خلافت کے ثمرات سے محروم ہی رہیں، اسی طرح عراق سے اپنی رسوائیاں سمیٹ کر نکلتے ہوئے بھی روافض کے تعاون سے ایسا بندوبست کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اہل اسلام جہاد کے مبارک ثمرات کو حاصل نہ کرنے پائیں، افغانستان سے پسپائی سے قبل بھی ایڑی چوٹی کا زور اسی بات پر لگایا جارہا کہ کسی طرح امیر المومنین دامت برکاتھم کی امارت میں یک جان و یک قالب 'القاعدہ' اور 'طالبان' میں تفریق ڈال کر یہ اطمینان حاصل ہو کیا جائے کہ افغانستان پھر سے عالمی جہاد کا محور ومرکز نہ بننے پائے، اور پھر 'صف اول کے اتحادی' پاکستان میں بھی مستقبل کی صورت گری انہی بنیادوں پر کی جارہی ہے کہ معاشی بدحالی، مہنگائی، مقتدر طبقات کی لوٹ مار، جان، مال اور عزت کے عدم تحفظ کے مارے ہوئے عوام کو تبدیلی اور خوش حالی جیسے خوش نما سرابوں کے ذریعے بہلا کر موجودہ طاغوتی نظام ہی سے وابستہ رکھا جائے تاکہ خطے میں جاری جہاد کے اثرات کے تحت پاکستان کے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اللہ کا حکم نافذ کرنے کی جدوجہد میں شمولیت سے باز رکھا جاسکے۔

عالمی کفری نظام کی یہ ساری کوششیں اس حقیقت کی غماض ہیں کہ یہ ابلیسی نظام اب اہل اسلام سے مصالحت اور سمجھوتے کے ذریعے بقائے باہمی کا کوئی راستہ تلاش کرنا چاہتا ہے، بعینہٖ جیسے ان کے آبا کفار مکہ نے آقائے نامدار علیہ الصلوۃ السلام کو یہ پیش کش کی تھی کہ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی پرستش کیجئے اور ایک سال ہم آپ کے خدا کی عبادت اور بندگی کریں گے۔ چنانچہ کفار کی اسی پیش کش کے جواب میں سورہ کافرون نازل ہوئی۔ حق وباطل کی کشمکش میں یہی وہ مرحلہ ہے جب اہل ایمان کی حق پر استقامت، اللہ کی نصرت سے معرکے کا پانسہ پلٹ دیا کرتی ہے اور باطل ہزیمت کھا کر بھاگ اٹھتا ہے۔ تو آج کا کفر بھی جان لے کہ امت مسلمہ کے چپے چپے سے اٹھتی ان الحکم الا للہ کی صدا ہی اصل انقلاب ہے۔ تین صدیوں سے شریعت وخلافت کی پیاسی امت مسلمہ اب فقط آزادی اظہار، پکی سڑکوں، اچھی اور زیادہ نوکریوں اور ان جیسے دوسرے بہلاووں میں آنے والی نہیں، بلکہ صومالیہ، یمن، الجزائر، لیبیا، عراق، فلسطین، پاکستان، شیشان، اور خراسان سے اٹھتے محمدی لشکر اب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گے، یا پھر وہی مزہ چکھ لیں گے جو سیدنا حمزہؓ بن عبدالمطلب نے چکھا تھا۔

رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ میں بلادِ خرسان میں القاعدہ کے مسئول شیخ جمال ابراہیم اشتوی المعروف شیخ عطیۃ اللہ کی شہادت بھی مجاہدین فی سبیل اللہ کے اسی عزم کا اظہار ہے۔ پس اب امت مسلمہ کو چاہئے کہ دنیا کی امامت کے اپنے منصب حقیقی کو پہچانے، انسانوں کو انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کی غلامی سے نجات دلا کر فقط ایک اللہ کی عبودیت میں لانے، اور ذلت وپستی سے نکل کر دنیا وآخرت کی خوش حالی وکامرانی کے حصول، مختصراً خلافت کے قیام کے لیے اپنے ان فرزندوں کی پشتی بانی اور نصرت کرے جو امت کا قرض اپنی جانوں کی صورت چکا رہے ہیں

کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

ذکر اللہ کے فضائل اور برکات

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً O وَسَبِّحُوہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً O

"اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو"۔

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے، احادیث شریفہ میں ذکر اللہ کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں، چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

ذاکر ہر بھلائی لے گئے:

ایک شخص نے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے مجاہد کا بڑا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان میں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔ پھر ان صاحب نے دریافت کیا کہ صالحین میں کس کا بڑا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو، پھر ان صاحب نے نمازیوں اور زکوۃ دینے والوں، حاجیوں اور صدقہ دینے والوں کے متعلّق بھی یہی سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔

یہ سوال و جواب سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے ابوحفص! ذکر کرنے والے تو ہر بھلائی لے اڑے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں، (ترغیب)

اللہ کی معیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں اس وقت تک بندہ کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے رہیں"۔ (بخاری)۔

دنیا میں دیدارِ جنت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے (میدان جنگ سے) بھاگ جانے والوں کے بعد کوئی جہاد کرنے والا ہو۔ اور غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سبز ٹہنی کسی سوکھے درخت میں ہو اور غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ رکھا ہو اور غافلوں میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنے والے کو اللہ تعالیٰ زندگی ہی میں اس کا مقامِ جنت دکھا دے گا اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے کی مغفرت ہر فصیح اور ہر اعجم کی تعداد میں ہوتی ہے، (مشکوۃ)۔ فصیح سے جن اور انسان جب کہ اعجم سے جانور مراد ہیں۔

تہجد گذاری کے بدلے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص تم میں سے رات کو جاگ کر تکلیف برداشت کرنے سے عاجز ہو اور مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہو اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدلی کرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر بہت کرے (طبرانی)۔

بستر پر بلند درجے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے لوگ بچھے ہوئے بستروں پر ضرور بالضرور ذکر اللہ کریں گے اور (وہ ذکر) ان کو بلند درجات میں داخل کر دے گا، (ترغیب)۔

دیوانہ بن جاؤ:

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر اس قدر زیادہ کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں، (ترغیب)۔

ریا کاری کی پروا نہ کرو:

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس قدر اللہ کا ذکر کرو کہ منافق لوگ تم کو ریاکار کہنے لگیں، (ترغیب)۔

میدانِ حشر میں آسانی اور راحت:

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ہمیشہ اللہ کی یاد کی حرص کرنے والے اپنے نفسوں کو تنہا کرنے والے ہیں۔ اللہ کا ذکر ان کا بوجھ اتار دے گا۔ لہٰذا وہ ہلکے پھلکے (میدان حشر) میں آئیں گے، (ترمذی)۔

عذابِ الٰہی سے نجات:

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عمل بندے کو اس قدر اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا جس قدر اللہ کی یاد بچاتی ہے (ترمذی)

فائدہ: یعنی سارے نیک اعمال اللہ کے عذاب سے نجات دلانے کا ذریعہ ہیں مگر ان سب میں افضل ذکر اللہ ہے جس کے برابر کوئی بھی عمل نہیں۔

نیندبھی عبادت:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پاک ہونے کی صورت میں (یعنی باوضو) اپنے بستر پر پہنچا اور نیند آنے تک اللہ کو یاد کرتا رہا تو رات کو جس وقت بھی کروٹ بدلتے ہوئے اللہ سے دنیا اور آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ بھلائی اُس کو ضرور عطا فرما دے گا (مشکوٰۃ عن اذکار النووی)

☆☆☆☆☆

16 نومبر: صوبہ پکتیکا......ضلع زیڑوک...... بارودی سرنگ دھماکے......19 امریکی فوجی ہلاک......متعدد زخمی

(قسط دوم)

آخرت کے بیٹے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا:

تم یہاں نہیں دیکھتے ہو کہ ظالم کو اللہ تعالیٰ پکڑتے ہیں اور بدلہ لیتے ہیں، اس کے باوجود لوگوں کو عبرت نہیں ہوتی کہ بھائی کبھی کسی پر ظلم نہ کیا جائے آج تو یہ حالت ہو چکی ہے کہ کسی کے ہاتھ یتیم کا مال لگ جائے تو اس کو پرواہ نہیں وہ کھا پی جاتا ہے، قرآن نے کہا ہے:

إِنَّ الَّـذِيـنَ يَـأْكُـلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِيْ بُطُونِهِمْ نَاراً (النساء: ١٠)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں تو وہ مال نہیں کھاتے بلکہ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں''۔

قبر میں بداعمالیوں کے سانپ کا قصہ:

گزشتہ جمعہ کو میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کے حوالہ سے ایک قصہ سنایا تھا نا! جس کو بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے یوں نقل کیا ہے:

''ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالحمید بن محمود معولی سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ لوگ آکر کہنے لگے کہ ہم حج کرنے آئے تھے، ہمارے ساتھ ایک صاحب تھے جن کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کے غسل اور کفن سے فراغت کے بعد ان کے لیے قبر کھودی، ابھی ہم اس کی تدفین کرنا ہی چاہتے تھے کہ دیکھا کہ اس قبر میں ایک بہت بڑا کالا سانپ ہے، جس نے قبر کو بھر رکھا ہے۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی یہی معاملہ تھا، تب ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ اس کا وہ دھوکہ اور کھوٹ ہے جو کیا کرتا تھا۔ بیہقی کے الفاظ ہیں کہ: یہ اس کا وہ عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ جاؤ اس کو ان میں سے کسی قبر میں دفن کر دو، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم پوری زمین میں جہاں اس کے لیے قبر کھودو گے اس سانپ کو وہیں پاؤ گے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک قبر میں اس کو دفن کر دیا، جب ہم حج سے فارغ ہو کر گھر لوٹے تو اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کیا عمل کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ گندم کی تجارت کرتا تھا، جتنا روز کا گھر کا خرچہ ہوتا وہ اتنا نکال لیتا تھا اور اس کی جگہ گندم کا ردہ یعنی جو وغیرہ اس میں ملا کر وزن برابر کر دیتا تھا''۔

یعنی حاجیوں کا قافلہ جا رہا تھا، ایک حاجی راستے میں مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر فوت ہو گیا، اس کو کفن دینے کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنے لگے، قبر کھودی تو ایک بہت بڑا سانپ جس کو اژدھا کہتے ہیں اس نے پوری لحد گھیری ہوئی ہے۔ لوگ حیرت زدہ ہو گئے، دوسری جگہ کھودی تو وہاں بھی یہی ہوا، تیسری جگہ کھودی تو وہاں بھی یہی صورت حال تو لوگ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت کیا کریں؟ فرمایا: ساری دنیا کی زمین بھی کھودلو گے تو یہ تمہیں وہاں بھی ملے گا، یہ اس کا عمل ہے، سانپ نہیں ہے!

یہ جو قبر میں ہم سانپ اور بچھو کا سنتے ہیں، یہ حقیقت واقعہ ہے۔ یہ محض ڈرانے کی باتیں نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات ہیں اور یہ سانپ اور بچھو اور دوسرے کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض اور دوسری بلائیں یہ ساری کی ساری اس کے اپنے اعمال ہیں۔ اور جو قبر روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، یہ بھی اپنے اعمال ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اس کو اسی قبر میں دفن کر دو، تم ساری زمین بھی کھودلو گے تو یہ وہاں ضرور نکلے گا، کیونکہ اس کا اپنا عمل ہے! پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو وہیں دھکیل کر (ڈر اور خوف تو تھا ہی) جلدی سے اوپر سے بند کر دیا۔

ملاوٹ کا وبال:

واپس آئے تو اس کے گھر گئے، اس کی بیوی سے پہلے تعزیت کی اور پھر پوچھا کہ کیا بات تھی؟ سارا قصہ اس کو سنایا، وہ کہنے لگی کہ غلے کا کاروبار کرتا تھا جتنی آج کی ضرورت ہوتی اتنے گیہوں نکال لیتا اس کی جگہ جو ڈال دیتا اور وزن پورا رکھتا تھا۔ تاجر حضرات سن لیں! ملاوٹ کرنے والے اتنے سے نفع کے لیے اتنا بڑا نقصان کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَيْـلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَOالَّـذِيْـنَ إِذَا اكْتَالُواْ عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَOوَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَOأَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَO لِيَوْمٍ عَظِيْمٍOيَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَO (المطففين: ١-٦)

''ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے۔ (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں۔ جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔

دنیا عبرت کی جا ہے!

دراصل ہمارا آخرت پر ایمان نہیں رہا اور آخرت سے پہلے قبر پر بھی ایمان نہیں۔ خواجہ مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

16 نومبر: صوبہ غزنی..................ضلع قرہ باغ..................مرکی ہیلی کا پٹر تباہ

؎ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے!

یہ عبرت کی جا ہے، تماشا نہیں ہے!

یہاں تم عبرت پکڑو، تماشے نہ دیکھو!

نیک بخت شخص کون؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نیک بخت ہے وہ شخص جو دوسروں کے حال سے عبرت پکڑے! شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ لقمان حکیم را گفتند ادب از کسی آموختی؟ گفتا ز بے ادباں! حکیم لقمان سے لوگوں نے پوچھا: آپ نے ادب کس سے سیکھا؟ فرمایا کہ بے ادبوں سے سیکھا! لوگوں نے کہا: وہ کیسے؟ فرمایا: جو بات میں نے کسی کے اندر ایسی دیکھی جو میری نظر میں اچھی نہیں تھی تو میں نے فیصلہ کرلیا کہ آئندہ مجھ سے یہ بات یا عمل صادر نہیں ہوگا، اس کو تو کچھ نہیں کہا البتہ اپنی اصلاح کرلی۔ اس طرح باادب اور صاحبِ ادب بن گئے۔ گویا جتنے بے ادب تھے اور ان کے اندر جو بات بھی ناپسندیدہ تھی یا نظر آئی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کو کہتے ہیں دوسروں سے عبرت پکڑنا! تو جو شخص آنکھوں دیکھی چیز سے عبرت نہیں پکڑتا، وہ کانوں سنی سے کیا عبرت پکڑے گا؟ اس کے سامنے دوزخ کے حالات بیان کرو، اس کے سامنے قیامت کی ہولناکیاں بیان کرو، اس کے سامنے قبر کی باتیں بیان کرو، اس کے لیے یہ سب بے سود ہے!

کوچ کا نقارہ بج چکا:

پھر ارشاد فرمایا کہ: ایک بات یاد رکھو! کہ تمہارے لیے کوچ کا نقارہ بج چکا ہے۔

نمازِ جنازہ میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے کان میں اذان اور اقامت کہہ دی جاتی ہے اور بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کا معنی یہ ہے کہ اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ جلدی کر اذان ہوچکی ہے، اقامت ہوچکی ہے، امام نیت باندھنے والا ہے، بس اتنی مہلت ہے تیرے پاس! کیونکہ **قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ الله اکبر الله اکبر** کے بعد امام کی نیت باندھنے میں جتنی دیر لگتی ہے، بس اتنی فرصت ہے تیرے پاس۔ جلدی کرلے جو کرنا ہے، یہ ہے کوچ کا نقارہ، فرماتے ہیں کہ: کوچ کا نقارہ بج چکا ہے اور تمہیں یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ توشہ ساتھ لے کر جانا ہے۔ کیا توشہ لے کر جانا ہے؟

بوجھ ہلکا کرو:

میں نے شیخ عطار رحمہ اللہ کا شعر آپ کو سنایا تھا، حضرتؒ فرماتے ہیں کہ: تیرا وجود اور جثہ بہت کمزور ہے، ذرا اپنا بوجھ ہلکا رکھو، پیسے جیب میں لے جاؤ، سونے کی اشرفیاں لے جاؤ، یہ تمہیں کام دیں گی۔ اور یہ جو تم گٹھڑیاں باندھ باندھ کر رکھ رہے ہو تمہیں معلوم ہے کہ کمر پر لاد کے لے جانا ہے، تم تو بہت ہلکا سا، کمزور سا وجود رکھتے ہیں، اپنا بوجھ ہلکا رکھو، ورنہ راستے میں تم اپنا معاملہ بہت سخت دیکھو گے۔ یہ ساری چیزیں جو باندھ باندھ کے لے جارہے ہیں خود اٹھانی پڑیں گی، وہاں قلی نہیں ملتے، وہاں تو یہ معاملہ ہے کہ: دستِ خود دھنِ خود، یعنی اپنا ہاتھ اور اپنا منہ۔ خود ہی نمٹو، تو تمہیں بتادیا گیا ہے کہ یہ توشہ لے کر جانا ہے، مگر تم سنتے ہی نہیں۔ جو توشہ لے کر جانا ہے اس کی فکر نہیں کررہے اور جو بوجھ نہیں اٹھانا اس کو باندھ رہے ہو۔

طولِ امل اور اتباعِ ھویٰ:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: دو چیزیں مجھے تمہارے حق میں زیادہ خوفناک نظر آرہی ہیں، ایک طولِ امل (’طول‘ کے معنی لمبا ہونا اور ’امل‘ کے معنی امیدیں)۔ ہم میں سے ہر شخص جب مکان بناتا ہے تو آر سی سی بناتا ہے، اچھے سے اچھا مال، اتنے موٹے موٹے سریے، گویا زبانِ حال سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے یہ مکان حادثہ سے محفوظ رہے تو یہ عمارت ایک ہزار سال تو کہیں جاتی نہیں، لیکن:

؎ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

یہ تو اپنی موت سے بے خبر ہوکر ہم امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ یہ کریں گے، وہ کریں گے، اسی کا نام ’طول امل‘ ہے۔ امیدوں کا لمبا رکھنا، ہاں بقدرِ ضرورت سامان جمع کرسکتے ہو۔ مثلاً تم ملازم ہو اور ایک ماہ کے بعد تنخواہ ملتی ہے تو تم ایک ماہ کا سامان کرلو، اگر کوئی بے چارہ کسان ہے اور اس کی فصل چھ ماہ کے بعد آتی ہے، چھ ماہ کا سامان کرلو اور ایک بے چارہ مزدور ہے، دیہاڑی پر کام کرتا ہے، وہ ایک دن کا انتظام کرلے۔ کل اللہ تعالیٰ دے گا، زندگی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ضرور دیں گے، یہ تو موٹی سی بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے تو زندگی کسی چیز کے ساتھ قائم بھی تو رہے گی، تو اللہ تعالیٰ زندگی کو قائم رکھنے کے لیے بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کرے گا۔ اتنی مختصر سی بات تھی کہ ہم اپنے کام میں لگتے اور یہاں کی دلچسپیوں کو کم کرتے لیکن ہمارا معاملہ بالکل الٹ ہوگیا۔ امیدیں لمبی ہوگئیں اور آخرت کی فکر بالکل ہی موہوم ہوگئی، بلکہ موہوم ہوتے ہوتے معدوم ہوگئی ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہمیں شاید ہی خیال آتا ہو کہ ہمیں جانا ہے، یار تیاری کرلیں! کل سفر ہے اور سفر بہت دور کا ہے۔ یہاں سے لوگ حرمین شریفین کے سفر پر جاتے ہیں یا کسی اور جگہ کسی اور ملک میں جاتے ہیں تو وہاں جاکر ٹیلی فون کرتے ہیں کہ میں فلاں چیز بھول آیا ہوں، فلاں آدمی آرہا ہے میرے پاس، اس کے ہاتھ بھجوادینا۔ تو بھائی! یہ ایسا سفر ہے کہ اس سفر میں ٹیلی فون بھی نہیں کرسکو گے، تمہیں واپس آنے کی مہلت نہیں ہوگی اور کچھ منگوانے کی مہلت بھی نہیں ہوگی۔ لہٰذا لمبی امیدوں کی جگہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہماری امیدیں منقطع ہوجاتیں اور آدمی کہتا کہ مجھے اس چیز سے کیا غرض؟ میں اس کا کیا کروں گا؟ میرا تو شام کو سفر ہے، جب میں شام کو جارہا ہوں اور رخصت ہورہا ہوں تو مجھے کوئی ہزار بلڈنگیں بھی دے دے تو میں ان کو کیا کروں گا؟ کوئی کہے کہ یہ کارخانہ آپ کا ہے، کوئی مفت بھی دے تو میں لینے کے لیے تیار نہیں ہوں گا۔ کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، بھائی ہمارا اصل معاملہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ موت نصب العین ہوتی، ہماری قبر ہمارے سامنے ہوتی اور ہمیں خیال ہوتا کہ صبح گئے یا شام گئے۔ کہاں کی امیدیں اور کہاں کے منصوبے؟ اور کہاں کی یہ چیزیں؟ لیکن ہمیں غارت کردیا یہاں کے منصوبوں نے اور جس کے لیے منصوبہ بندی کرنا چاہیے تھی وہ تو کی ہی نہیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

قسط دوم

قربانی وایثار

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام رحمہ اللہ

وہ کیسے نفوس تھے جن کا ایسا ایمان تھا!! کیا بے مثال قوت اور ثبات تھا!! پھانسی کی رسی اس کے دیکھنے والے کے سامنے ہے اور وہ اللہ کی قدرت اور اس کے فیصلے پر مطمئن ہے۔

البشیر الابراھیمی نے کہا: ایک مرتبہ میں بادشاہ فاروق کے پاس تھا تو میں نے سنا کہ وہ البناء کو قتل کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ میں حسن البناء کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، پس تو بہت جلد یہاں سے چلا جا، مجھے اپنا خیر خواہ مان۔'' (القصص: ۲۶) تو انہوں نے کہا: یہ تم ہو۔ یعنی تمہاری ایسی سوچ، یہ تم ہو (تین مرتبہ کہا) '' اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا، اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔'' (الطلاق: ۳)

میں موت کے کس دن سے بھاگوں؟

جس دن وہ نہیں لکھی گئی

یا جس دن وہ لکھ دی گئی

جس دن موت نہیں آنی

میں اس دن سے نہیں بھاگوں گا

اور جس دن موت آنی ہے

تو اس سے بھاگنا مجھے نجات نہ دے گا

افغان قوم کی مثالیں:

آج ہم اس قوم کے ساتھ ہیں جس نے دلیری کی وہ مثالیں قائم کی ہیں جو پچھلی پانچ صدیوں کی تاریخ میں نہیں ملتیں۔ جہاد و قتال میں دوسری اقوام ان قربانیوں کی برابری نہیں کر سکتیں جو افغان قوم نے ان آخری صدیوں میں پیش کی ہیں۔

میں نے اس قوم سے زیادہ صبر کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ان سے بڑھ کر عزت نفس رکھنے والی قوم میں نے نہیں پائی۔ ان کے جیسی باوقار مسلم اور مؤمن قوم میری نظروں سے نہیں گزری۔ وہ زمین و آسمان کے رب کے علاوہ کسی کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتے حالانکہ ان کے پاس کوئی جدید ٹیکنالوجی ہے اور نہ قوت۔ کوئی مالدار عرب ان کی بیٹی کے لیے رشتے کا پیغام دیتا ہے تو یہ اپنی خودداری کی وجہ سے اپنی بیٹیاں ان سے بیاہنے سے انکار کر دیتے ہیں، کہ کوئی ان کو یہ عار نہ دلائے کہ انہوں نے فقر کے دنوں میں بیٹی کو امیروں کے ہاں بیاہ دیا۔ ان کے گھر برباد ہو گئے۔ ان کی عورتیں بیوہ ہو گئیں۔

ماں نے عقیدے کی خاطر بیٹا ذبح کر دیا:

انہوں نے پچھلے ہفتے مجھے قندھار کی ایک بوڑھی عورت کا واقعہ سنایا، وہ مجاہدین کے پاس آئی اور کہا: ''میرا بیٹا حکومت کے ساتھ مل کر تم لوگوں کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ وہ تمہارے ٹھکانوں اور پناہ گاہوں کا پتہ بتانے قندھار گیا ہے۔ اس کا پیچھا کرو اور اسے پکڑ لو۔'' لہٰذا مجاہدین نے اس کو پکڑا اور لے آئے۔ پھر اس کی بوڑھی ماں کو بلایا جس کا دل قدرتی طور پر اپنے جگر کے ٹکڑے کے لیے محبت سے معمور تھا۔ وہ بولے: ''یہ تمہارا بیٹا ہے۔ ہم اس کے ساتھ کیا کریں؟'' وہ بولی: ''اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور مجھے ایک تیز چھری لا دو۔'' اور وہ اس کے لیے چھری لے آئے......! پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ''کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تم نے میرے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی؟ تو دیکھ اے کافر! یہ میں ہوں جو تم سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لے رہی ہوں۔'' پھر اس نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیا۔ میں نے کبھی نہیں سنا...... میں نے پوری تاریخ میں کبھی نہیں سنا کہ کسی عورت نے اپنے بیٹے کو عقیدے کی وجہ سے ذبح کر دیا ہو، ہم نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو ضرور سنا ہے کہ انہوں نے اپنے باپوں کو قتل کر دیا تھا لیکن کسی عورت کے بارے میں افغانستان کے علاوہ کبھی نہیں سنا کہ اس نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل، بلکہ ذبح کر دیا ہو۔

وردک کے ایک میدان میں ایک ماہ قبل روس نے یلغار کی۔ عیدالاضحیٰ کے دن تھے جب روسیوں نے شدید حملہ کیا، اور آجکل روسیوں کے حملوں میں شدت آ گئی ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ زندہ لوگوں سے بدلہ لیں۔ ان کی کھیتیاں برباد کر دیں۔ انہوں نے کسی بوڑھے یا عورت تک کو زندہ نہ چھوڑا۔ کچھ دن قبل افغانستان کے ایک گاؤں سے تیس عورتیں آئیں۔ روسیوں نے ان تیس عورتوں کے علاوہ کسی کو زندہ نہ چھوڑا تھا اور تمام گاؤں والوں کو ختم کر دیا تھا۔

لوجر نامی گاؤں میں انہوں نے تینتالیس عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور علماء کو ذبح کر دیا۔ پھر ان پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی، اور ان کی نعشوں کو جلا دیا۔ یہ عیدالاضحیٰ یا اس سے چند دن قبل کی بات ہے۔ ان میں سے ایک لڑکا، بارہ سال کا بچہ بستر کے نیچے چھپ گیا۔ روسی گھر میں داخل ہوئے اور تلاشی لینے لگے۔ ان میں سے ایک نے قرآن مجید اٹھایا اور اس کی تذلیل کرنے کے لیے اس کو شدت سے زمین پر دے مارا۔ اسی وقت وہ بچہ بستر کے نیچے سے نکل آیا اور روسیوں کے سامنے قرآن کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر سینے سے لگا لیا، اور گویا ہوا: ''یہ ہمارے رب کی کتاب ہے، یہ ہماری عزت اور ہمارا شعار ہے۔'' روسی نے کہا: ''اس کو پھینک دو۔'' بچہ بولا: ''اللہ کی قسم! اگر تم میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہیں پھینکوں گا۔'' دین کے لیے بچے کا اس قدر احترام دیکھتے ہوئے روسی بھی اس بچے کا احترام کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور جبکہ وہ گھر کے تمام افراد کو ذبح کر چکے تھے انہوں نے اس بچے کو چھوڑ دیا۔

16 نومبر: صوبہ قندھار......ضلع پنجوائی......ٹینک بارودی سرنگ دھماکہ میں تباہ......3 صلیبی فوجی ہلاک......2 زخمی

ہم منفیات اور ایک دوسرے کی برائیاں شمار کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور بہترین اخلاق اور اہم معاملات ہمارے نسیان کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ہم پشاور کے اختلافات کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔فلاں اور فلاں کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔فلاں نے ایسا کیا، فلاں نے یہ جھوٹ بولا۔ ذرا میدان جہاد میں داخل ہو اور دیکھو تو سہی مجاہدین کیا کچھ کررہے ہیں؟ اس کے بعد تم خود فیصلہ کرو، کیا تم صرف ایک مہینے کے لیے بھی ان جیسی زندگی گزار سکتے ہو؟ تم حقیقتاً یہ سب کچھ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کتنے گھرانے ایسے ہیں جن میں ایک ننھے بچے کے علاوہ کوئی زندہ نہیں بچا، ماں باپ کو قتل کردیا گیا، بیٹی کو ذبح کردیا گیا، اور ان میں سے بہت سارے لوگ طیاروں کی بمباری کے نتیجے میں ملبے اور مٹی کے ڈھیر تلے غائب ہوگئے......ان تمام باتوں کی خبر عالم اسلامی تک نہیں پہنچتی۔ان تک صرف پشاور میں رہنے والے دو یا تین لوگوں کے اختلاف کی خبر پہنچ جاتی ہے۔ افغان قوم کی قربانیوں کے نمونے وہ روشن صفحات ہیں جو انسانی تاریخ کو خون، جسم اور روح سے ایک نئی شکل دے رہے ہیں۔

تین اهم نکات:

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ اس جہاد میں واقعتاً اپنا حصّہ ڈالنا چاہتے ہیں جس میں شرکت ہم سب پر فرض ہے، جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے، کہ وہ ان افغانیوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو۔اور آج ہر مسلم پر یہ فرض ہے کہ ہتھیار اٹھائے اور ظالم حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔اگر یہاں نہیں اٹھا سکتا تو وہاں اٹھائے۔اگر یہاں قتال نہیں کرسکتا تو وہاں قتال کرے، اور کسی کے لیے کوئی عذر نہیں جیسا کہ ابوطلحہؓ نے فرمایا ''اللہ نے کسی کا عذر قبول نہیں کیا''۔

اگر آپ جہاد کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو چند نصیحتیں کرتا ہوں۔

اول یہ کہ: یہ الگ سرزمین ہے اور یہاں کا ماحول فرق ہے۔اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ سب لوگ دل سے جہاد افغانستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔پس ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں اور ہم سب اس پر جمع ہوجاتے ہیں۔ہمارا نعرہ ہے ''جہاد کی خدمت''۔جہاں تک ہمارے معمولی اختلافات ہیں، فقہی فروعات ہیں، یہاں اور وہاں کے طریقہ عمل ہیں، ہمارے لیے لازم ہے کہ جس سرزمین میں ہم سرگرم عمل ہیں ہم وہاں یہ سب باتیں بھلا دیں۔ہم اپنی انگلی کو حرکت دیتے ہیں یا نہیں دیتے، ہم رفع یدین کرتے ہیں یا نہیں، آمین بالجہر کرتے ہیں یا نہیں، اسلامی رہنماؤں میں سے فلاں اچھا ہے یا نہیں، عالم عرب میں سے فلاں کوئی قائد ہے یا عام سا آدمی، اس کی طرف داری کریں یا اس کی (ہمیں چاہئے کہ یہ سب بھلا دیں)، اور سب اس بات پر تعاون کے لیے جمع ہوجائیں جس پر سب کا اتفاق ہے۔اور ہم میں سے ہر ایک اس پر متفق ہے کہ وہ جہاد کی خدمت کے لیے آیا ہے، تاکہ ہم جہاد میں تعاون کرسکیں، آپس میں ایک دوسرے کے اختلاف سے درگزر کردیں۔

وسوسے مت ڈالو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اشارے مت کرو، مشورے بازی نہ کرو، سازشیں نہ کرو اور خفیہ سرگوشیاں مت کرو۔''بری سرگوشیاں شیطانی کام ہے تاکہ اس سے ایمان والوں کو رنج پہنچے۔'' (المجادلہ: ۱۰)

جو لوگ اس سرزمین پر پہنچتے ہیں، اگر تمام نہیں تو نوے فیصد سے زائد ایک اعلیٰ مقصد لے کر پہنچتے ہیں۔وہ جہاد کرنا چاہتے ہیں۔وہ اس وجہ سے نہیں آئے کہ ان کے لیے دنیا کے راستے بند تھے۔بلکہ دنیا تو ان کے سامنے بانہیں کھولے کھڑی تھی، اور وہ اپنے ملک میں مکرم، معزز اور محترم تھے۔اپنی پڑھائی یا جاب میں زندگی گزار رہا تھا، وہ یہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں جہاد کی خدمت کے لیے آیا ہے۔مجھے ایسے شخص کو سر آنکھوں پر رکھنا چاہیے اور لغزشوں سے دور رہنا چاہیے۔

عمرؓ حاطب بن ابی بلتعہؓ کے بارے میں معلوم ہوجانے کے بعد اپنی جگہ سے یہ کہتے ہوئے غصّے میں اٹھے، ''مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑادوں کیونکہ یہ منافق ہوگیا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ: ''اے عمرؓ یہ اہل بدر میں سے ہے اور کیا پتہ اللہ نے اہل بدر سے یہ کہہ دیا ہو، تم اب جو چاہے کرو میں نے تمہیں معاف کردیا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کا بہترین عمل چنا تاکہ حضرت عمرؓ اور بقیہ صحابہ کے دل میں ان صحابی کے خلاف غصہ ٹھنڈا ہوجائے۔''میرے سامنے میرے اصحاب کی برائی مت کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میں ان سے ملوں تو میرا دل ان سے صاف ہو''۔(احمد)

صحابہ کرامؓ اور ان کے ساتھیوں کا بھی طریقے میں ایک دوسرے سے اختلاف تھا، اور ان میں سے ہر ایک کے پاس اپنے طریقے کے لیے قرآن اور روایت سے دلیل تھی۔ اس کے باوجود وہ سب یرموک اور اس سرزمین کی فتح میں جس پر ہم آج بیٹھے ہیں اکٹھے تھے۔ وہ سب کے سب، حذیفہ کے ساتھی، اہل شام اور اوزاعی، اہل کوفہ وبصرہ، وہ سب اپنی مختلف قراءات، اپنے مختلف ائمہ اور ان کے طریقوں کے باوجود ایک لشکر تھے اور ایک قائد کے ماتحت تھے اور وہ اس پر اکٹھے ہوگئے کہ ''اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کریں۔'' ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا یہ شعار بلند کریں کہ 'ہم جہاد کی خدمت کے لیے آئے ہیں'۔ہم میں سے ہر ایک پشاور میں ایک یا دو ہفتے گزارنے کے بعد سیاسی نقطہ نظر سے دیکھنا شروع کردیتا ہے۔دنیا اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے، اس کے بارے میں فتویٰ، اس سے دوری......حالانکہ ابھی تو اس نے اللہ کی راہ میں کوئی پتھر تک نہیں پھینکا نہ کوئی گولی چلائی ہے۔اور وہ یہ نہیں جانتا کہ جس کے بارے میں وہ گفتگو کررہا ہے اس کو دکھوں، آنسوؤں اور خون کے اس راستے پر دس سے بھی زیادہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

16 نومبر: صوبہ ننگرہار......ضلع خیوہ......نیٹو سپلائی قافلہ پر حملہ............2 سپلائی کنٹینرز............فوجی گاڑیاں تباہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد کرنے اور اللہ کے راستے میں نکلنے کا شوق

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جنگ بدر کے دن مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھوٹا سمجھ کر قبول نہ فرمایا، اس جیسی سخت رات مجھ پر کبھی نہیں آئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول نہ فرمانے کی وجہ سے مجھے بڑا غم تھا اور میں ساری رات جاگتا رہا اور روتا رہا۔ اگلے سال (غزوۂ اُحد کے موقع پر) پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبول فرما لیا میں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت ارطاہ بن منذر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک دن اپنے پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ اجر وثواب والا کون ہے؟ لوگ نماز اور روزے کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے امیر المومنین کے بعد فلاں اور فلاں (زیادہ اجر وثواب والے ہیں)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتا دوں جس کا اجر وثواب ان سے بھی زیادہ ہے جن کا تم نے ذکر کیا ہے اور امیر المومنین سے بھی زیادہ ہے؟ لوگوں نے کہا ضرور بتائیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ وہ ایک چھوٹا سا آدمی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر شام میں پیدل چل رہا ہے اور جو مسلمانوں کے اجتماعی مرکز (مدینہ منورہ) کی حفاظت کر رہا ہے (تاکہ شامی فوج مدینہ پر حملہ کرنے نہ جاسکے) اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ کیا اسے کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی زہریلا جانور اسے ڈس لے گا یا کوئی دشمن اس پر قابو پالے گا۔ اس آدمی کا اجر وثواب ان لوگوں سے بھی زیادہ ہے جن کا تم نے ذکر کیا ہے اور امیر المومنین سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت ابوسعد فضالہؓ ایک صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سہیل بن عمروؓ دونوں اکٹھے شام گئے۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ زندگی میں سے ایک گھڑی کسی کا اللہ کے راستے میں کھڑا ہونا اس کے اپنے گھر والوں میں عمر بھر کے اعمال سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت سہیل نے کہا میں اب اسلامی سرحد کی حفاظت میں یہاں مرتے دم تک لگا رہوں گا اور مکہ واپس نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ وہ ملک شام میں ہی ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان کا طاعون عمواس میں انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوراشد حبرانی کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور شہسوار حضرت مقداد بن اسود سے ملا وہ حمص میں صراف کے ایک صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ جسم بھاری ہو چکا تھا اس لیے ان کا جسم تابوت سے باہر نکلا ہوا تھا (اور اس حال میں بھی) ان کا اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے جانے کا ارادہ تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آیت **انفروا خفافا وثقالا** نے ہمارے ہر طرح کے عذر ختم کر دیے ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ نے سورہ توبہ پڑھنی شروع کی جب اللہ تعالیٰ کے اس قول **انفروا خفافا وثقالا** پر پہنچے تو فرمایا مجھے تو یہی نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہم جوان ہو یا بوڑھے دونوں حالتوں میں (اللہ کے راستے میں) نکلیں۔ اے میرے بیٹو! (اللہ کے راستے میں جانے کے لیے) مجھے تیار کرو، تیار کرو۔ ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک رہے (آپ تو اللہ کے راستے میں بہت جا چکے ہیں) آپ ہمیں اپنی طرف سے جہاد میں جانے دیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں، تم لوگ مجھے (جہاد میں جانے کے لیے) تیار کرو۔ چنانچہ جہاد میں انہوں نے سمندر کا سفر کیا اور سمندر ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اور سات دن کے بعد ان کے ساتھیوں کو ایک جزیرہ ملا جس میں انہیں دفن کیا گیا (اتنے دن گزرنے کے باوجود) ان کے جسم میں ذرا بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت معاویہؓ کے زمانے میں ایک غزوہ میں گئے اور بیمار ہو گئے جب زیادہ بیمار ہو گئے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے سواری پر لے کر چلنا۔ جب تم دشمن کے سامنے صفیں باندھنے لگو تو اپنے قدموں میں مجھے دفن کر دینا۔

حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ جب حضرت خالدؓ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں تمنا تھی کہ میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں لہٰذا جن جگہوں میں جانے سے شہادت مل سکتی تھی میں ان تمام جگہوں میں گیا لیکن میرے لیے بستر پر مرنا ہی مقدر تھا۔ لا الہ الا اللہ کے بعد میرے نزدیک سب سے زیادہ امید والا عمل یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس حال میں گزاری تھی کہ ساری رات صبح تک بارش ہوتی رہی اور میں ساری رات سر پر ڈھال لیے کھڑا رہا اور صبح کو ہم نے کافروں پر اچانک حملہ کر دیا۔ پھر فرمایا جب میں مر جاؤں تو میرے ہتھیار اور گھوڑے کو ذرا خیال کر کے جمع کر لینا اور انہیں اللہ کے راستہ میں بطور سامانِ جنگ دے دینا۔

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذؓ ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاذ کے شام جانے سے مدینہ والوں کو فقہی مسائل اور فتویٰ لینے میں بڑی دقت پیش آرہی ہے کیونکہ حضرت معاذؓ مدینہ میں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ بات کی تھی کہ وہ حضرت معاذؓ کو مدینہ روک لیں کیونکہ (فتویٰ میں) لوگوں کو ان کی ضرورت ہے۔ لیکن انہوں نے مجھے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایک آدمی اس راستہ میں جا کر شہید ہونا چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روک سکتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

16 نومبر: صوبہ ہلمند .... ضلع گریشک .... بارودی سرنگ دھماکہ .... امریکی ٹینک تباہ .... ۵ امریکی ہلاک

حضرت عمیر بن وہب جُمحی رضی اللہ عنہ

یونس قریشی

غزوۂ بدر کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک قوی الجثۃ ادھیڑ عمر کا آدمی اونٹ پر سوار مدینہ منورہ میں وارد ہوا۔اس کے خدوخال اور ہیئت سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ قریشِ مکہ سے تعلّق رکھتا ہے اور طویل سفر کر کے آرہا ہے۔اس نے گلے میں تلوار لٹکا رکھی تھی اور سیدھا مسجدِ نبوی کی طرف بڑھ رہا تھا، جہاں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند جاں نثاروں کے درمیان رونق افزا تھے۔نووارد مسافر مسجدِ نبوی کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور اپنی سواری کا اونٹ باندھ کر چاہتا تھا کہ مسجد نبوی میں داخل ہو۔اتفاق سے حضرت عمر فاروقؓ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے،اُن کی نظر اُس شخص پر پڑی تو وہ پکار اٹھے:

''اوہو! یہ تو اسلام کا بدترین دشمن عمیر بن وہب ہے۔اس کی یہاں آمد کسی علت سے خالی نہیں''۔

یہ کہہ کہ وہ عمیر پر باز کی طرح جھپٹے،نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ اس کی تلوار کے قبضے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا دبا کر پوچھنے لگے:

''او دشمن خدا! تو مکہ سے یہاں کس غرض سے آیا ہے؟''

عمیر نے اُن کو جواب دیا'' میں اپنے بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں جو مسلمانوں کے ساتھ جنگِ بدر میں اسیر ہو گیا تھا''۔

حضرت عمرؓ کو اس کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ اس کو کھینچتے ہوئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا'' عمر اس کو چھوڑ دو''۔

انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔اب عمیر اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان یہ مکالمہ ہوا:

عمیر:**انعموا صباحکم** یعنی صبح کا سلام پیش کرتا ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:اللہ تعالیٰ نے تمہارے طریقۂ تحیۃ سے ہم کو بے نیاز کر دیا ہے اور اہل جنت کا طریقۂ تحیۃ ہمیں عطا فرمایا ہے اور وہ ہے السلام علیکم۔

عمیر:یہ طریقہ تحیۃ تو آپ نے حال میں اختیار کیا ہے،اس سے پہلے تو آپ ہمارے مروجہ طریقہ سلام پر عمل پیرا تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:کس ارادے سے آئے ہو؟

عمیر:اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں جو آپ کی قید میں ہے اور پھر آپ سے ہماری قرابت داری بھی تو ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:گلے میں تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟

عمیر:خدا ان تلواروں کو غارت کرے۔انہوں نے بدر میں آپ کا کیا بگاڑ لیا۔اے صاحب کیا بتاؤں سواری سے اترتے وقت خود فراموشی کے عالم میں اسے گلے سے اتارنا بھول گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:اے عمیر! سچ کہو کہ کس ارادے سے آئے ہو؟ مکہ میں صفوان بن امیہ سے حجر میں کیا طے ہوا تھا؟

عمیر نے گھبرا کر کہا:صفوان سے کیا طے ہوا تھا؟ آپ جو ایسا فرمارہے ہیں تو آپ ہی بتائیے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:صفوان اور تمہارے درمیان یہ طے پایا تھا کہ تم مجھے قتل کر دو تو وہ تمہارا قرض بھی ادا کرے گا اور تمہارے اہل وعیال کی تازیست کفالت بھی کرے گا۔اے عمیر! تم کب ٹلنے والے تھے، یہ تو اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے شر سے مجھے محفوظ رکھا۔

عمیر:اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں۔**اشهد انک رسول الله و اشهد ان لا اله الا الله**۔ یارسول اللہ! یہ ہماری حماقت تھی کہ ہم آسمانی خبروں (وحی) کے متعلّق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ جھٹلاتے رہے۔میرے اور صفوان کے سوا کسی کو اس راز کا علم نہ تھا۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی صادق کا نزول نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راز کی خبر کیسے ہو سکتی تھی۔

عمیرؓ کے قبولِ اسلام پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کو آرام پہنچاؤ اور ان کا قیدی رہا کر دو۔چنانچہ اُن کے فرزند وہب کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا گیا۔حضرت عمیرؓ مدینہ ہی میں ٹھہر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قرآن کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔

حضرت عمیرؓ کا تعلّق قریش کی شاخ بنو جُمح سے تھا۔یہ خاندان مکہ میں بڑے اثر ورسوخ کا مالک تھا اور ازلام یعنی تیروں سے پانسہ ڈالنے کا عہدہ اسی کے پاس تھا۔زمانۂ جاہلیّت میں اہل مکہ کو کوئی حاجت پیش آتی تو وہ تیروں سے فال لیتے اور فال ہی کے مطابق عمل کرتے۔یہ خاص قسم کے لیے پَر تیر تھے جو خاص اسی مقصد کے لیے بنائے گئے تھے۔فال لینے کا طریقہ یہ تھا کہ ایسے تین تیر کپڑے کی ایک تھیلی میں رکھ کر ہبل بت کے مجاور کے ہاتھ میں دیے جاتے۔ان میں سے ایک تیر پر'امرنی ربی'اور دوسرے پر'نہانی ربی' لکھا ہوتا تھا۔تیسرا تیر خالی ہوتا تھا(یعنی اس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تھا)اس کو'مَنِیح' کہتے تھے۔بوقتِ ضرورت حاجت مند ہبل کے مجاور کے پاس جاتا اور کچھ تحائف ان کی نذر کرتا پھر تیروں کی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکالتا۔اگر'امرنی ربی'والا تیر نکلتا تو وہ شخص فوراً وہ کام کر گزرتا تھا۔اگر'نہانی ربی'والا تیر نکلتا تو ایک سال تک اس کام کے کرنے سے باز رہتا۔اگر خالی تیر ہاتھ آتا تو پھر تھیلی میں ہاتھ ڈالتا یہاں تک کہ'ہاں'یا'نہ'والا تیر نکل آتا۔

حضرت عمیرؓ کا چچا امیہ بن خلف ازلام کا مہتمم تھا اور بہت مال دار آدمی تھا لیکن عمیرؓ

17 نومبر:صوبہ ننگرہار......ضلع نازیان......دوٹینک......تین رینجر گاڑیاں تباہ......10 امریکی اور 7 افغان فوجی ہلاک

کی مالی حالت کمزور تھی، اس کی کمی اُن کی شجاعت اور بے خوفی نے پوری کر دی تھی اور وہ قریش کے نامی بہادروں میں شمار ہوتے تھے۔

سلسلۂ نسب یہ ہے:

عمیرؓ بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح

....

دوسری طرف صفوان بن امیہ بڑی بے چینی سے عمیرؓ کی مہم کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور قریش سے کہتے پھرتے تھے کہ عنقریب تم ایک ایسی خوش خبری سنو گے کہ ہزیمتِ بدر کا غم بھول جاؤ گے۔ وہ ہر آنے والے سے پوچھتے کہ یثرب میں کوئی نیا واقعہ تو پیش نہیں آیا۔ ایک دن خلاف توقع یہ خبر سنی کہ عمیر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور عہد کر لیا کہ اب مدت العمر عمیر سے کلام نہ کروں گا اور نہ اس کی کسی قسم کی مدد کروں گا۔

چند دن بعد جب عمیر مدینہ سے مکہ آئے تو مشرکین قریش نے ان کو اسلام لانے پر بہت طعن و تشنیع کی لیکن وہ بڑے دلیر آدمی تھے۔ انہوں نے کچھ پرواہ نہیں کی اور بڑی سرگرمی سے ان میں دعوت و تبلیغ شروع کر دی۔ علامہ طبری کا بیان ہے کہ ان کی کوششوں سے متعدد افراد شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو گئے۔

حضرت عمیرؓ کے مشرف بہ ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بارِ قرض سے سبک دوشی اور آسودہ حالی کی ایک عجیب سبیل پیدا کر دی، جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھی۔ وہ یوں کہ حضرت عمیرؓ کے باپ وہب بن خلف نے مرنے سے پہلے بہت سا مال و زر ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا تھا لیکن اُس نے نہ تو کسی کو یہ جگہ بتائی تھی اور نہ اسے مرتے وقت وصیّت کرنے کا موقع ملا تھا۔ جس زمانے میں حضرت عمیرؓ مدینہ سے واپس آ کر اہلِ مکہ میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے، ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی غیبی آواز اُن سے کہہ رہی ہے کہ فلاں جگہ تمہارے باپ کا مال و زر دفن ہے اسے نکال لو۔ انہوں نے بیدار ہو کر اس جگہ کو کھودا تو وہاں سے انہیں دس ہزار درہم اور سونے کے کچھ ٹکڑے ملے۔ وہ اس غیبی امداد پر خدا کا شکر بجا لائے اور فوراً اپنا قرض ادا کیا اور آسودہ حالی میں اپنا وقت گزارنے لگے۔

چونکہ یہ واقعہ ان کے قبولِ اسلام کے بعد رونما ہوا، ایک دن ان کی کم سن بچی کہنے لگی:

''ابا جان! ہمارا یہ رب تو بہت اچھا ہے۔ یہ ہبل اور عزّیٰ سے تو کہیں بہتر ہے۔ ابھی ہم نے چند ہی روز سے اس کی بندگی شروع کی تھی کہ اس نے ہم کو اتنی بڑی دولت عطا کر دی، ہبل اور عزّیٰ نے تو ہمیں کبھی کچھ نہ دیا تھا''۔

(کتاب الروح از علامہ ابن قیم)

مکہ میں چند ماہ قیام کے بعد حضرت عمیرؓ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

حضرت عمیرؓ کے مدینہ آنے کے جلد ہی بعد اُحد کا معرکہ پیش آیا۔ وہ اس میں بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ شریک ہوئے اور بڑی بہادری سے لڑے۔ اس کے بعد غزوۂ احزاب میں بڑی پامردی سے دادِ شجاعت دی۔ رمضان ۸ھ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر لشکر کشی کی تو دس ہزار سرفروش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، حضرت عمیرؓ بھی ان میں شامل تھے۔ فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے دس آدمیوں کو مباح الدم (واجب القتل) قرار دیا تھا، ان میں حضرت عمیرؓ کے چچا زاد بھائی صفوان بن امیہ بھی شامل تھے۔ لشکرِ اسلام کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ بھاگ کر جدہ چلے گئے۔ حضرت عمیر بن وہب نے بارگاہِ رسالت میں سفارش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صفوان کو معاف فرما دیجیے، اس کی طبیعت میں نیکی کا مادہ موجود ہے، امید ہے وہ شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو کر اسلام کا دست و بازو بنے گا۔

قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمیرؓ نے اپنے اخلاص اور جوشِ ایمان کی بدولت بارگاہِ نبویؐ میں درجۂ تقرب حاصل کر لیا تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی سفارش قبول فرمائی اور حضرت عمیرؓ کو اپنی چادر یا عمامہ دے کر فرمایا کہ صفوان کو ہمارے پاس لے آؤ۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو بہتر ہے ورنہ اس کو دو ماہ تک غور کرنے کی مہلت ہے۔ حضرت عمیرؓ جدہ جا کر حضرت صفوان کو لے آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو ماہ کی بجائے چار ماہ کی مہلت دے دی لیکن اُنہوں نے یہ مدت ختم ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔

۹ھ میں حضرت عمیرؓ نے تبوک کے پرصعوبت سفر میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا۔ اگلے سال ۱۰ھ میں حجۃ الوداع میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو حضرت عمیرؓ مہمات امور میں برابر شریک رہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر پر لشکر کشی کی، وہ مختلف مقامات فتح کرتے ہوئے اسکندریہ پہنچے تو مصریوں نے زبردست مزاحمت کی اور یہ اہم شہر کئی ماہ تک فتح ہونے میں نہ آیا۔ آخر حضرت عمروؓ نے بارگاہِ خلافت سے کمک مانگی بھیجی، علامہ بلاذری نے 'فتوح البلدان' میں لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے دس ہزار مجاہدین پر مشتمل امدادی فوج چار امرا کی سرکردگی میں بھیجی، ان میں ایک حضرت عمیرؓ تھے۔ لیکن دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ امدادی فوج چار ہزار مجاہدین پر مشتمل تھی اور اس پر چار افسر تھے، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ، حضرت مقداد بن اسودؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلد انصاریؓ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ کو لکھا کہ ان میں سے ہر افسر ایک ہزار آدمیوں کے برابر ہے، اس لیے امدادی فوج کو چار ہزار نہیں بلکہ آٹھ ہزار سمجھیں۔ حضرت عمیرؓ ان افسروں میں شامل نہیں تھے ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے ماتحت افسروں میں شامل ہوں۔ بہرحال اسکندریہ کی تسخیر میں انہوں نے سرفروشانہ حصّہ لیا۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ کو حضرت عمیرؓ نے کچھ دوسرے مقامات کی تسخیر پر مامور کیا۔ چنانچہ دمیاد، تونا، شطا، بوسیر، تینس وغیرہ کئی مقامات ان کے ہاتھ پر فتح ہوئے۔ حضرت عمیرؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کے آخر میں وفات پائی۔

☆☆☆☆☆

17 نومبر: صوبہ ننگرہار..........ضلع کچیر ہار..................ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس چیف ہلاک

(آداب المعاشرت)

گھر میں داخل ہونے کے آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام میں حدیث اور فقہ کی خدمت کے حوالے سے ایک معروف شخصیت ہیں۔ آپ ۱۹۱۷ء میں شام میں پیدا ہوئے۔ ازہر میں آپ کے اساتذہ میں شیخ راغب الطباخ، شیخ احمد الذرقا، شیخ مصطفیٰ الزرقا شامل ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں شام کی حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا، گیارہ ماہ بعد آپ رہا ہو کر ۱۹۶۷ء میں سعودی عرب منتقل ہوگئے۔ آپ نے علم دین کے حوالے سے جامعہ ابن سعود (ریاض)، جامعہ ام درمان الاسلامیہ (سوڈان)، جامعہ صنعا (یمن) کے علاوہ دنیا کے اکثر مسلم خطوں میں درس و تدریس کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو محدث عبدالفتاح الحلبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ آپ کے بارے میں کہتے ہیں ''ملک شام (حلب) کے عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو علامہ زاہد کوثری مصری کے خاص شاگرد ہیں اور علوم قرآن وحدیث میں حق تعالیٰ نے اُن کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے''۔ آپ کے شاگرد رشید مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی نے آپ کی کتاب ''**من ادب الاسلام**'' کا اردو ترجمہ کیا ہے، جس کا ایک حصّہ نذر قارئین ہے۔

جب آپ کسی کے گھر میں اندر جانے کی اجازت مانگیں تو دروازہ کے بالکل سامنے مت کھڑے ہوں، بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو بالکل دروازہ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداوٗد)

ادب: جب آپ نے اپنے کسی بھائی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر سے آواز آئی: آپ کون؟ تو آپ اپنا وہ پورا نام بتلائیں جس سے آپ کو پکارا جاتا ہو کہ میں فلاں ہوں، لہٰذا یہ نہ کہیں کہ: کوئی ایک ہوں، یا میں ہوں، یا ایک شخص ہوں۔ کیونکہ اندر سے پوچھنے والا ان الفاظ سے آنے والے کو نہیں پہچان سکتا اور آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ صاحب خانہ آپ کی آواز پہچانتے ہیں کیونکہ آوازیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور انداز بھی ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ گھر والے آپ کی آواز کو پہچان سکیں یا امتیاز کرسکیں، کیونکہ کان بھی آواز کے پہچاننے میں غلطی کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں 'میں' کہنے کو ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس سے صحیح پہچان نہیں ہوتی۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون؟ میں نے جواب میں عرض کیا: 'میں' تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نکیر فرمایا: ''میں، میں''۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا 'میں' کہنا ناگوار گزرا۔

یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرامؓ سے کہا جاتا: کون؟ تو وہ اپنا نام لیتے تھے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات جب میں اپنے گھر سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے جارہے ہیں، میں چاند کے سائے میں چلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابوذر!

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علیؓ کی بہن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن ام ہانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہؓ پردہ پکڑے ہوئے تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہیں؟ تو میں نے کہا: میں ام ہانی ہوں۔

ادب: جب آپ بغیر کسی پیشگی وعدہ کے کسی بھائی سے ملاقات کے لیے جائیں یا پہلے کوئی وعدہ کیا تھا مگر اس نے اس وقت ملاقات سے معذرت کرلی تھی تو آپ اس کی معذرت قبول کرلیں کیونکہ وہ اپنے گھر کے حالات اور اپنی معذوریوں کو خوب جانتا ہے۔ ممکن ہے کہ اسے کوئی خاص مانع پیش آگیا ہو یا کوئی خاص ایسی حالت درپیش ہو کہ اس وقت وہ آپ کا استقبال نہ کرسکتا ہو اور ایسے حالات میں آپ سے معذرت کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہ کرتا۔ جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ بن دعامۃ السدوسیؒ فرماتے ہیں ''ایسے لوگوں کے دروازے پر مت کھڑے ہوں جنہوں نے آپ کو اپنے دروازے سے واپس کردیا ہو، کیونکہ اگر آپ کی ضرورتیں ہیں تو ان کی بھی مصروفیات ہیں، لہٰذا ان کو عذر کرنے کا زیادہ حق ہے''۔

حضرت امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے ''ہر آدمی اپنا عذر بیان نہیں کرسکتا، اسی لیے سلف صالحین کی عادت تھی کہ کسی کی ملاقات کے لیے جاتے تو اس سے کہتے: ممکن ہے اس وقت آپ کو کوئی مشغولیت ہو! تاکہ صاحب خانہ اگر عذر پیش کرے تو اس کے لیے آسانی ہو''۔ مذکورہ ادب کی اہمیّت اور صاحب خانہ کی جانب سے معذرت کی صورت میں بعض حضرات کے نفس میں احساس پیدا ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زیارت اور اجازت کے ضمن میں فرمایا:

''اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ، تو پھر جاؤ، اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے''۔

قرآن کریم کے اس ادب سے اس شخص کو بھی سہولت ہے جو بعض غلطیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اُسے کسی سے ملنا ناگوار ہوتا ہے تو وہ مجبوراً جھوٹ بولتا ہے، اور کسی سے کہلواتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں ہے حالانکہ وہ گھر میں موجود ہوتا ہے۔ اس طرح اس سے جھوٹ کا گناہ سرزد ہوتا ہے اور اس سے گھر میں موجود چھوٹے بچے بھی یہ ناپسندیدہ عادت سیکھتے ہیں اور بسا اوقات اس غلط تصور سے دلوں میں دشمنی اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)

17 نومبر: صوبہ ہلمند..........ضلع گریشک..........امریکی فوجیوں سے شدید جھڑپ..........6 امریکی فوجی ہلاک

شیخ عطیۃ اللہؒ.....مہاجر، مرابط اور شہید فی سبیل اللہ

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ

امت مسلمہ اور بالخصوص مجاہدین اور اہل لیبیا کو اپنے شیخ، مجاہد، عالمِ دین، مرابط ومہاجر فی سبیل اللہ فضیلۃ الشیخ ابی عبدالرحمٰن جمال ابراہیم اشتوی المعروف شیخ عطیۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر مبارک باد!!!

ایک حلیم وحکیم قائد، امیر اور بلند پایہ مربی جنھوں نے مجاہدین کے دلوں کو جوڑ دیا اور اُن کی صفوں کو باہم مربوط کیا، اعلیٰ اخلاق و اوصاف کے حامل جنھوں نے دینِ اسلام کی تائید اور اُس کی نصرت کا حق ادا کر دیا۔ ہم اُن کے جہاد ور باط، ثبات فی سبیل اللہ، طلب علم اور اُس کے پھیلانے کی عظیم خدمات کے صلے میں اللہ رب العزت سے اُن کے لیے بہترین جزا طلب کرتے ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ اپنے بیٹے اعصام کے ہمراہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ کو صلیبی جاسوس طیارے کی بم باری میں شہادت پا کر اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اپنی رحمت واسعہ سے سرفراز فرمائے، آمین۔ اس سے پہلے شیخ نے اپنے ایک بیٹے ابراہیم کو اپنے ربِ غفور کے حضور شہادت کے لیے پیش کیا، جو پہلے شیخ ابواللیث رحمہ اللہ پر ہونے والی بم باری کے موقع پر محفوظ رہے اور پھر دوسرے حملے میں شہید ہو گئے۔

اللہ اس مجاہد ومرابط خاندان پر اپنی بیش بہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ جس نے اپنا سب کچھ علَم توحید و جہاد کی سربلندی اور اسلام کی سرزمینوں سے مجرم صلیبیوں کے تسلط کو ختم کرنے کے لیے قربان کر دیا۔ وہ صلیبی جنھوں نے مسلمانوں کے ممالک میں فساد برپا کیا ہوا ہے اور امت کے بیٹوں کو مشرک ومنحرف کفریہ نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ شیخؒ نے اپنی شہادت سے چند دن قبل مجھے اپنے پیغام میں افغانستان میں متعدد فتوحات کی خوش خبری سنائی، جس میں سب سے اہم وردگ میں امریکی مرکز پر حملہ تھا۔ اس حملے میں کم از کم ۸۰ امریکی قتل ہوئے اور یہ ایسی کفار کے لیے شدید ضرب تھی کہ اُن کو دلاسہ دینے کے لیے خبیث پیٹریاس کو خود افغانستان آنا پڑا۔ اسی طرح اُنہوں نے امریکی چنیوک ہیلی کاپٹر کے مار گرائے جانے کا بھی تذکرہ کیا جس میں ۳۰ سے زائد امریکی مردار ہوئے اور ان میں سے اکثر وہ تھے جنھوں نے شیخ اسامہؒ کی شہادت کے آپریشن میں شرکت کی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کابل اور افغانستان کے دیگر علاقوں میں ہونے والی کئی کارروائیوں کے بارے میں لکھا۔ شیخؒ نے مجھے عنقریب طرابلس کی فتح کی خوش خبری سنائی اور یہ خبر اُن کی شہادت سے ایک رات قبل سچ ہو گئی۔ اگر اللہ عزیز وحکیم نے چاہا تو شیخؒ جنت کے باغوں میں فتح طرابلس کے شہدا سے ملاقات کریں گے۔

شیخ عطیۃ اللہؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کی معطر ومزکی سیرت مشہور ومعروف ہے، انہوں نے اپنی ساری زندگی میادین جہاد وہجرت، علمی حلقوں اور تربیت وقیادت کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے گزاری۔

روسی قبضے کے دور میں شیخؒ نے پہلی مرتبہ افغانستان کی طرف ہجرت کی۔ پھر جب جنگ ختم ہونے کے بعد امریکہ اور پاکستان نے افغانستان کی آزادی اور پاکستان کی حدود کی دفاع کی خاطر جہاد میں شریک عرب مجاہدین سے غداری کی تو شیخؒ ہجرت کر کے سوڈان چلے گئے اور قریباً تین سال وہاں جید علما کی صحبت میں گزارے۔ پھر الجماعۃ الاسلامیۃ المسلح کے ہمراہ جہاد میں شرکت کے لیے الجزائر چلے گئے اور وہاں گراں قدر جنگی تجربہ حاصل کیا۔ پھر امارت اسلامی افغانستان کے قائم ہونے کے بعد دوبارہ ہجرت کر کے افغانستان آ گئے اور کابل میں مدرسہ عربیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے شیخؒ کو دعوتِ جہاد اور اس کے متعلّق شبہات کے رد میں بہت مہارت نصیب فرمائی۔ اسی طرح مجاہدین کے انتظامی امور کو بھی وہ بہت احسن طریقے سے سنبھالتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو افغانستان اور پاکستان کے مجاہدین کے تمام مجموعات میں وسیع قبولیت عطا کی تھی۔

شیخؒ اپنی تحریر یا بیان میں عطیۃ اللہ کا لقب استعمال کرتے تھے۔ لیکن گزشتہ دنوں جب لیبیا کے غیور مجاہد ومرابط مسلمان اپنے اوپر مغرب کے مسلط کردہ زندیق غلام قذافی کے خلاف جہاد کے لیے نکلے تو شیخؒ نے اہلِ لیبیا کے ہمراہ اس جنگ میں تحریر و بیان سے مسلسل شرکت کی۔ اور ہمارے لیبیا کے بھائیوں کے لیے اپنے اصل نام سے پیغام بھیجا۔ انہوں نے اہلِ لیبیا سے کہا:

> ''میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا بھائی ہوں اور تم میرا قبیلہ ہو، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، میری شدید خواہش تھی کہ تمہارے ساتھ شریک ہوتا اگر میں اس وقت تمہارے اور اپنے دشمن امریکہ اور اس کے حلیف نیٹو کے خلاف جنگ میں مصروف نہ ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ ہوتا''۔

شیخؒ شہید ہو کر اپنے رب کے حضور پہنچ گئے اور یہ مسلسل ہجرتوں کی راہ میں اُن کی آخری ہجرت تھی۔ وہ مجاہد ومہاجر تو اپنی منزل کو پا گیا لیکن اُن کے قتل کا بدلہ ہماری، اہل لیبیا اور ہر مسلمان کی گردن پر ایک قرض ہے۔ ہم باذن اللہ ان غربی صلیبیوں سے اس قتل کا بدلہ ضرور لیں گے جنھوں نے شیخؒ اور ان کے بیٹے اور ہمارے ہزاروں بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو قتل کیا، ہمارے ملکوں پر قبضہ کیا، ہماری دولت لوٹی اور ہمارے اوپر غلاموں کو مسلط کیا۔ اور ہمارے پیارے فلسطین میں ناپاک اسرائیل کی ریاست قائم کی جو ان کے وسائل کا دفاع کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

امریکی یہودی وارن ونسٹائن کی رہائی کے لیے ہماری شرائط

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

لاہور سے گرفتار ہونے والے امریکی یہودی وارن ونسٹائن کے القاعدہ کے قبضے میں ہونے کی تصدیق اوراس کی رہائی کے لیے مجاہدین کی طرف سے پیش کردہ مطالبات سے متعلّق شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی گفتگو کے عربی متن کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''تائیداور ثابت قدمی کا پیغام'' یہ صلیبیوں اوران کے معاونین کی جیلوں میں قید مظلوم خواتین اور القاعدہ وطالبان کے قید سپاہیوں کے نام بھی ایک پیغام ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ بلاشبہ ہم نے تمہیں کبھی نہیں بھلایا اور نہ ہم اللہ کے حکم سے تمہیں کبھی بھلا سکتے ہیں۔تمہیں رہائی دلوانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے امریکی یہودی وارن ونسٹائن کو گرفتار کیا ہے جو امریکی حکومت کا سابق اہل کار اور اب پاکستان کے لیے اس کا امریکی امداد کے پروگرام کا ٹھیکیدار ہے، جو پاکستان اور افغانستان میں مجاہدین کے خلاف لڑائی لڑنے کے لیے کوشاں تھا۔ ہمارا یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے امریکی ہر اس شخص کو گرفتار کرتے ہیں جس کے بارے میں ذرا سا بھی شک وشبہ ہو کہ اس کا تعلّق القاعدہ وطالبان سے ہے خواہ وہ تعلّق کتنی ہی دور کا کیوں نہ ہو۔تو ہم نے ستر کی دہائی سے پاکستان کے لیے امریکی امداد میں سرگرم آدمی کو گرفتار کرلیا ہے۔

اس کی رہائی کے لیے ہمارے مطالبات یہ ہیں:

(۱) مصراور غزہ کے درمیان افراد اور سامان کی منتقلی کو روکنے کے لیے قائم کردہ محاصرے کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

(۲) امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے پاکستان، افغانستان، یمن، صومالیہ اور غزہ میں ہونے والی ہر قسم کی بم باری کو روکا جائے۔

(۳) القاعدہ وطالبان سے تعلّق رکھنے کے الزام میں گرفتار کیے گئے تمام افراد کو رہا کیا جائے۔ یہاں تک کہ ان افراد کو بھی رہا کیا جائے جنہیں کسی دوسرے ملک کے حوالے کردیا گیا ہے جیسے ابومصعب سوری۔ان پر لگائے گئے تمام الزامات کو ختم کیا جائے، ان کا کسی بھی قسم کا پیچھا کرنے سے گریز کیا جائے اور انہیں اس جگہ تک پہنچادیا جائے جہاں وہ باعزت طریقے سے رہنا چاہتے ہیں۔

(۴) گوانتانامو اور امریکی خفیہ جیلوں میں موجود تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے اور ان جیلوں اور قیدخانوں کو بند کردیا جائے۔

(۵) سید نصیر، رمزی یوسف اور ان دونوں کے ساتھ جو دیگر افراد ہیں، انہیں رہا کیا جائے، ان پر لگائے جانے والے تمام الزامات کو ختم کیا جائے، ان کا کسی بھی قسم کا پیچھا کرنے سے گریز کیا جائے اور انہیں اس جگہ تک پہنچادیا جائے جسے وہ خود اپنے لیے معزز ومکرم طریقے سے اختیار کریں گے۔

(۶) شیخ عمر عبدالرحمٰن کو رہا کیا جائے، ان پر لگائے گئے تمام الزامات کو ختم کیا جائے، ان کا کسی بھی قسم کا پیچھا کرنے سے گریز کیا جائے اور انہیں باعزت ومکرم طریقے سے واپس ان کے ملک بھجوایا جائے۔

(۷) شیخ اسامہ بن لادنؒ کے گھر والوں کو رہا کیا جائے، ان پر لگائے گئے تمام الزامات کو واپس لیا جائے، انہیں ان کے آبائی ملکوں تک باعزت ومکرم طریقے سے پہنچایا جائے اور ان سے کسی بھی قسم کی تحقیقات کرنے اور ان کا پیچھا کرنے سے گریز کیا جائے۔

(۸) القاعدہ وطالبان سے تعلّق رکھنے کے الزام میں گرفتار ہونے والی تمام خواتین کو رہا کیا جائے۔ جیسے عافیہ صدیقی، ابوحمزہ مہاجر رحمہ اللہ کی بیوہ حسناء اور دیگر تمام خواتین قیدیوں کو رہا کیا جائے، ان پر لگائے گئے تمام الزامات کو واپس لیا جائے، ان کا کسی بھی قسم کا قانونی پیچھا کرنے سے گریز کیا جائے، انہیں اس جگہ تک پہنچادیا جائے جہاں وہ باعزت ومکرم طریقے سے جانا چاہتی ہیں۔

میں اپنی اس گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے اس امریکی قیدی کے گھر والوں کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔ بے شک تمہاری حکومت ہمارے قیدیوں پر تشدد کرتی ہے، لیکن ہم نے تمہارے قیدی پر تشدد نہیں کیا ہے۔تمہاری حکومت نے جنیوا معاہدے پر دستخط کیے اور پھر اسے کچرے کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ جب کہ ہم نے جنیوا معاہدے پر دستخط نہیں کیے لیکن اس کے باوجود تمہاری قیدی کے ساتھ عزت واکرام کا سلوک کررہے ہیں، یہ ایک بات ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں اوباما کے جھوٹ اور دھوکے بازی سے خبردار کرتا ہوں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس آدمی کو قتل کردیا جائے تاکہ وہ اس کی مشکلات کا بوجھ اٹھانے سے آرام پاسکے۔ اوباما جھوٹا آدمی ہے۔ وہ جھوٹ بولتا تھا، جھوٹ بول رہا ہے اور جھوٹ بولے گا۔ وہ تم سے کہے گا کہ میں نے تمہارے قریبی کو چھڑانے کی کوشش کی تھی لیکن القاعدہ نے سختی اختیار کی۔ پس تم اس کی بات کو سچ مت سمجھنا۔ وہ تم سے یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں نے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر انہوں نے جواب نہیں دیا۔ پس تم اس کو سچّا مت سمجھنا۔ وہ تم سے یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارے قریبی کو چھڑانے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کررہا ہوں لہٰذا تم اسے سچ مت سمجھنا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴پر)

19 اکتوبر: صوبہ لوگر.........برکی برک.....خروار....صلیبی فوجیوں پر گھات..........15 صلیبی فوجی ہلاک..........9 زخمی

ہم کامل طور پر امیر المومنین کی اطاعت کے پابند ہیں

شیخ سراج الدین حقانی کا بی بی سی کو انٹرویو

میں اپنے دوستوں کو سلام کہتا ہوں، دل تو چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں سے ملوں اور اُن سے رابطہ کروں لیکن حالات کی سختی کے پیش نظر ایسا ممکن نہیں۔ موجودہ حالات کے متعلّق آپ نے جو سوالات کیے ہیں میں اُن کے ترتیب وار جوابات دوں گا۔ افغان مسلمان جو اپنے دین کے تحفظ اور سرزمین کی آزادی کے لیے جہاد کر رہے ہیں، ان کو مختلف نام دیے جا رہے ہیں۔ لیکن ہم ان ناموں کے جھنجھٹ میں پڑے بغیر اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ جب تک ہمارے جسم و روح کا تعلّق برقرار ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہِ جہاد میں چلنے کے مکلّف ہیں۔ اگر ہم نہیں ہوں گے تو ہماری نسلیں اس راستے پر چلتی رہیں گی اور ان کفار کو اپنی سرزمین میں چین نہیں لینے دیں گی۔ ہماری تو تاریخ ان کفار کے سامنے ہے، آج وہ برطانیہ موجود ہے اور اُس کی تاریخ ان کے سامنے گواہی دینے کے لیے کافی ہے کہ ہم نے اُن کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو اس موضوع پر کبھی تفصیل سے بات کروں گا۔

اب آپ کے سوالات کی طرف آتے ہیں۔ پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ برہان الدین کے قتل میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں اور یہ تو امارت کے ترجمان نے بھی واضح کر دیا ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں کہوں گا کہ امریکہ اور نیٹو کی افواج پر جو حملے ہوتے ہیں امارت اسلامیہ کی نظامی شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق یہ تمام کارروائیاں سرانجام دی جاتی ہیں۔ تیسرا سوال جو ہمارے اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں ہے، اس حوالے سے ہمارا جواب ہے کہ سابقہ ادوار میں ہمارے پاکستان کے ساتھ انٹیلی جنس کی سطح پر کسی نہ کسی حد تک تعلقات تھے لیکن اب بدلتے حالات میں یہ تعلقات ختم ہو چکے ہیں۔ پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک کے خفیہ ادارے ہمیں افغانستان کی سیاست میں کردار ادا کرنے کا کہہ رہے ہیں اور یقیناً ایسی صورت میں ہمیں ایک خاص حصّہ بھی دیا جائے گا لیکن ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ تمام سازشیں صرف اور صرف ایک مقصد کے تحت کی جا رہی ہیں۔ اور وہ مقصد ہے مجاہدین کی صفوں میں اختلاف و انتشار پیدا کرنا، لہٰذا ہماری طرف سے ایسی تمام پیش کشوں کا جواب بہر صورت 'نہیں' میں ہے۔

چوتھے سوال کے جواب میں یہ کہوں گا کہ امارت اسلامیہ کی القاعدہ سے متعلّق پالیسی بالکل واضح اور دوٹوک ہے اور اسی طرح حکمت یار کی تنظیم سے متعلّق بھی واضح پالیسی ہے۔ اگلے سوال کا جواب یہ ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ ہمارے رہبر ہیں اور ہم ان کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ ہماری تمام ترعملیات اور منصوبہ بندی ان کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق ہی ہوتی ہیں۔ میڈیا ہماری صفوں میں اختلاف اور عامۃ المسلمین کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے مسلسل پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ کبھی ہمیں آئی ایس آئی کا گروپ کہا جاتا ہے اور کبھی مجاہدین سے الگ کوئی تنظیم یا گروپ ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن میں ان تمام اقسام کی افواہوں کا رد کرتا ہوں اور برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ہم کامل طور پر امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی اطاعت کے پابند ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکی یہودی وارن ونسٹائن کے القاعدہ کے قبضے میں

تیسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ تمہاری مشکل و پریشانی ہمارے ساتھ نہیں بلکہ اوباما کے ساتھ ہے۔ ہم تو اپنے ان عادلانہ مطالبات کا تقاضا کر رہے ہیں جن کی بنیاد ہمارے قیدیوں کی رہائی اور تمہاری حکومت کی طرف سے ہمارے خلاف جاری جارحیت کو بند کرنے پر ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ اگر تم اپنے قریبی کو واپس لانا چاہتے ہو تو تم اوباما پر دباؤ ڈالنے کے سلسلے کو جاری رکھو۔ اوباما کے پاس تمہارے قیدی کو رہا کرانے کی صلاحیت، طاقت اور سلطنت موجود ہے۔ اس کے ایک معمولی سے دستخط سے تمہاری مشکل سیکنڈوں میں حل ہو سکتی ہے۔ اوباما کے پاس تمہارے قیدی کو چھڑانے کا اختیار بھی ہے، تمہارے قیدی کو کئی سال تک قید میں رکھنے کا بھی اختیار ہے اور تمہارے قیدی کو......اگر اس نے کسی حماقت کا ارتکاب کیا تو...... ہلاک کرنے کا بھی اختیار ہے۔ پس تم اس پر اپنا دباؤ جاری رکھو، اس کا پیچھا کرنا مت چھوڑو اور اس کی جھوٹی باتوں کو سچ مت سمجھو۔

''مصر میں بسنے والے ہمارے بھائیوں کے لیے امید اور خوشی'' کا یہ پیغام قید میں موجود ہمارے بھائیوں کے لیے بھی امید اور خوشی کا پیغام ہے۔ ہم اپنی گفتگو کا خاتمہ اس بات پر کرتے ہیں کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اللہ کا بہت درود وسلام ہو ہمارے سیدنا محمد پر، ان کی آل پر اور ان کے ساتھیوں پر۔

☆☆☆☆☆

''ایک اور مسئلہ سے بھی خبردار رہنے کی ضرورت ہے...... جو ہمیں لے ڈوبنے میں سب سے زیادہ بڑھ کر ہے اور امدادی کارروائیوں کی قلت اور تاخیر کی وجوہات میں سے اہم تر ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے درمیان وسعت نظری پر مبنی ''امتِ مسلمہ کی محبت'' کے بجائے تنگ نظری پر مبنی ''حب الوطنی'' کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ جزیرۂ عرب کے مادی وسائل دراصل تمام مسلمانوں کی ملکیت ہیں۔ مسلمانوں کا پٹرول مسلمانوں کے لیے ہی ہونا چاہیے۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ یہ وسائل بغیر کسی حق کے صرف کیے جاتے ہیں، غلط جگہوں پر استعمال ہوتے ہیں اور بے دریغ اور بلا روک ٹوک خوچ کیے جاتے ہیں...... ایسے حالات میں جب بہت سے مسلمان سیلابوں، قحط سالی، بیماریوں، بھوک اور جہالت میں مبتلا ہو کر موت کے منہ میں جا پہنچے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ'' (شیخ اسامہ بن لادنؒ)۔

(قسط دوم)

شیخؒ کے ساتھ بیتے دنوں کی داستان

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

جو لوگ بھی شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ساتھ رہے، وہ بخوبی اِس بات سے واقف ہیں، کہ آپ کس قدر نرم دل کے مالک تھے۔ آنسو تو یک دم آپ کی آنکھوں میں موتی بن کر چمکنے لگتے تھے۔ بات چیت کے دوران یا خطابات کے وقت اکثر آپ اشک بار ہو جاتے۔ یہ بات تو آپ کے حوالے سے مشہور و معروف ہے کہ آپ کو بہت جلد رونا آ جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ مجھ سے کہنے لگے کہ بعض لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں، کہ آپ ابھی بات شروع بھی نہیں کرتے کہ آپ کی آنکھ سے آنسو پہلے ہی بہنے لگتے ہیں، سو آپ انہیں تھوڑا روکنے کی کوشش کیا کریں۔ شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ اِس پر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میں نے عرض کیا کہ شیخ! یہ تو وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دی ہے، آپ اس پر ہرگز پریشان نہ ہوں، بلکہ یہ تو اللہ کا فضل ہے جو اُس نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

ایک اور واقعہ جس کا مشاہدہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے کیا، وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم جنوبی کابل کے نزدیک معسکر عَیْنَق میں موجود تھے۔ اُس وقت کچھ اور بھائی بھی وہاں آ گئے اور ہمارے ساتھ آ بیٹھے۔ اُن دنوں شیخ رحمہ اللہ نے فلسطین اور غزہ کے حوالے سے ایک بیان جاری کیا تھا، جس میں آپ نے اُن کی نصرت کا ذکر کیا تھا۔ غالبًا یہ وہ کلمات تھے جن میں آپ نے اہلِ فلسطین سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ '' آپ کے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کا خون ہے اور آپ کا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون اور تباہی کا بدلہ تباہی ہو گی''۔ ارضِ فلسطین سے شیخ کی والہانہ محبت علیحدہ سے ایک مکمل موضوع ہے، موقع ملنے پر ہم اِس پر بھی ضرور بات کریں گے۔ بہر حال یہ فلسطین کے حوالے سے کوئی بیان تھا۔ ان بھائیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ذرائع ابلاغ میں فلسطینی خواتین کو ایک مظاہرے میں یہ کتبے اٹھائے دیکھا ہے، جن پر کچھ اس مضمون کی تحریر لکھی تھی کہ '' اے اسامہ! ہم ایفائے عہد کی منتظر ہیں''۔ یہ سن کر شیخ بالکل خاموش ہو گئے، لیکن اُن الفاظ کی تاثیر آپ کے چہرے پر عیاں تھی۔ اس کے بعد ہم معسکر کی مسجد میں نمازِ عشاء کے لیے روانہ ہوئے۔ اُس وقت روشنی کافی مدھم سی تھی۔ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد شیخ سنتوں کی ادائیگی کے لیے مسجد کے ایک کونے کی طرف چل دیے۔ نماز کے دوران آپ کی ہچکیوں کی آواز مجھے صاف سنائی دے رہی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ اس آہ و بکا کا سبب وہ خبر ہے، جو ابھی آپ کو پہنچی ہے کہ فلسطین کی عورتیں اسامہ بن لادن کی طرف سے ایفائے عہد کے انتظار میں ہیں۔ اور میرا یہ یقین ہے کہ آپ نے اپنا وعدہ اپنے عمل سے فی الحقیقت سچ بھی کر دکھایا۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک بہت ہی خوبصورت گوشہ اُن کا اپنی اولاد کے ساتھ تعلّق ہے۔ شیخ کے نزدیک رہنے والے ہر شخص کو اُن کی اولاد میں ادب اور تکریم کا جو اعلیٰ معیار نظر آتا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے...... اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرمائیں اور ہماری اور تمام اہلِ ایمان کی اولاد کو اپنا مطیع فرمان بنائیں...... شیخ اسامہ بن لادن جیسے ارب پتی اور صاحبِ ثروت شخص کی اپنی اولاد کا حال یہ تھا کہ وہ خود مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے مہمانوں کو ہاتھ بھی نہ ہلانے دیتے۔ مہمانوں کے ہاتھ دھلوانا، اُن کے سامنے کھانا چننا، بعد ازاں اُن کے ہاتھ خشک کروانا، خود اُنہیں اُن کی جگہوں تک چھوڑ کر آنا، الغرض ادب و احترام کا یہ عالم کہ انسان رشک کرے۔ میں نے خود بہت سے لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ ماشاء اللہ کیا ہی شاندار تربیت ہے جو شیخ نے اپنی اولاد کی کی ہے۔ اِسی طرح ہر وقت کے سفر، مستقل نقل و حرکت اور اِس جیسے دیگر سخت ترین حالات کے باوجود آپ اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت خیال رکھتے تھے۔ تعلیم کے میدان میں سب سے پہلے آپ اِس بات کا اہتمام کرتے کہ آپ کے بچے اللہ کی کتاب کو حفظ کر لیں۔ میرا گمان ہے کہ آپ کے بچوں میں سے ایک کثیر تعداد قرآنِ حکیم کا ایک بڑا حصّہ یاد کر چکی ہو گی اور بعض نے شاید مکمل بھی کر لیا ہو...... اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے بچوں کو اِس کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائیں...... شیخ رحمہ اللہ کا تعلیم و تعلم کے ساتھ خصوصی شغف ایک علیحدہ موضوع ہے، جس پر میں اپنی کتاب '' فرسان تحت رآۃ النبی'' کی طبع ثانیہ میں کچھ روشنی ڈال چکا ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کے علم اور دعوت سے خصوصی شغف کا کما حقہ ذکر نہیں ہو سکا۔ بہر کیف اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لیے شیخ رحمہ اللہ نے ایک خصوصی مدرس کی خدمات حاصل کیں۔

یہاں میں مختصر انداز میں اُن کا بھی کچھ تعارف کرواتا چلوں۔ یہ کوئی عام معلم نہ تھے، بلکہ وہ علماء شنقیط کے فاضل ترین علماء میں سے ایک تھے، جو لغت، قرأت اور رسمِ مصحف پر کمال درجے کا عبور رکھتے تھے۔ بہت سے مجاہدین نے اور خود میں نے بھی اُن سے بہت استفادہ کیا...... وہ خود میرے بھی اُستاد ہیں اور میں نے اُن کی سیرت پر اپنی کتاب '' التبریۃ'' میں کچھ روشنی بھی ڈالی ہے...... یہ شیخ صرف ایک مدرس نہ تھے، بلکہ آپ اللہ کی راہ کے مہاجر و مرابط اور شیخ اسامہ بن لادن کی مانند منجھے ہوئے گھڑ سوار بھی تھے۔ قریۃ العرب میں اُنہوں نے اپنے پاس ایک گھوڑا بھی رکھا ہوا تھا، جو بعد ازاں شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے خرید کر اپنے اصطبل میں شامل کر لیا۔ یہ قریۃ العرب بھی اپنی جگہ پر ایک پوری داستان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کبھی موقع عنایت فرمایا تو، ہم اُس مبارک بستی کی بھی کچھ بات کریں گے۔

یہ ایسی عجیب اور بابرکت جگہ تھی جس جیسی میں نے اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھی، جو دن میں نے اُس قریہ میں گزارے اُن جیسے باسعادت ایام مجھے ساری زندگی دوبارہ نصیب نہ ہو پائے۔ ہم اُن شیخ کے پاس درس لینے جاتے تو وہ اپنے ہاتھ سے بہترین موریطانی

20 نومبر: صوبہ فراہ............ ضلع گلستان............ دھماکے............ 15 افغان فوجی اہل کار ہلاک............ متعدد زخمی

چائے سے ہماری تواضع فرماتے اور ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرتے۔ ہم اُن سے گزارش کرتے کہ آپ ہمارے استاد ہیں، آپ کیوں ہمیں شرمندہ کرتے ہیں؟ لیکن وہ ہماری ایک نہ سنتے، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے ہمارا اکرام کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے اُن سے علومِ قرآن اور عربی لغت کی تعلیم حاصل کرنے کی درخواست کی تو اُنہوں نے کہا کہ سب سے پہلی شے جس سے ہم تعلیم کا آغاز کریں گے، وہ کتاب اللہ کی درست تلاوت ہے، کیونکہ اللہ کی کتاب کا حق انسان کے دیے ہوئے علم سے پہلے ہے، اس کے بعد پھر ہم عربی لغت کا آغاز کریں گے۔ میں نے ''کتاب التبریہ'' میں اِس بات کا ذکر کیا ہے کہ پہلے اُنہوں نے مجھے علمِ تجوید کے حوالے سے اوسط درجے کا ایک مقدمہ لکھوایا، جس کے بعد ہم نے نظمِ جَزری کا مطالعہ شروع کیا۔ ماشاء اللہ! علم میں تو وہ ایک سمندر تھے، تاہم دورانِ تدریس وہ ہمیں بڑے ہی سادہ اور آسان اسالیب کے ساتھ تعلیم دیتے، میں مسجدِ قریہ میں اُنہیں دیکھتا کہ وہ بڑے ہی آسان انداز میں تجوید کے قواعد سمجھا دیتے۔ مثال کے طور پر اخفا اور ادغام کا فرق سمجھانے کے لیے وہ کوئی شے لے کر اسے یوں کپڑے میں چھپا کر کہتے کہ دیکھو! یہ اخفا ہو گیا۔ جب کہ یہ ایک دوسری شے ہے جس کا اثر اب باقی نہیں رہا، یہ ادغام ہو گیا۔ اسی طرح انتہائی سادگی کے ساتھ وہ ساری باتیں سمجھا دیتے۔ میں جب ان کے سامنے الجزریہ کا درس لے رہا تھا اور میرے ساتھ کبھی کبھی شیخ ابوحفص کمانداں اور شیخ ابوعبیدہ موریطانی شہید رحمہ اللہ بھی درس میں شریک ہو جایا کرتے تھے، تو بعض اوقات بازار سے گزرتے ہوئے یک دم وہ میرے لیے کوئی پھل خرید لاتے۔ ہم اُن سے درخواست کرتے کہ اے شیخ یہ تو ہماری ذمہ داری ہے! تو وہ آگے سے کہتے کہ یہ تمہارے لیے نہیں بلکہ تمہارے بیٹے محمد کے لیے ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ وہ میرے لیے مچھلی خرید لائے، ہم کہتے کہ اے مولانا یہ تو ہمارا فرض ہے آپ کیا کرتے ہیں؟ تو انہوں مجھے پھر وہی کہا کہ بھئی یہ تمہارے لیے نہیں بلکہ محمد کے لیے ہے۔ یہ وہ فاضل اور باکمال عالم تھے جو شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بچوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے اور جن کی شاگردی کا مجھے بھی شرف حاصل ہے۔ تعلیم کے معاملے میں وہ شیخ کے بچوں کے ساتھ بڑی سختی برتا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ وہ شیخ کے ایک بچے کو یوں ڈانٹ رہے تھے کہ اے لڑکے! تم باتوں سے سمجھنے والے ہو ہی نہیں......! بات تو اب صرف تمہارے والد سے ہوگی......! تمہیں تو لاٹھی کی زبان سے سمجھانا پڑے گا......! جب کہ شیخ رحمہ اللہ کے بچے خاموشی کے ساتھ سہمے اور دبکے بیٹھے رہتے۔ یہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا سکھلایا ہوا وہ ادب و احترام تھا جس کے سبب وہ اپنے استاد کی نظروں میں نظریں ملانے کی جرأت بھی نہ کرتے تھے۔

شیخ رحمہ اللہ بچوں کی تربیت کے حوالے سے بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ قریہ کے مسجد میں 'اسلام میں بچوں کی تربیت' کے موضوع پر دروس بھی دیا کرتے تھے اور اس موضوع پر ''تربیۃ الابناء فی الاسلام'' نامی کتاب کا باقاعدہ مطالعہ کرواتے تھے۔

میں جانتا ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ کے بچے اُن کی شخصیت کے ساتھ حد درجہ اُنس و محبت رکھتے تھے۔ میں نے بہت سے مواقع پر اور کئی محاذوں پر دیکھا کہ وہ شیخ کی حفاظت کے لیے یوں مستعد رہتے اور انہیں یوں گھیرے رکھتے جیسے شیر کے بچے اس کے گرد حفاظتی حصار بنائے رکھتے ہیں۔ وہ بالکل سائے کی مانند شیخ کیساتھ ساتھ رہتے اور ہر دم ان پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ شیخ کا اپنے بچوں سے اور اپنے حفاظتی دستے سے تعلّق یہ بھی ایک الگ قصہ ہے، جس پر ہو سکا تو ان شاء اللہ بات کریں گے۔ بس اِس وقت تو یادوں کا ایک تانتا سا بندھا ہوا ہے۔

میں شیخ اور اُن کی اولاد کے حوالے سے دو واقعات کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا، جو حد درجہ اثر انگیز ہیں۔ پہلا واقعہ جلال آباد کا ہے، جب منافقین نے جلال آباد پر قبضہ کرنا شروع کیا اور ہم نے اوپر پہاڑوں میں جانے کا فیصلہ کیا تب ہمیں اِس بات کا اندازہ نہ تھا کہ واقعات اس قدر تیزی کے ساتھ رونما ہوں گے اور کابل کو اتنی جلدی چھوڑنا پڑ جائے گا۔ اُس وقت شیخ کے جو بچے اُن کے ساتھ تھے اُن میں سے تین ابھی کافی چھوٹے تھے۔ اُنہیں میں سے ایک خالد رحمہ اللہ تھے، جو اب شیخ کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں۔ اُن تینوں میں سے خالدؒ ہی نسبتاً بڑے تھے، جب کہ دوسرے دونوں اُن سے کچھ چھوٹے تھے۔ ہم لوگ شہر سے باہر نکلے، جہاں سے ہمیں مغربی جانب تورا بورا کے پہاڑوں کی طرف سفر کرنا تھا۔ عصر اور مغرب کے مابین ایک ساتھی شیخ کے اُن تینوں بچوں کو لے کر آیا، تا کہ وہ اپنے والد کو سلام کر لیں۔ شیخ نے اُن بھائی کے ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ وہ اِن بچوں کو وہاں سے پہلے کسی محفوظ مقام پر منتقل کریں گے، جہاں سے پھر اُنہیں باقی خاندان والوں کے پاس پہنچا دیں گے۔

جب الوداعی گھڑیاں آئیں تو شیخ اُنہیں لے کر ایک جانب کو ہو گئے اور میں دور سے یہ رِقت آمیز منظر دیکھتا رہا۔ ایک باپ اپنے چھوٹے چھوٹے تین بچوں کو الوداع کہہ رہا ہے، جب کہ اُسے نہیں معلوم کہ وہ اُن سے دوبارہ کب مل پائے گا۔ اس دنیا میں مل بھی سکے گا یا نہیں! اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ اُن کا پہلا وداع ہے یا آخری! میں شیخ کو انہیں وداع کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا، سلام کرنے کے بعد آپ اُنہیں سمجھا رہے تھے کہ آپ اپنے ان چچا کے ساتھ یہاں سے جاؤ گے، جو پھر تمہیں گھر والوں کے پاس لے جائیں گے۔ جو بڑے بیٹے تھے اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور شیخ خود بھی بہت جذباتی کیفیت میں تھے۔ جب کہ چھوٹے بے چارے کو گردو پیش کی کیا خبر؟ وہ شیخ سے کہنے لگا، لیکن ابا جان میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنا بیگ کابل میں ہی بھول آیا! اب وہ مجھے کیسے ملے گا؟' جب کہ اُسے کیا معلوم کہ اُس وقت تک کابل پر تو صلیبی قابض ہو چکے تھے۔ شیخ نے کہا کوئی بات نہیں میری جان! آپ کے چچا آپ کو نیا بیگ لے دیں گے۔ پھر وہ جدا ہو گئے، یہ بڑا عجیب منظر تھا۔ باپ بیٹے سے جدا ہو رہا ہے اور بیٹے باپ سے، جب کہ کسی کو معلوم نہیں کہ دوبارہ کب کہاں اور کس حال میں ملاقات ہو۔

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)

20 نومبر: صوبہ قندھار..........ضلع میوند..........نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ..........5 سپلائی گاڑیاں تباہ..........متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک

فرضیتِ خلافت اور اس کے قیام کا نبوی طریقہ کار

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ

منہج نبوی کا دوسرا مرحلہ:

جہاد:

اگر پچھلے مرحلے میں گزری ہوئی دعوت کا مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) ہوگا تو دعوت کے دوران جو کشمکش ہوئی ہوگی وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آئے گی لیکن اب یہ جہاد اپنی بالاترین منزل 'قتال فی سبیل اللہ' تک چلا جائے گا۔ اس مرحلے میں بھی اگر چہ دعوت دین انفرادی طور پر جاری رہے گی البتہ یہ دعوت اپنی انفرادی حدود سے بڑھ کر اجتماعی طور پر مختلف قبائل اور جماعتوں سے وفد کی صورت میں ملاقاتیں کرنے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہوگی جب کہ جماعت کے ساتھیوں کی اب روحانی تربیت کے ساتھ جسمانی تربیت (عسکری ٹریننگ) اور انہیں باقاعدہ ایک نظم کی شکل میں پرو دیا جائے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا (آل عمران: ۲۰۰)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو (ڈٹے رہو) اور صبر میں بڑھے رہو (کافروں کے مقابلہ میں) اور (آپس میں) مربوط رہو''۔

إِنَّ اللَّـهَ يُحِبُّ الَّـذِيْـنَ يُقَـاتِـلُـونَ فِـيْ سَبِيْـلِهِ صَفّاً كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوص (الصف: ۴)

''اللہ کو تو اس کے وہ لوگ پسند ہیں جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں صفیں بنا کر گویا کہ وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار''۔

اور اس کے ساتھ انہیں طاقت کے حصول اور جہاد کے لیے ابھارا جائے گا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (الانفال: ۶۵)

''اے نبی! آپ جنگ کے حوالے سے مومنوں کو شوق دلاتے رہیے (ترغیب دلاتے رہیے)''۔

وَأَعِـدُّواْ لَهُـم مَّـا اسْتَـطَـعْتُـم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَـدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ (الانفال: ۶۰)

''اے مسلمانو! تم تیاری کرو ان سے لڑنے کے لیے اپنے حد کی قوت کی فراہمی کے ذریعے سے اور پلے ہوئے گھوڑوں کی فراہمی کے ذریعے سے اور اس کے ذریعے سے ڈراتے ہو تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور کچھ اور بھی ہیں ان کو ڈراتے رہو جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے''۔

إِنَّ اللَّـهَ اشْتَـرَى مِـنَ الْـمُؤْمِنِيْنَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَـاتِـلُـونَ فِـيْ سَبِيْـلِ اللّـهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِيْ التَّـوْرَاةِ وَالإِنـجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّهِ فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبة: ۱۱۱)

''اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔

لہٰذا جب باطل نظام پر ضرب پڑے گی اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے محافظ اپنے نظام کا دفاع کرنے کے لیے پوری قوت کے ساتھ حملہ آور ہوں گے۔ جس سے بالفعل تصادم (قتال فی سبیل اللہ) شروع ہو جائے گا۔

الَّـذِيْـنَ آمَـنُـواْ يُقَـاتِـلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْـلِ الطَّـاغُـوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفاً (النساء: ۷۶)

''وہ لوگ جو کہ ایمان لائے وہ تو جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو اے مسلمانو! جنگ کرو ان شیطان کے دوستوں سے اور یقیناً شیطان کی چال (ضعیف) کمزور ہے''۔

اور یہ مرحلہ اس وقت تک چلے گا جب تک نظام کل کا کل اللہ کے لیے نہ ہو جائے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّه (الانفال: ۳۹)

''اور اے مسلمانو! ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے''۔

جہاد سیرت نبوی کی روشنی میں:

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا 'دار الندوۃ' میں فیصلہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف جہاں سے نصرت کا وعدہ کیا گیا تھا ہجرت فرمائی تو اسی دوران یہ آیات نازل ہوئیں:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌO الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الحج: ۳۹۔۴۰)

21 نومبر: صوبہ فاریاب..........ضلع قومقول.......... پولیس چیف 2 محافظوں سمیت ہلاک

’’اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو کہ جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی تھی اس لیے کہ ان کے اوپر ظلم کیا گیا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ نکال دیے گئے اپنے گھروں سے ناحق محض یہ کہنے کی وجہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب 'اللہ' ہے‘‘۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی یہود اور مختلف قبائل سے معاہدے کیے، جس کے نتیجے میں کچھ تو حمایت کے لیے آمادہ ہوگئے اور کچھ نے غیر جانب دار رہنے کا وعدہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں کر کے باطل نظام کی شہ رگ کو چھیڑا جس کی وجہ سے قتال فی سبیل اللہ کا آغاز ہوا اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتِيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّهُ أَن يُحِقَّ الحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ (الانفال:۷)

’’اور جب کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ فرمارہا تھا کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت تمہارے لیے ہے اور اے مسلمانو! تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں ایک کانٹا تک بھی اس راہ کے اندر نہ لگے اللہ تعالیٰ تو چاہ رہا تھا کہ اپنے فیصلوں کے ذریعے سے حق کا حق ہونا ثابت کردے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی جڑ کاٹ دے‘‘۔

اسی دوران میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تیر اندازی، نیزہ بازی، گھڑ سواری اور تیراکی کی مشقیں کرنے کی ترغیب دی اور ان کو سمع وطاعت کے نظام کا پابند بنایا۔

وَأَطِيْعُوا اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (الانفال: ۴۶)

’’اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑا مت ورنہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ڈٹے رہو بے شک اللہ کی نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے‘‘۔

اور یہ مرحلہ چلتا رہا تا آنکہ وہ وقت آگیا:

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبياء: ۱۸)

’’بلکہ ہم حق کو اٹھا کر باطل پر دے مارتے ہیں پھر وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے اور پھر باطل جو مٹ جانے والا ہوتا ہے مٹ جاتا ہے‘‘۔

اور پھر یہ آیت نازل ہوئی:

وَقُلْ جَاء الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً (بنی اسرائیل: ۸۱)

’’اور اے نبی! آپ کہیے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور بے شک باطل ہے ہی مٹنے والا‘‘۔

چنانچہ جزیرہ نما عرب میں اس نظریہ توحید کی بنیاد پر اٹھنے والی دعوت اب جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے نظام کے قیام کی صورت میں پوری ہوئی۔

اگر کسی تحریک یا جماعت کی زندگی میں یہ کامیابی دیکھنے کو مل جائے تو پھر یہ دعوت توحید اب ایک جامع شکل میں دوسری قوموں کے سامنے بھی پیش کی جائے گی۔ جیسے خلافت راشدہ میں بالفعل یہ معاملہ ہوا۔ اس سلسلے میں ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے الفاظ قابل غور ہیں جو انہوں نے اس دور کی سپر پاور کسریٰ کے دربار میں کہے تھے:

ان اللہ ابتعثنا لنخرج الناس من عبادة العباد الی عبادة اللہ وحدہ، ومن ضیق الدنیا الی سعتها، ومن جور االادیان الی عدم الاسلام (البدایة والنهایة: ۷/۳۹)

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم نکالیں انسانوں کو بندوں کی عبادت سے اللہ وحدہ کی عبادت کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور (باطل) ادیان کے ظلم وستم سے اسلام کے عدل کی طرف‘‘۔

پھر اس کے بعد تین صورتیں ہیں جو ان دعوت دینے والی قوموں کے سامنے رکھی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو! یہ ہے 'اسلامی نظام'۔ اب یا تو:

۱۔ اسلام قبول کرلو ہمارے بھائی بن جاؤ۔

۲۔ اپنے مذہب پر قائم رہو تو جزیہ دو اور ذمی بن کر رہو۔

۳۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر اب تلوار فیصلہ کرے گی۔

چنانچہ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے اقدامی جہاد شروع ہوتا ہے، جس کا آغاز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی روم کی طرف لشکر کشی کرتے ہوئے فرمادیا تھا۔

ایک غلط فهمی اور اس کا ازاله:

ان مراحل کے دوران میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ضروری نہیں کہ جو بھی دعوت اٹھے وہ یہ سب مراحل دیکھے گی۔ ہوسکتا ہے کہ کسی تحریک کو اپنے ابتدائی مرحلہ میں ہی کچل دیا جائے، یہ بھی عین ممکن ہے کہ آخری مرحلہ میں آکر اکثریت اللہ کی راہ میں اپنی جان دے دے اور غلبہ حاصل نہ ہوسکے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کبھی مغلوب نہ ہوسکتی تھی لہٰذا اسے غالب ہونا تھا:

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (المجادلة: ۲۱)

’’اللہ نے لکھ دیا ہے کہ بے شک غالب میں آؤں گا اور میرے رسول‘‘۔

لہٰذا اُن کے بعد اٹھنے والی کسی بھی تحریک کو کچلا تو جاسکتا ہے لیکن اگر وہ تحریک صحیح بنیادوں پر اٹھی ہوگی تو پھر کچھ عرصے بعد ہی ایک اور زندہ تحریک وک اللہ تعالیٰ ضرور اٹھاتا ہے اور جو لوگ اس سے پہلے شہید ہوچکے ہوتے ہیں اللہ کے ہاں ان کا اجر محفوظ ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ حالات ہر تحریک

21 نومبر: صوبہ پکتیکا.........ضلع اورگون.........بارودی سرنگ کے دھماکہ.........ٹینک تباہ.........2 امریکی فوجی ہلاک.........3 زخمی

میں یکساں آئیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کسی تحریک یا جماعت کو شروع ہی میں کسی بھی علاقے سے اللہ کی نصرت مل جائے اور وہ غلبہ حاصل کرلے، جیسا کہ 'طالبان تحریک' میں ہوا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تحریک ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہی ہو، اسی عرصہ میں کوئی اور دوسری تحریک قوت پکڑ جائے تو پھر اس تحریک کا سارا وزن اس قوت پکڑنے والی تحریک کی جھولی میں ڈال دیا جائے اور مجتمع ہوکر باطل نظام کا مقابلہ کیا جائے۔ اس ضمن میں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ ہم منہج نبوی پر چلنے کے پابند ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ (یوسف: ۲۱)

''اور اللہ تعالیٰ اپنے معاملے پر پوری طرح سے غالب ہے لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں ہے''۔

وہ جس طرح چاہے فیصلے کرے اسے اختیار ہے وہ ان تمام معروضی حالات سے بالکل بے نیاز ہے۔

آخری بات:

اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمیں یہ مکمل واکمل دین اور ضابطۂ حیات عطا فرمایا ہے وہاں اس نظام کے نفاذ کا عملی نمونہ بھی پیش کر دیا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے کی طرح احیائے خلافت کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ آج اور قیامت تک آنے والے ہر زمانے میں اس نظام کے نفاذ کے لیے نئے طریقوں یا مغرب کے دیے ہوئے جمہوری طریقوں کو چھوڑ کر منہج نبوی کو اختیار کرنا لازم ہے۔ اسی طرح آج قال اللہ وقال الرسول پڑھانے والے علمائے کرام اور ائمہ کرام پر اسی قال اللہ وقال الرسول والے نظام کو منہج نبوی پر عمل کرتے ہوئے اپنی مساجد اور خانقاہوں سے نکل کر آگے بڑھانا لازم ہے۔

آج پوری دنیا میں مسلمان جس حالت میں ہیں وہ ہمارے سامنے ہے۔ ان کے مصائب، مسائل اور پریشانیوں سے ہم واقف ہیں۔ کس طرح امت مسلمہ آج نظریاتی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی غلام ہے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا، آج ہم دنیا کے ہر خطے میں جس طرح عالم کفر کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں تاریخ نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا، کیا ہم اب مزید ذلت، خواری، محکومی، بے وقعتی، بے بسی اور بے چارگی دیکھنا چاہتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں آج ہی سے اپنے سابقہ گناہوں، کوتاہیوں، غفلتوں اور لاپرواہیوں سے توبہ کرکے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم آئندہ یہ ذلت وخواری برداشت نہیں کریں گے اور امت مسلمہ کے دکھوں کے مداوے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

آج ہمیں یہ عزم مصمم کرنا ہوگا کہ ہم اغیار کی مادر پدر آزاد اور عریاں تہذیب و معاشرت اور فرسودہ نظامِ حیات کو اپنانے اور اس کی سیاسی، عسکری اور اقتصادی محکومی کو اپنائے رکھنے کے بجائے غلامی کے یہ طوق اپنی گردنوں سے اتار کر اسلامی تعلیمات اور تہذیب و معاشرت اور فرسودہ نظام حیات کو اپنانے اور اس کی سیاسی اور اقتصادی محکومی میں گھرے رہنے کی بجائے غلامی کے یہ طوق اپنی گردنوں سے اتار کر اسلامی تعلیمات اور تہذیب و معاشرت کو اپنائیں گے۔ امت مسلمہ کے دینی اور دنیاوی اجتماعی مسائل کے واحد حل ''نظام خلافت'' کے احیا کے لیے عملی جدوجہد کریں گے، اس کے لیے ہر قسم کے ایثار اور ہر محبوب چیز کی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار ہوں گے۔

اس سلسلے میں ہمیں اب بیدار ہونا ہوگا، اپنے اور لوگوں کے اندر 'اقامت خلافت' کی فرضیت اور اس کے لیے عملی جدوجہد کا شعور پیدا کرنا ہوگا۔ ہمیں نظام خلافت کے احیا اور باطل نظاموں کے خلاف کام کرنا ہوگا، اگر آج ہم نے اس کے لیے اقدام نہ کیا تو نا صرف اقامت خلافت کے فریضے کو ترک کرنے والے قرار پائیں گے بلکہ اس کے نتیجے میں امت مسلمہ پر جو مزید تباہی و بربادی اور دینی و دنیاوی خسارہ آئے گا اس کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہوں گے۔ لہٰذا آج ہمیں اس فریضے کی انجام دہی کے لیے نا صرف کھڑا ہونا ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی اس کے لیے تیار کرنا ہوگا تا کہ ایک منظّم جماعت جامع منصوبہ بندی اور ٹھوس لائحہ عمل کے ساتھ اس جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کھڑے ہونے اور اس راہ میں اپنا مال وجان قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

فیصل آباد کے کچہری بازار میں ختم نبوت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ ان دنوں (۱۹۵۳ء) میں ختم نبوت تحریک زوروں پر تھی، مسلمان سینوں پر گولیاں کھا رہے تھے۔

اس دن جلسے میں بے پناہ ہجوم تھا کیوں کہ تقریر کر رہے تھے مولانا تاج محمود رحمہ اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا بیان ہو رہا تھا، مجمع بپھرا ہوا تھا، قادیانی نظریات کی دھجیاں اُڑ رہی تھیں، مولانا تاج محمود صاحب کا انداز ہی ایسا نرالا تھا۔ سننے والوں کو جذبات کے سمندر میں لے آئے تھے، انہوں نے لوگوں کو اس قدر جھنجھوڑا کہ مسجد کی سیڑھیوں میں بیٹھی ایک خاتون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے آئی۔ اپنی گود کا بچہ مولانا کی طرف بڑھایا اور پنجابی میں بولی:

''مولوی صاحب! میرے پاس ایک یہی سرمایہ ہے۔ اسے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر قربان کر دیجیے''۔

اس پر مجمع رونے لگا، خود مولانا تاج محمود نے روتے ہوئے کہا:

''بی بی! سب سے پہلے گولی ختم نبوت کی خاطر تاج محمود کے سینے سے گزرے گی اور پھر میرے اس بچے (قدموں میں بیٹھے اپنے معصوم صاحب زادے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے سینے سے گزرے گی۔ پھر اس مجمع میں بیٹھے لوگ گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں گے، تب تم اس بچے کو لے آنا اور اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دینا''۔

21 نومبر: صوبہ ہلمند..........گریشک..........خانشین..........ناوہ.......... حملوں میں 3 امریکی فوجی مردار..........ایک امریکی جاسوس ہلاک

قریظہ سے امریکہ تک............اشرار کا ایک ہی ٹولہ، حیوانیت کی ایک ہی داستان

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تدبیر، احتیاط اور تیاری کے ساتھ ساتھ رجوع الی اللہ، اللہ سے استغاثہ اور مناجات کو جاری رکھا جب کہ ان سے پہلے ہی دونوں گروہوں، میں سے کسی ایک پر فتح کا وعدہ کیا جا چکا تھا۔ بہر حال، کتاب اللہ میں ان لوگوں کے لیے ایسے بے شمار اسباق موجود ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

لہٰذا جن واقعات و انقلابات کو ہم پڑھتے ہیں اور دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ایسی ہستیوں نے ہی سرانجام دیے جو ظاہراً مکمل طور پر بشری صفات کے حامل تھے۔ وہ چلتے بھی تھے اور رکتے بھی تھے، بھوکے بھی ہوتے تھے اور سیر و شکم بھی ہوتے تھے، سوتے بھی تھے اور جاگتے بھی تھے، پر امن بھی ہوتے تھے اور خوفزدہ بھی ہوتے تھے، محبت بھی کرتے تھے اور نفرت بھی کرتے تھے، تھکتے بھی تھے اور آرام بھی کرتے تھے، زخمی بھی ہوتے تھے اور تکلیف بھی محسوس کرتے تھے۔ اس کے باوجود ہم یہ قطعی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ نے انہیں ایسی خاص خوبیوں سے نواز رکھا تھا جو ان کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں جیسے دلوں کی اصلاح، تزکیہ نفس، عالی ہمتی، پاکیزہ نیت، عبادت میں اخلاص، اعمال میں استقامت، گہرا فہم، شعور کی وسعت، اور اس سب کے علاوہ بہت کچھ اللہ نے انہیں عنایت فرما رکھا تھا۔ وہ خیر القرون تھے اور ان کے لیے یہی اعزاز ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اور ساری امت کے لیے دین کا علم اور کام سکھانے کے لیے منتخب کیا۔ انہیں استقامت اور ہدایت کا معیار بنا دیا تھا، اور اتباع کے لیے نمونہ بنا دیا تھا، اور ان کا راستہ مومنوں کا راستہ بن گیا کہ جو کوئی بھی ان کے نقشِ قدم پر چلا، وہ انہی کا ہم رکاب ہوا اور جس نے ان کا راستہ ترک کیا وہ جہنّم کے راستے پر چل پڑا:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کرتے ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے''۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءتْ مَصِيراً (النساء: ۱۱۵)

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلّاً لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر: ۱۰)

''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور مومنوں کے لیے ہمارے دلوں میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے''۔

اکثر جو بات ہمارے ذہن سے نکل جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ عظیم واقعات جنہوں نے کچھ اقوام کو فنا، کچھ اقوام کو قائم کیا، بادشاہوں کو ذلت سے دوچار اور زمینوں کو فتح کیا...... یہ بتدریج اور بشری جد و جہد ہی کے ذریعے وقوع پذیر ہوئے۔ ان میں انسانی کوششوں کی بنیاد پر اللہ رب العزت نے فیصلے فرمائے نہ کہ فیصلوں کی بنیاد خرقِ عادت قوانین تھے البتہ انسانوں کی حتمی کوششوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ضرور نازل ہوئی۔ ہم واقعات کے مختصر اور عمومی خلاصے کو دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں کہ جو معاملہ گذشتہ ایک یا دو مہینوں کے دوران وقوع پذیر ہوا ہم اسے ایک یا دو منٹ میں پڑھ لیتے ہیں اور اس پر ایک طائرانہ انداز میں نظر ڈال کر آگے بڑھ جاتے ہیں، اور واقعے کے پس منظر اور پیش منظر کے علاوہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوگا۔

اگر ہم ان واقعات سے گزرنے والوں کا حال حقیقتاً ان کی تمام تر بشری صفات کے ساتھ، اور ان کے ایک ایک قدم کی تفصیل، ان کے جذبات و احساسات کا تنوع (اتار چڑھاؤ) اپنے تصور میں لائیں...... یہ وہ چیز ہے جس کی بعض مثالیں قرآن مجید نے بھی محفوظ کی ہیں...... ایسا کرنے سے آپ کو واقعے کی نئی جہتیں دیکھنے کو ملیں گی اور آپ کو ایسا محسوس ہوگا جیسے آپ انہی لوگوں کے ساتھ اور ان کے درمیان اس واقعے کو حقیقتاً رونما ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ چشمِ تصور میں ان کے ہم رکاب ہیں (یعنی حقیقی معنوں میں ان تجربات سے گذر رہے ہیں جو اہل واقعہ پر بیت چکے)، اور یہ وہ اعلیٰ و ارفع ترین محرک ہے جو کسی فرد کو ہمت دلاتا ہے اور ان لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور انسان کو اس مایوسی اور شکستہ دلی سے دور کر دیتا ہے جو اس ناامیدی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے کہ ہم اس مقام سے بہت دور ہیں جو اللہ نے

22 نومبر: صوبہ ہلمند............ضلع گریشک............فدائی حملہ............دو ریجنر گاڑیاں تباہ............8 اہل کار ہلاک ہو گئے............ پولیس چیف سمیت 5 شدید زخمی

اپنے فضل وکرم سے ان چنے ہوئے سابقین (اوّلین) کو نوازا تھا۔ اور مزید برآں یہ کہ (گہرائی کے ساتھ واقعے کا تصور کرنا) فرد کو وہ حقیقی اور واضح فہم دیتا ہے جو اس عظیم دین کے مزاج کے عین مطابق ہوتی ہے اور عبادت کے مفہوم میں بھی وہ وسعت دیتا ہے جو زندگی کے تمام میدانوں کا احاطہ کرتی ہے اور جو انسانی جہد کے دائرہ اختیار پر مبنی ہوتی ہے۔

انسان خیالی اور فرضی تصورات کی دنیا میں نہیں رہتا حتیٰ کہ اگر وہ اپنے ذہن کے خوبصورت، روشن اور شاندار خیالی تصورات کو اصل واقعے پر منطبق کرتے ہوئے اس کی گہرائی میں اترنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے حقائق سے دھچکا لگتا ہے اور وہ (اپنے مقاصد کی تکمیل کی خاطر کی جانے والی) انسانی کوششوں کے ساتھ جڑی رکاوٹوں کو بھی بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ ضعف، خطا، کمی بیشی، ناکامی، ممکنہ خواہشات اور نفسانی میلانات اسے شکستہ دلی سے دوچار کر دیتی ہیں یا پھر وہ دست بردار ہو کر الٹے قدموں واپس پھر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس چیز سے پناہ دے!

بنیادی نقطہ و مقصد یہ ہے کہ سیرت النبی اور اسی طرح تاریخی واقعات کا مطالعہ......اور ان واقعات کے احوال کا ایسے طور پر تصور باندھنا......کہ وہ بشری امکانات کی دنیا سے خارج نہ ہونے پائیں بلکہ عین اس طرح چلیں جیسے کہ کوئی بھی کوشش جو انسان اپنی حتی المقدور کرتا ہے اور جس میں کہ انسانوں کے مابین بہت زیادہ تنوع پایا جاتا ہے اور ساتھ ہی اُن میں ایک حد تک مشترک عناصر بھی پائے جاتے ہیں......انسان کو ایسا احساس دلاتا ہے جیسے وہ واقعہ خود اس پر بیت رہا ہے اور اس کے نتیجے میں عملی ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ وہ دل کی بیداری کو عمل کا محرک بناتا ہے اور بطور نتیجہ پکے ہوئے ثمرات بار آور ہوتے ہیں اور انسان کو باذن ربّہ اس کے پھل ہر وقت ملتے رہتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب: ۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے''۔

میرے ساتھ ذرا تصور کیجیے کہ بنی قریظہ کے مردوں کے قتلِ عام کا منظر آپ کے سامنے براہِ راست نشر ہو رہا ہے، یا پھر آپ اس واقعے کو اس علاقے میں واقع ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھے ہوئے دیکھ رہے ہیں؛ تو آپ دیکھتے ہیں کہ سفید داڑھی اور لمبی لٹوں والا ایک یہودی آدمی قلعے سے اترتا ہے اور اس کی آنکھیں (خوف و وحشت سے) پھیلی ہوئی ہیں اور وہ قدم ایسے گھسیٹ گھسیٹ کر چل رہا ہے جیسے موت کو دیکھتے ہوئے اس کی جانب جا رہا ہو اور اس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوں اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ اسے بازو سے پکڑے اور اسے کھینچتے گھسیٹتے اس جگہ لے جا رہے ہوں جہاں تلواروں سے سر قلم کیے جا رہے ہیں، اسے لا کر اس خندق کے دہانے پر کھڑا کیا جاتا ہے جو خاص طور پر اس مقصد کی خاطر کھودی گئی ہے۔ پھر آپ اس صحابیؓ کو اپنی تیز دھاری دار تلوار کے ساتھ اس کے ساتھ کھڑا دیکھتے ہیں پھر وہ اپنی تلوار بلند کرتے ہیں اور اس کی گردن پر ایسا وار کرتے ہیں جس سے اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا ہے اور اس خندق میں لڑھک جاتا ہے اور اس میں سے خون کا ایک فوارہ ابل پڑتا ہے اور اس کی لاش دوسری لاشوں کے ڈھیر پر جا گرتی ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے! اور آپ ایک ایک منظر اپنی (آنکھوں) سے دیکھ رہے ہیں! پھر ایک نوعمر لڑکا لایا جاتا ہے اور اس کی عمر کے متعلّق شک و شبہ ہوتا ہے کہ وہ بالغ ہے بھی یا نہیں؟ اسے ایک علیحدہ طرف قلعے کی ایک دیوار کی جانب لے جایا جاتا ہے اور اس کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ اس کے (بلوغت کے) بال اُگ آئے ہیں یا نہیں، پھر ایک صحابیؓ دوسرے سے فرماتے ہیں: 'یہ بالغ ہے!' اسے بھی ہاتھ سے پکڑ کر مقتل (جہاں سر قلم کیے جا رہے ہیں) پر لایا جاتا ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسا بالغ ہے جس کی ہلکی سی مونچھ آ چکی ہے مگر داڑھی نہیں آئی ابھی! پھر اسے بھی پہلوں کی طرح کھڑا کیا جاتا ہے اور اس کی نازک گردن اڑا دی جاتی ہے اور خون ہر جانب پھیل جاتا ہے اور وہ خود اپنے سے پہلے (قتل کیے گئے) مردوں کے ڈھیر پر گر جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے جب تک کہ دشمن کا ہر آدمی ایک ایک کر کے ختم کر دیا جاتا ہے اور ان میں جوان بھی ہیں اور بوڑھے بھی، عزت دار شریف بھی اور فرومایہ حقیر بھی! عطیہ القرظیؓ فرماتے ہیں:

''میں ان لوگوں میں سے تھا جن پر سعد بن معاذؓ نے قتل کا حکم نافذ کیا تھا۔ مجھے قتل کے لیے قریب لایا گیا تو (مسلمانوں کی) قوم کے ایک شخص نے میرا ازار بند ہٹایا اور انہوں نے مجھے دیکھا کہ میرے بال نہیں آئے (بلوغت ثابت نہیں ہوئی) تو انہوں نے مجھے غلاموں میں شامل کر دیا۔'' (ابوداوٗد)

جب ہم کسی قصے کی یا اس کے کسی حصّے کی اس انداز میں منظر کشی کرتے ہیں تو آپ کو اپنے اندر سوئے ہوئے مدفون جذبات کا احساس ہونے لگے گا اور اپنے اندر ایسے نامعلوم خوابیدہ احساسات بیدار ہوتے پانے لگیں گے جن کا آپ کو ادراک و شعور اس وقت ہرگز نہ ہوتا اگر آپ محض یہ پڑھتے کہ حضرت سعدؓ نے ان کے لڑائی کے قابل مردوں کو قتل کرنے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنانے کا حکم دیا جس کے نتیجے میں فلاں فلاں قتل کر دیا گیا اور پھر ہم ایک پلک جھپکنے کے لمحے میں اس واقعے سے آگے گذر جاتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ (واقعے کی) اس عبارت تک پہنچنے تک آپ کا ذہن غیر متوجہ ہو چکا ہو جیسا کہ اکثر مطالعے کے دوران ہو جاتا ہے۔ ہمیں ایسے کتنے عظیم الشان اور بڑے بڑے حادثات و واقعات ملے ہیں جو اپنے حرکات و سکنات، احساسات و الفاظ، بیداری و خبرداری، ڈھٹائی و عجزمندی، صبر و خوف، متانت و کپکپاہٹ کے لحاظ سے اس (بنی قریظہ والے) واقعے جیسے تھے؟

اس قسم کے دیگر معاملات جو کہ دوسرے خطوں کے ساتھ خارجہ تعلقات اور اس کے نظم و ضبط سے متعلّق ہوتے ہیں، دل کی مضبوطی اور محکم ثابت قدمی اور پختہ عزم و استقلال کے متقاضی ہوتے ہیں لہٰذا علما نے مسلمانوں کے امام پر یہ شرط عائد کر رکھی ہے کہ وہ حق کے نفاذ اور اسے استوار رکھنے کے سلسلے میں قوی و جری ہو کہ وہ مصیبتوں کے مواقع پر مضطرب و پریشان نہ ہو جائے اور اندھیروں اور تاریکیوں کے چھا جانے پر پریشان نہ ہو جائے اور نتیجتاً

22 نومبر: صوبہ فراہ......فراہ رود......نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ......3 سرف گاڑیاں......2 فیول بھرے ٹینکر تباہ......8 سیکورٹی اہل کار ہلاک

ایسے غلط فیصلے صادر کر دے جو اسلام میں ایسا شگاف ڈال دیں جسے بھرنا ناممکن ہو جائے۔ امّت کو ایسے مصائب و آلام، مایوسیوں، اذیتوں اور سختیوں میں دھکیل دیا جائے جو اس سے کئی گنا بڑھ کر ہوں جس سے اس نے بچنے کی کوشش کی تھی، اور اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا ڈھیٹ جابر یا شیطان مردود بن جائے کہ جس کا دل رحم و کرم کے لیے کوئی گوشہ نہ رکھتا ہو، اور نہ ہی نرمی کو اس کے نفس تک کسی راستے کے ذریعے رسائی حاصل ہو۔ معاملات میں توازن قائم رکھنا خیر ہے اور عدم توازن کرنا شر ہے۔ فضائل (اخلاق) کو رذائل نے گھیر رکھا ہوتا ہے، جو کوئی ان (فضائل) کی حدود سے باہر نکل جائے وہ ان رذائل میں جا گرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا:

''تم میں سے کسی کو روا نہیں کہ وہ اس معاملے کی ذمہ داری اٹھائے......یعنی لوگوں کی ذمہ داری...... ماسوائے اس شخص کے جس میں یہ چار خصائل ہوں: نرمی کہ جو کمزوری کی وجہ سے نہ ہو، سختی کہ جس میں تشدد نہ ہو، بچت کہ جس میں بخیلی نہ ہو، اور رواداری کہ جس میں حد سے نہ گذرا جائے۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی خصلت ختم ہوگئی تو باقی تین بھی بے کار ہو جائیں گی۔''

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: گھر میں داخل ہونے کے آداب

قرآن کریم کی ہدایت ہمیں اس برائی میں پڑنے سے روکتی ہے۔ اس لیے وہ صاحبِ خانہ کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ بڑی نرمی سے اپنے آنے والے بھائی سے معذرت کر لے اور آنے والے کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ صاحبِ خانہ کا عذر قبول کرے۔

ادب: امام ابوداؤد اور طبرانی نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور دروازہ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وہاں سے ہٹایا اور حکم دیا کہ دروازہ کے سامنے سے ہٹ کر کھڑے ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت تو اسی لیے لی جاتی ہے تا کہ نگاہ کی حفاظت ہو۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب **الادب المفرد** میں حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یحل لامری أن ینظر الی جوف بیت حتی یستأذن فان فعل فقد دخل

''کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں کہ بغیر اجازت کسی کے گھر کے اندر دیکھے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو گویا وہ گھر میں داخل ہو گیا''۔

یعنی اجازت لینے سے پہلے اگر اس نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو ایسا ہے جیسے وہ بغیر اجازت اندر داخل ہو گیا اور یہ اس کے لیے حرام فعل ہے۔

امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا دخل البصر فلا اذن له

''جب نگاہ اندر پڑ گئی تو اجازت نہیں ہے''۔

امام بخاریؒ نے حضرت عمار بن سعید تجیبی سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

من ملأ عینه من قاعة بیت أی ساحته و داخله قبل أن یؤذن له فقد فسق

''جس شخص نے اجازت ملنے سے پہلے گھر میں خوب جی بھر کے دیکھ لیا تو وہ فاسق ہو گیا''۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ ائمہ حدیث نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازے کے سوراخ سے جھانک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجلانے کی لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک کھجلا رہے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھانکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اندر جھانک رہے ہو تو میں اسی لکڑی سے تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا! اجازت لینے کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تا کہ نگاہ اندر نہ پڑے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ کے ساتھ بیتے دنوں کی داستان

اِسی طرح ایک اور واقعہ...... جس میں شیخ کی عظمت میرے دل میں گھر کر گئی...... اُس وقت کا ہے جب حالیہ صلیبی جنگ کے دوران ہم پے در پے مختلف جگہیں تبدیل کر رہے تھے اور شیخ کا ایک بیٹا بھی ہمارے ہمراہ تھا۔ ہم اُس وقت بالکل بے بسی اور بے مائیگی کی کیفیت میں محض اللہ تعالیٰ پر توکل کے سہارے، رات کے اندھیرے میں گاڑی میں سوار محوِ سفر تھے۔ ایک مقام پر گاڑی رکی جہاں شیخ کے بیٹے اپنے رہبر کے ساتھ نیچے اترے، یہاں سے اُنہیں ایک اور جانب کو سفر کا آغاز کرنا تھا اور ہمیں ایک دوسری سمت جانا تھا۔ اِس موقع پر شیخ اپنے بیٹے کو الوداع کرنے کی خاطر گاڑی سے نیچے اترے، جب کہ سوائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ دوبارہ آپس میں مل بھی سکیں گے کہ نہیں۔ ذرا دیکھئے! اِن لمحات میں بھی شیخ اپنے بیٹے سے کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے کہا:

''اے بیٹے آؤ! ہم آپس میں یہ عہد کریں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے رستے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے''۔

یہ وہ عظیم لمحات ہیں جنہیں میں کبھی بھی بھلا نہیں سکتا۔ فی الوقت میں اِسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اگر ممکن ہوا تو ہم شیخ رحمہ اللہ کی یادوں کی اِس محفل کو پھر سے سجائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

22 نومبر: صوبہ اروزگان............ ترینکوٹ شہر............ بارودی سرنگ دھماکہ............ 7 افغان فوجی ہلاک

سیرت نبوی علی صاحبھا السلام کی روشنی میں عصر حاضر کا مطالعہ

مولانا عبدالقدوس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سنتوں کو بدل دیا ہے انبیائے سابقین کے زمانہ میں کفر فسق و فجور کا غلبہ تھا اسی لیے عمومی عذاب آتا تھا:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِباً وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا (العنکبوت: ۴۰)

''تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا ان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ ''میری امت پر عمومی عذاب نہ آئے کوئی دشمن ایسا مسلط نہ ہو کہ ان کو نیست و نابود کر دے اور ان کے آپس میں اختلاف نہ ہوں''۔ پہلی دو دعائیں قبول ہوئیں ہیں......آخری دعا قبول نہیں ہوئی ہے......امت میں معمولی اختلاف موجود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے پوری زمین طہر بنا دی......ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں......تیمم ان کے لیے مشروع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم کے لیے ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ایک پہاڑ اور ایک حصار جہاد تھا۔ عالم کفر نے پوری قوت کے ساتھ مٹا دیا......خلافت عثمانی ختم کر دی...... مسلمانوں کے مرکز حرمین شریفین میں منافقین کی حکومت قائم کر دی۔ رفتہ رفتہ تمام اسلامی خطوں پر قبضہ کر کے وہاں منافقین کو بٹھا دیا......الغرض جہاد مسلمانوں کے ذہن سے کھرچ کھرچ کر ختم کر کے مطمئن ہوا......اور مسلمانوں کو مارکیٹ میں بیچ دیا......ثقافت اور کھیل کود کے شعبے بنائے......دنیا کمانے کو تعلیم کا نام دیا......اس پر انعامات مقرر کیے......مسلمانوں کو اس طرف دھکیل دیا۔ خود تین چیزوں پر محنت کی......اور ان تینوں چیزوں پر قبضہ کیا...... عسکریت، میڈیا اور مال۔

عسکریت میں تو انتہا کر دی......ایٹم بم بنائے اور سیارے بنائے......پورے عالم پر قبضہ کیا......میڈیا کا تو بچہ بچہ کو پتہ ہے......بینک کے ذریعہ سے سودی نظام رائج کیے......مسلمانوں کے خون چوس کر اپنی تجوریاں بھریں......مسلمان اس وقت کوڑی کوڑی کے محتاج ہیں......گویا کہ مسلمان پنجرے میں بند کر دیے......کفر اس پر خوش تھا، جب کہ فرعون بچوں کے قتل پر خوش تھا......حالاں کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرعون کی گود میں پال رہے تھے۔ **الجھاد ماض الی یوم القیامة**......اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کو کفار کے ذریعہ سے زندہ کیا......اب دیکھو اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں روس امریکہ کی اپنی ترقی کے عروج پر آ کر آپس میں رسہ کشی شروع ہوئی......روس چاہتا تھا دنیا کا چودھری میں بنوں......اور امریکہ چاہتا تھا میں بنوں۔ حالاں کہ یہ دونوں برطانیہ کے سامنے بچے تھے...... برطانیہ پہلے سے چودھری ہے......پہلے دنیا پر حکومت کر چکا......کبھی ان کی حکومت کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا......اب انہوں نے دونوں کو نیچے دکھانا تھا۔ بی بی سی اسی زمانہ کی دجالی قوت ہے......وہ برطانیہ میں ہے کبھی روس کو امریکہ سے خوف زدہ کیا اور امریکہ کو روس سے خوف زدہ کرتے۔

عبداللہ عزام جیسے مسلمانوں کے ہیرو......اسامہ جیسے صاحب درد......ملا عمر جیسے عمر ثالث......آناً فاناً مسلمانوں میں پیدا ہوئے......منظر عام پر آئے......روس کو ٹھکانے لگا دیا......مسلمان نوجوانوں کو تربیت دی......الغرض جہاد دشمنوں کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے زندہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی زمانہ صحابہ والی ترتیب لگائی......سب سے پہلے صحابہ کرامؓ نے فارس کو شکست دی اور بعد میں روم کو روم اہل کتاب تھے......مجاہدین نے بھی پہلے روس کو شکست دی......اب باری امریکہ کی ہے......امریکہ مجاہدین کا سیلاب یہاں پر روکنا چاہتا تھا......لیکن روک نہ سکا......باؤلے کتے کی طرح انجام سے بے خبر ہو کر مجاہدین سے لڑ پڑا......اللہ تعالیٰ نے امریکہ کی نظر میں مجاہدین کو قلیل دکھایا......اس زمانہ میں اس جہاد کی ابتدا جنگ بدر کے مشابہ ہے......اور انتہا جنگ احزاب کے مشابہ ہے......بدر و احزاب میں نتیجتاً مسلمان فاتح ہوئے پورے عالم پر چھا گئے......یہاں بھی انجام میں مجاہدین فاتح ہیں......عالم پر چھا جائیں گے......ان شاء اللہ......کفر اپنے انجام سے بے خبر ہے......کفر مجاہدین کے دانتوں کے نیچے آیا ہے......جنگ بدر سے امریکہ کا موازنہ کرتے جائیں۔

غزوہ بدر کبریٰ:

رمضان المبارک ۲ ھ میں ہوا ہے......یہ غزوہ غزوات اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے......اس لیے کہ اسلام کی شوکت کی ابتدا اور کفر و شرک کی ذلت و رسوائی اس غزوہ سے ہوئی ہے......اور اللہ جلالہ کی رحمت اسلام کو ظاہری اور مادی اسباب کے بغیر محض غیب سے قوت حاصل ہوئی......اور کفر و شرک کو سر پر ایسی کاری ضرب لگی کہ کفر کے دماغ کی ہڈی چور چور ہو گئی......ان شاء اللہ امریکہ اور ان کے اتحادیوں کے دماغ کی ہڈی بھی چور چور ہو رہی ہے۔

سیرت مصطفیٰ (۵۵) ج ۲ قرآن پاک میں جنگ بدر کا نقشہ کھینچا ہے ملاحظہ فرمائیں:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَراً وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (الانفال: ۴۷)

''اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے

22 نومبر: صوبہ کابل......قرہ باغ......ریموٹ کنٹرول دھماکہ......امریکی فوجی ٹینک تباہ......6 امریکی فوجی ہلاک

لیے) اورلوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔اور جو اعمال یہ کرتے ہیں اللہ ان پر احاطہ کیے ہوئے ہے''۔

ابوجہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا......تاکہ مسلمان مرعوب ہوجائیں اور دوسرے قبائل عرب پر دھاگ بیٹھ جائے......(موجودہ جنگ میں بعینہ بلیئر کی یہ حالت تھی......وہ مسلمانوں کو مرعوب کرتا تھا......افغانستان پر حملہ کیا...... عراق پر حملہ کردیا......ہر قسم کا زہریلا اسلحہ استعمال کیا......جیسا کہ بدر میں قریش کی طاقت پر کاری ضرب لگی......وہی ضربات ان پر لگ رہی ہیں......اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت کو پاش پاش کردیا ہے۔اس وقت یہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہیں......ان کی ساری کابینہ ڈوب گئی ......یہ بس زندہ چلے گئے......جاتے جاتے لوگوں نے ان کو جوتیاں ماریں......اب اس وقت ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور پورے عالم انسانیت کی......بلا استثنیٰ مسلمان، کافر کی لعنتیں برس رہی ہیں......

ان کی فوج بری طرح تباہ ہوئی لیکن اپنی ہلاکتیں چھپا رہی ہے......انہوں نے اپنی فوجیوں کی لاشوں کو سمندر برد کیا......ان کی بہت ساری فوج معذور ہوچکی ہے......ان معذوروں کو اب تک اپنی عوام سے چھپایا ہے......ان کے خلاف تاریخ رقم ہوچکی......کبھی منظر عام پر آئے گی......ان شاء اللہ اس وقت دنیا دیکھے گی یہ اپنے مشن میں ناکام ہوچکے ہیں......انہوں نے کہا تھا کہ ہم افغانستان عراق میں ترقیاتی کام کے لیے آئے ہیں...... شیطان کی طرح جھوٹ بولا......مجاہدین نے ان کو ایک اینٹ سیدھی کرنے نہیں دی......اب تک یہ لوگ افغانستان میں پانی نہیں پی سکتے......مجاہدین نے سنبھلنے نہ دیا......اب دوڑ لگانے کی فکر میں ہیں......ذلت پر ذلت اٹھا رہے ہیں......

اب ان کے خلاف پورا عالم حرکت میں آیا ہے......ان کی غلام حکومتیں دھڑام سے گررہی ہیں......مصر، لیبیا، یمن، تیونس وغیرہ عینی شاہد ہیں......اب پھر بدر کی طرف آتے ہیں......اس کو ابوسفیان کا پیغام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے......اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جاسکتے ہیں، جب بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب ونشاط کی منعقد کرلیں......گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں......شرابیں پیئں، مزے اڑائیں اور تین روز تک اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں......تاکہ یہ دن عرب میں ہماری یادگار رہے......اور آئندہ کے لیے ان مٹھی بھر مسلمان کے حوصلے پست ہوجائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلے کی جرأت نہ کریں...... اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھ رہے ہیں اور تجویزیں سوچ رہے ہیں وہ سب خدا کے قابو میں ہے......چلنے دے یا چلنے نہ دے......بلکہ چاہیں تو انہیں الٹ دیں......چنانچہ یہی ہوا بدر کے پانی اور شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا......محفل سرور ونشاط تو منعقد نہ کرسکے...... ہاں نوحہ و ماتم کی صفیں بچھ گئیں......جو مال تفاخر ونمائش خرچ کرنا چاہتے تھے......وہ مسلمانوں کے لیے لقمہ غنیمت بنا......ایمان وتوحید کے دائمی غلبہ کا بنیادی پتھر بدر کے میدان میں نصب ہوگیا......گویا ایک طرح اس چھوٹے قطعہ زمین میں خدا تعالیٰ نے روئے زمین مال واقوام کی قسمتوں کا فیصلہ فرمادیا......

بہرحال اسی آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامہ کشت وخوں کا نام نہیں......بلکہ عظیم الشان عبادت ہے......عبادت دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔لہٰذا فخر و غرور اور تام ونمائش میں کفار کی چال مت چلو......(**واللہ شدید العقاب**) قریش کو اپنی فوج جمعیت پر غرور تھا......لیکن بنوکنانہ کے ساتھ ان کی چھیڑ چھاڑ زمانہ قدیم سے رہتی تھی...... خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنوکنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑ نہ آجائیں......تو فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لیے......کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت کی فوج لے کر نمودار ہوا...... ابوجہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد وحمایت پر ہیں......کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو میں......تمہارے ساتھ ہوں۔بدر میں زور کا دن پڑا اور شیطان کو جبریل وغیرہ فرشتے نظر آئے......تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا......ابوجہل نے کہا سراقہ عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو......کہنے لگا میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا......مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں......یعنی فرشتے خدا کے یعنی اس خدائی فوج کے ڈر سے میرا دل بیٹھ جاتا ہے......اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں۔کہیں سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں......قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا ہے......اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا......ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر گھر چکا ہے......کوئی قوت بچا نہیں سکتی......یہ اس کی قدیم عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جاتا ہے اسی موافق یہاں بھی کیا۔تفسیر عثمانی (انفال ص ۲۴۲)۔یہاں بھی افغانستان اور عراق جہاد کے عین وقت پر بلیئر پہلے بھاگا......اور بش بعد میں بھاگا جوتے کھا کر......یہ دونوں ابلیس تھے...... اب آہستہ آہستہ سب اتحادی دوڑ لگا رہے ہیں......ہاتھی کی جان دیر سے نکلتی ہے......وقت لگے گا......مجاہدین ثابت قدمی سے اپنا کام کرتے جائیں۔

☆☆☆☆☆

''جہاد فی سبیل اللہ چند شخصیات، تنظیموں اور اقوام سے مشروط نہیں، نہ یہ ان تک محدود کسی مسلکے کا نام ہے۔یہ تو حق وباطل کا وہ ازلی معرکہ ہے جو اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دنیا کی بساط لپیٹ نہ دیں۔ملا محمد عمر حفظہ اللہ اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تو بس لشکرِ اسلام کے دو سپاہی ہیں......جب کہ اسلام اللہ کا دین ہے......وہ دین جسے اس نے اپنے رسولوں اور اہل ایمان بندوں کے لیے پسند کرلیا......اللہ تعالیٰ ملا محمد عمر نصرہ اللہ اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے پہلے بھی اپنے دین کی حفاظت کرتا تھا......ان کی زندگی میں بھی اسی نے اِس دین کا دفاع کیا اور ان کے بعد بھی وہ ہی اس دین کا نگہبان ہوگا!'' (شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

22 نومبر: صوبہ کابل............سروبی............افغان نیشنل آرمی کے قافلے پر حملہ............2 فوجی گاڑیاں تباہ............10 افغان فوجی ہلاک

اپنی قیادت کو پہچانیے

محمد زبیر

''مسلمانوں کے ہوش مند ہراول دستوں کو چاہیے کہ حرکت میں آئیں اس سے پہلے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔ان کو چاہیے کہ حرکت میں آئیں اس سے قبل کہ ہم کل قاہرہ اور ریاض میں بھی پیٹریاس کو قتلِ عام اور عزتوں کی پامالی کے لیے'امن کونسلوں' کی قیادت کرتے ہوئے دیکھیں۔اس حال میں ایک مسلمان سے کیا مطلوب ہے؟اس سے مطلوب ہے کہ وہ اسلام سے چمٹ جائے۔کیونکہ اسلام ہی راہ نجات ہے ہر تاریخی معرکے میں امت کا دفاع صرف مسلمانوں ہی نے کیا ہے اور آج چیچنیا، افغانستان، عراق، صومال اور فلسطین میں امت کا دفاع یہی مسلمان کر رہے ہیں......تمام مسلمانوں سے مطلوب ہے کہ وہ قتال، بیان، باہمی تعاون، اور ہر ممکن وسائل بروئے کار لاتے ہوئے متحرک ہو جائیں اور اس نظام کی تبدیلی کے لیے تمام تر راستے اپنائیں۔ہم اپنے حقوق صرف اپنے بازو ہی سے واپس لے سکتے ہیں نہ کہ چوری بھیک اور جعلی انتخابات کے ذریعے۔صلیبیوں اور یہود کے ایجنٹ حکومتی بھیڑیئے ان عوامی تحریکوں کو کچلنے کی بھرپور کوشش کریں گے جیسا کہ محلّہ کبریٰ میں ہوا تھا لیکن مسلسل ثابت قدمی اور قربانیوں کے ذریعے وہ عنقریب اللہ کے حکم سے شکست کھا جائیں گے۔چنانچہ صبر اور ثابت قدمی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں پس یقیناً حقوق چھینے جاتے ہیں تحفے میں نہیں ملتے۔ملازمین افسروں اور طالبِ علموں کو چاہیے کہ وہ اپنا غضب سڑکوں پر منتقل کریں اور مساجد، کارخانوں، یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں کو مزاحمت اور جہاد کی تقویت کے مراکز بنا دیں۔تمام مسلمانوں سے مطلوب ہے کہ وہ متحرک ہو جائیں کیونکہ یہ صرف کسی جماعت یا تنظیم کی جنگ نہیں بلکہ یہ تو پوری امت کی جنگ ہے۔لہٰذا امت مسلمہ پر لازم ہے کہ اس کے مجاہدین، جوان، عورتیں، بچے، بوڑھے، علما، مفکرین، قائدین اور عوام مسلم علاقوں سے صلیبی اور یہودی حملہ آوروں کو مار بھگانے کے لیے اور ایک ایسی اسلامی مملکت کے قیام کے لیے یکجا ہو جائیں جس میں شریعت کے مطابق فیصلے ہوں، جو مسلمانوں کے حقوق کا دفاع کرے اور امت کی دولت لوٹنے والے ہاتھوں کو پکڑ لے۔کیا یہ بات عقل میں آتی ہے کہ مصر کی مبارک سرزمین پر رہنے والوں کو روٹی اور پانی تک میسر نہیں؟ مصر کی دولت کہاں چلی گئی؟ اسلامی مملکت کے قیام کے لیے لازم ہے کہ اپنے دین کے لیے قربانیاں دینے اور اپنے رب پر توکل کرنے والا مسلمانوں کا ہراول دستہ حرکت میں آئے اور اس دستے پر لازم ہے کہ وہ اکٹھے ہوں، منصوبہ بندی کریں اور آزادی، عزت، وقار اور اسلامی مملکت کے قیام کے راستے پر اس امت کی قیادت کریں''۔

یہ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ، امیر تنظیم القاعدہ کے الفاظ ہیں جو عراق پر امریکی حملے کے پانچ سال مکمل ہونے کے موقع پر ان کے جاری کردہ بیان' عراق جنگ کے پانچ سال اور طواغیت کی بندشیں' سے لیے گئے ہیں۔۲۰۰۸ء میں ان الفاظ کو سنا تو ایک ایسے قائد کی تصویر ذہن میں بیٹھی جو قومیتوں اور ملکوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقیدے کی بنیاد پر دی گئی شناخت یعنی امت کے بارے میں متفکر ہے۔جس کا دل امت کے ساتھ اپنوں اور غیروں کی جانب سے کیے جانے والے مظالم پر کڑھ رہا ہے، جو مسلمانوں کے دین و دنیا کی اصلاح چاہتا ہے، بغیر علاج اور دواؤں کی عدم دستیابی کے باعث دم توڑنے والے بچوں پر نوحہ کناں ہے، قحط زدہ مسلمانوں کی بھوک کو محسوس کر رہا ہے، مسلمانوں کو ان کے گھر میں گھسے چوروں سے بچانا چاہتا۔جس کی کوشش ہے کہ کسی طرح یہ امت اپنی قوت کو جمع کر کے اپنے اوپر چھائی ذلت کی چادر کو اتار دے اور پھر سے خلافت کی علم بردار بن جائے۔

لیکن آج ظلم و ناانصافی کے خلاف عرب دنیا میں برپا مزاحمتی تحریکوں اور بعض امور میں حاصل کردہ ان کی کامیابیوں اور پاکستان کے مسلمانوں کی روز بروز بگڑتی صورت حال، یعنی حکمرانوں کی دین فروشی، رشوت خوری، ڈاکہ زنی، عوام میں بڑھتی ہوئی غربت، مہنگائی، سہولیاتِ زندگی کی عدم دستیابی اور اس پر اہلِ پاکستان کی بے بسی کے پس منظر میں جب یہ الفاظ دوبارہ سنے تو ایک عجیب احساس بیدار ہوا۔شیخ کے یہ الفاظ آج تعبیر پا رہے ہیں اور امت تبدیلی کے عرصے سے گزر رہی ہے۔جہاں تک عرب دنیا کا تعلّق ہے تو وہ ظلم و استبداد اور دیگر مسائل جن کی وجہ سے عوام اپنے گھروں سے نکلے اور جابر حکمرانوں کے سامنے ڈٹ گئے یہاں تک کہ اپنے پیاروں کو شہید ہوتے دیکھا، جیلوں کے مظالم برداشت کیے، خون میں لت پت زخمیوں کو اٹھایا، یہ تو وہی مسائل ہیں جن کو عالمی تحریکِ جہاد کی قیادتیں عرصے سے شدت کے ساتھ محسوس کر رہی تھیں۔شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ، ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور دیگر مجاہدین عرصے سے عوام کو تبدیلی کی راہ دکھاتے رہے اور انہیں ہر ممکن وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مقامی و عالمی طواغیت کے خلاف اٹھنے کی دعوت دیتے آئے ہیں۔''حقوق چھینے جاتے ہیں، تحفے میں نہیں ملتے'' شیخ ایمن حفظہ اللہ کی یہ بات سچ ثابت ہوئی اور آج ہمارے سامنے ہے کہ ہندوکش کے پہاڑوں سے بار بار اٹھتی ان آوازوں کا اثر ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

23 نومبر: صوبہ ننگرہار..........خوگیانی..........فرنٹیئر کور اور امریکی فوج کے مشترکہ قافلے پر حملہ..........فرنٹیئر کور کے 14 اہل کار ہلاک

امنیت.....قرآن وسنت کی روشنی میں

شیخ ابومحمد عاصم المقدسی حفظہ اللہ

اللہ عزوجل قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

يَـا أَيُّهـا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا (النّساء: ۷۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہو، پھر جیسا موقع ہو الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو یا اکٹھے ہو کر۔

اس آیتِ کریمہ سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگے بڑھنے سے پہلے احتیاطی تدابیر (حذر) کرنے کے حکم دیا ہے۔ اور اس قابلِ حمد وثناء ذات نے حکم دیا کہ:

وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا. (النّساء: ۱۰۲)

اور ہوشیار رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

واضح ہوا کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا (اسباب) اور ہوشیار رہنا اور اسی طرح اخفا اور پوشیدگی (کتمان) ہمارے دین میں ایک جائز کام ہے، جب کہ کئی مواقع پر تو ایسا کرنا واجب بھی ہو جاتا ہے۔ (شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے یہ وضاحت کی ہے کہ اسلام میں، اہم دینی اور جہادی مقاصد کے لیے کفار کی ظاہری شکل وصورت میں نقل کرنا جائز ہے اور بعض اوقات ایسا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''اس چیز کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ کفار کی ظاہری شکل وصورت میں نقل کرنے کو جائز قرار دینا فقط ہجرت سے پہلے دور تک تھا۔ کیونکہ اس وقت تک یہودی بھی مسلمانوں سے لباس تراش اور دوسری ظاہری علامات میں فرق نہیں کرتے تھے۔ پھر بعد میں ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار سے واضح خصوصیات اور ظاہری شکل وصورت میں امتیاز کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ قرآن، سنّت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور اس پر مکمل عمل درآمد سیدنا عمر بن خطابؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوا۔ درحقیقت اس کی وجہ (ہجرت کے بعد حکم آنے کی) یہ ہے کہ کفار سے امتیاز اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک ان پر برتری اور فوقیت حاصل نہ ہوتی جو کہ جہاد اور جزیہ سے ہی ہو سکتی تھی، اسی لیے جب تک شروع میں مسلمان کمزور تھے ان کے لیے کفار سے تفریق کرنا ضروری نہیں تھا اور جب دین مکمل، غالب اور بلند ہو گیا تو اس حکم کو نافذ کر دیا گیا۔ لہٰذا اگر آج بھی ایک مسلمان دارالحرب یا دارالکفر میں ہو تو اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ظاہری شکل وصورت میں کفار سے ایسی تفریق رکھے جس کی وجہ سے اس کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ بلکہ اگر ایسا کرنے میں کوئی دینی مفاد ہو، جیسا کہ جہاد و دعوت، یا ان کے خفیہ معاملات کی جاسوسی کرنا، یا مسلمانوں سے ان کے شر کو دفع کرنا، تو ایسے حالات میں ظاہری چال ڈھال میں کفار سے تفریق نہ کرنا، مستحب بلکہ بعض حالات میں واجب ہو جاتا ہے!!! جہاں تک دارالاسلام اور دارالہجرۃ کا تعلق ہے، جہاں پر اللہ نے اپنے دشمنوں کے لیے ذلت اور جزیہ رکھا ہے، تو وہاں پر کفار ومشرکین سے امتیاز رکھنا واجب ہے''۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ۴۱۹۔۴۱۸/۱)

ایک عالم فرماتے ہیں:

''اس سے اسلام میں اخفا کی اہمیت کی وضاحت ہوتی ہے اور ان لوگوں کی خطا کا بھی پتا چلتا ہے جو کہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام خفیہ کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا۔ اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایسا کہنے والے وہ بھی ہیں جو کہ اسلام کی دعوت پھیلا رہے ہیں۔ ان کا یہ اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ ان کے دماغ میں آج تک کبھی جہاد کی تیاری (اعداد) کا خیال تک نہیں آیا، اور اگر ایسا ہوتا تو وہ اخفاء کا مطلب سمجھ جاتے۔ اور ربِّ کائنات بھی یہی فرما رہا ہے:

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ۔ (التّوبة: ۴۶)

''اگر واقعی ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کی کچھ تیاری کرتے۔ لیکن اللہ کو ان کا نکلنا پسند ہی نہیں تھا اس لیے اس نے ان کو سست کر دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ''۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں قتال سے متعلقہ امور کے علاوہ بھی محتاط رہنے کی نصیحت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَعِيْنُوا عَلٰى قَضَاءِ حَوَائِجِكُمْ بِالْكِتْمَانِ

''اپنے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے رازداری سے کام لو''

(البیہقی نے شعب الایمان اور الطبرانی نے المعجم الکبیر (183,20/94) میں روایت کی ہے

بلکہ اس سے زیادہ انہوں نے ہماری اس بات کی بھی رہنمائی کی کہ ہم اللہ کے دشمنوں کے خلاف تمویہ (یعنی چال بازی، غلط بیانی، حقائق کی توڑ پھوڑ) اور مخادعہ (دھوکہ، فریب، ہر طریقہ سے اپنے کام نکالنے کی کوشش) کر سکیں۔ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک احتیاط کا موضوع صرف حساس معلومات کی رازداری پر ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دشمنوں کی صفوں میں انتشار اور بغاوت کے بیج بونے اور ان

23 نومبر: صوبہ بغلان............بغلان............امریکی فوجی قافلے پر حملہ............7 امریکی فوجی ہلاک

کو اور ان کے جاسوسوں کو گمراہ کرنے پر بھی اکسایا ہے۔(اس کی ایک واضح مثال نعیم ابن مسعودؓ کے غزوۂ خندق کے دوران قبولِ اسلام کا اس وقت تک اخفا ہے جب تک انہوں نے بنو قریظہ اور احزاب کے درمیان پھوٹ نہ ڈلوا دی۔غزوہ کے دوران نعیم بن مسعودؓ جو کہ کفار کے ایک نمایاں رہنما تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں اور اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا قبولِ اسلام پوشیدہ رکھنے، اور کفار کی صفوں میں گھس کر ان کو نقصان پہنچانے کا حکم دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نعیمؓ سے فرمایا:

"اگر تم ہمارے ساتھ رہو گے تو تم باقی مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہو گے۔لیکن تم واپس جاؤ اور ان کے اندر سے ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرو، دراصل جنگ دھوکہ بازی کا نام ہے"۔

حضرت نعیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر بہترین طریقہ سے عمل کی۔واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیں فتح الباری (7/402) اور البدایہ والنہایہ (4/111) اور دیگر کتب سیرت میں ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیمؓ سے فرمایا کہ جس طرح ہو سکے کفار میں پھوٹ ڈالو اور ان کی حوصلہ شکنی کرو۔نعیمؓ کے عہدِ جاہلیت میں چونکہ قریش، بنو غطفان اور یہود تینوں سے تعلقات تھے اس لیے وہ ان کو باہم لڑوا سکتے تھے۔اس لیے وہ سب سے پہلے بنو قریظہ کے سردار کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ قریش اور غطفان نے اگر مسلمانوں پر فتح کے آثار نہ دیکھے تو وہ آپ کو مسلمانوں کے درمیان اکیلے چھوڑ جائیں گے۔اس لیے آپ ان کا ساتھ اس وقت تک نہ دیں جب تک وہ اپنے کچھ ساتھی آپ کو یرغمال کے طور پر نہ دے دیں۔اس کے بعد سیدنا نعیمؓ نے قریش کا رخ کیا اور ان کے ساتھ بھی اسی طرح کی چال چلی۔ نعیمؓ نے انہیں بتایا کہ یہود مسلمانوں سے پھر تعلّق استوار کرنا چاہتے ہیں اور اپنی پرانی غلطیوں کے کفارے کے لیے آپ کے کچھ ساتھی یرغمال بنا کر مسلمانوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔اس لیے اگر وہ آپ سے یرغمال کے لیے کچھ لوگ مانگیں تو آپ ان کو بالکل نہ دیں۔انہوں نے یہی بات بنو غطفان کے سامنے بھی رکھی۔

حضرت کعب بن مالکؓ (صحیح بخاری (4418) کی اس حدیث میں کہ جب وہ اپنے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو آپ توریہ فرماتے (سفر کی اصل سمت چھوڑ کر عام طور پر دوسری سمت کا ذکر فرماتے) تا کہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوات اور سرایا میں فتح کے حصول کے لیے ایک انتہائی اہم اور قابلِ ترجیح کام رازداری بھی تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ایک دستے کو ایک جانب بھیجتے تو انہیں بھی ان کے ہدف کے بارے میں نہ بتاتے، اکثر ایسا کرتے کہ ان کو ایک خط دے دیتے اور ان کو حکم دیتے کہ اس کو اس وقت تک نہیں کھولنا جب تک دو دن کا سفر نہ کر چکے ہوں، اپنے اصل ہدف کے قریب پہنچ چکے ہوں۔بالکل اسی طرح کا واقعہ سریہ عبداللہ بن جحشؓ میں ہوا جس میں الحضرمی مارا گیا، اور یہ واقعہ ہمیں اہم حساس عسکری اور جہادی معاملات کی خود مجاہدین سے بھی، جب تک کہ وہ کاروائی کے مقام تک نہ پہنچ جائیں مکمل رازداری کی رہنمائی کرتا ہے۔یہ وہی چیز ہے جسے موجودہ جدید عسکری، حفاظتی اور intelligence کی اصطلاحات میں "بنیادیں جاننے کی ضرورت کا قاعدہ" کہا جاتا ہے۔اور یہی وہ طریقہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا۔

دائرۃ المعارف (encyclopedia) برائے امنیات، جو کہ مرکز ابوزبیدہ برائے مجاہدین (ایک ادارہ جو شیخ ابوزبیدہ (فک اللہ اسرہ) کے شاگردوں نے قائم کیا) نے شائع کیا ہے، میں تحریر ہے:

(شیخ ابو زبیدہ (فک اللہ اسرہ) کون ھیں؟

مرکز ابوزبیدہ (فک اللہ اسرہ) کے ساتھیوں نے اپنے استاد کے بارے میں بتایا کہ وہ **العمل الجهادي الأمني** (کارروائیوں اور عملیات کی حفاظتی پلاننگ) کے ماہر ہیں، اور وہ درجنوں سالوں سے کمال ہوشیاری اور ذہانت سے مجاہدین کو نقل و حمل کی سہولتوں کی فراہمی کا کام کر رہے تھے۔انہوں نے ہزاروں مجاہدین کو افغانستان میں داخل بھی کیا۔اور اعزاز تو ہمیشہ ان ہی کے لیے رہے گا کہ جو سبقت لے گئے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری اور ہمارے ان تمام بھائیوں کی محنتوں کو قبول فرمائے جو اس کی راہ میں سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔

ذیل میں شیخ ابوزبیدہ (فک اللہ اسرہ) کے بارے میں عربی اخباروں میں شائع ہونے والے کچھ اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

"وہ القاعدہ کے سب سے زیادہ ذہین، مدبر، ہوشیار اور مستعد راہ نماؤں میں سے تھے، ان کی تصویریں بھی بہت کم تھیں۔اس کے باوجود کہ وہ اپنی تنظیم کے سب سے زیادہ نقل و حرکت کرنے والے لوگوں میں سے تھے لیکن فی الواقع وہ CIA کے لیے اجنبی تھے۔جیسا کہ ان کی گرفتاری کو بھی بہت کم اہمیّت دی گئی۔ان کی گرفتاری پاکستانی وقت کے مطابق رات 3 بجے فیصل آباد سے FBI، ISI، CIA اور پاکستانی فوج اور پولیس کے ایک مشترکہ آپریشن کے ذریعے عمل میں آئی"۔

'رسّام' جو کہ Los Angles کے ہوائی اڈہ پر حملے کی منصوبہ بندی کی پاداش میں گرفتار کیے گئے' نے شیخ ابوزبیدہ (فک اللہ اسرہ) کے بارے میں بتایا کہ:

"وہ عسکری تربیتی مراکز میں سے ایک کے امیر تھے۔وہ مختلف ممالک سے آنے والے مجاہدین کی تقسیم کے ذمہ دار بھی تھے۔اور وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے کہ جن کے ذمہ فدائی کارروائیوں کے لیے ساتھیوں کا چناؤ کرنا تھا۔اور وہ اس کے بھی ذمہ دار تھے کہ کتنے اور کون سے ساتھی ایک مرکز میں رہیں۔چھاپے کے دوران انہوں نے فرار کی کوشش کی جس کی وجہ سے ان کی ٹانگ اور پیٹ میں شدید زخم آیا، جب کہ ان کے شامی ساتھی ابوالحسنات موقع پر شہید ہو گئے اور ایک اور زخمی ہوئے"۔

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

24 نومبر: کابل.........قرہ باغ.........راکٹ حملہ امریکی فوجی ہیلی کاپٹر تباہ.........33 اہل کار عملہ سمیت ہلاک

تمام مجاہدین امارت اسلامیہ کی کمان میں جہاد کر رہے ہیں، ایک قوت اور ایک وجود کی مانند ہیں

صوبہ پکتیکا کے جہادی مسئول محترم مولوی سنگین سے ایک ملاقات

صوبہ پکتیکا افغانستان کے جنوب مشرقی حصّے میں واقع ہے۔اس صوبے کے جنوبی حصّے میں غزنی اور مغرب کی سمت میں پہاڑی اور ہموار علاقے ہیں، افغانستان کے جہاد کے اہم مراکز میں اس کا شمار ہوتا ہے، امریکی حملے کے بعد پکتیکا کا شمار ان علاقوں میں ہوتا ہے جہاں ابتدائی سالوں میں ہی کارروائیاں شروع ہوئیں، اُس وقت اِس صوبے کے ارگون، برمل، لواڑہ، منی کنڈو، منگریٹی اور شکلین وہ علاقے تھے جہاں مجاہدین نے شروع میں ہی آمنے سامنے حملے، اور اقدام شروع کیا، ان علاقوں میں مجاہدین نے تاریخی قربانیاں دی ہیں، جس نے بعد میں پورے پکتیکا کی سطح پر جہاد کے لیے راہ ہموار کی۔

مولوی سنگین صاحب کا تعلّق صوبہ پکتیکا سے ہے جو گزشتہ دس سال سے اس صوبے کی بہت ساری جہادی کارروائیوں میں شریک رہے ہیں اور اب اس صوبے میں امارت اسلامیہ کی جانب سے مقرر کیے گئے جہادی مسئول (گورنر) ہیں، موصوف سے ہم نے اس صوبے کے حالات پر انٹرویو کیا ہے، امید ہے کہ یہ انٹرویو آپ کی دلچسپی کا باعث بنے گا۔

سوال: سب سے پہلے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کی اور تمام تر جہادی مصروفیات کے باوجود ہمیں وقت دیا اس کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ ہمیں پکتیکا صوبے کی صورت حال کے بارے میں بتائیں وہاں جہادی امور کتنے اطمینان بخش ہیں۔

ملا سنگین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، آپ لوگوں کا بھی شکریہ کہ آپ میڈیا کے شعبے میں جہادی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، آپ کے سوال کے جواب میں کہوں گا کہ بحمد اللہ، ملک کے دیگر حصوں کی طرح پکتیکا صوبے میں بھی اس سال جہادی کارروائیاں توقع سے زیادہ کامیاب اور صحیح ہدف پر تھیں اور ہمیشہ کی طرح دشمن کو بے شمار جانی اور مالی نقصان پہنچا ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سال صوبہ پکتیکا میں ملنے والی کامیابیاں انتہائی امید افزا ہیں اور ہم اپنی جہادی حکمت عملیوں کی اثر اور نتائج کو دیکھ رہے ہیں، اور آپ اور آپ کے قارئین کے اطمینان کے لیے کہنا چاہتا ہوں، کہ اس سال البدر آپریشن کے اعلان کے بعد پکتیکا صوبے کے مرکز شرنہ اور اضلاع میں دشمن کے مراکز اور فوجی قافلوں پر جتنے بھی حملے ہوئے، وہ گزشتہ سالوں سے کئی گنا زیادہ اور سخت تھے، مثال کے طور پر پکتیکا صوبے میں دشمن کی فضائیہ پر حملوں سمیت صوبے کے مرکز شرنہ سمیت نکہ، ارگون، اور یحییٰ خیلو کے اضلاع میں دشمن کے چھ ہیلی کاپٹر مارے جاچکے ہیں اور اس میں سوار تمام فوجی بھی ہلاک ہوچکے تھے، یہ صرف دشمن کی فضائی قوت کو پہنچنے والا نقصان ہے، ان کے علاوہ دشمن کی زمینی فوج کو بھی پے در پے سخت نقصان پہنچا ہے، دشمن کے بے شمار جنگی وسائل، ٹینک اور لاجسٹک گاڑیاں مجاہدین کے حملوں سے تباہ ہوئی ہیں اور اب بھی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

سوال: مجموعی طور پر آپ اس بات کو واضح کریں کہ پکتیکا کے کتنے اضلاع اور علاقوں میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین موجود ہیں اور اس میں کارروائیاں کر رہے ہیں۔

ملا سنگین: امارت اسلامیہ کے اصول وضوابط کے مطابق پکتیکا کے تمام ۱۵ اضلاع میں جہادی ذمہ داران کا تقرر ہوا ہے اور ان تمام اضلاع میں مجاہدین موجود ہیں اور اسی طرح ان تمام علاقوں میں کارروائیوں کا سلسلہ انتہائی تیزی کے ساتھ جاری ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ سلسلہ مزید وسعت اور سرعت اختیار کرے گا، اب اللہ تعالی کی مدد سے مجاہدین اتنے کامیاب ہوچکے ہیں کہ دشمن پکتیکا کے کسی بھی علاقے میں آزادانہ طور پر نقل وحرکت نہیں کرسکتا، صوبائی دارالحکومت شرنہ سے تمام اضلاع کی طرف جانے والی شاہراہیں امارت کے مجاہدین کی نگرانی اور حملوں کی زد میں ہیں اور اس لیے دشمن اکثر اپنی نقل وحمل فضائی راستے سے کر رہے ہیں اور کئی علاقوں میں دشمن کی فوجیں مضبوط حصار اور قلعہ بندی کی حالت میں ہیں۔

سوال: کیا صوبہ پکتیکا میں مفتوحہ علاقے اور اضلاع ہیں؟

ملا سنگین: صوبہ پکتیکا میں کئی مفتوحہ اضلاع ہمارے مکمل کنٹرول میں ہے، مثلاً ضلع نکہ میں ایک دور افتادہ علاقے کے علاوہ جہاں امریکیوں کا ایک فوجی مرکز ہے، پورا علاقہ ہمارے قبضے میں ہے اسی طرح ضلع گیان اور ڈیلہ میں بھی امریکیوں کا دور افتادہ علاقے میں ایک فوجی مرکز کے علاوہ باقی پورا علاقہ ہمارے قبضے میں ہے، اسی طرح جار باران، مٹاخان، سرحوضہ سمیت کٹواز اور وازیخوا کے ملحقہ علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں، ان اضلاع میں دشمن صرف اپنے محصور مراکز تک محدود ہیں، باقی تمام علاقے آزاد ہیں اور مجاہدین اسلامیہ امارت کے قواعد و ضوابط کے تحت اس میں فیصلہ سازی کر رہے ہیں اور ان علاقوں میں مجاہدین آزادنہ طور پر آمدورفت کرتے ہیں۔

سوال: پکتیکا میں عوام کا مجاہدین کے ساتھ تعلّق کس نوعیت کا ہے؟

ملا سنگین: لوگوں کے تعاون کے بارے میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہر گھر اور گاؤں مجاہدین کا گھر اور مرکز ہے، بحمد اللہ پکتیکا کے تمام لوگ اور عوام مجاہدین کے معاون ہیں اور اس جہاد میں ان کے حصّے کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے، واضح بات ہے کہ لوگوں کی مدد کے بغیر مجاہدین کبھی بھی اتنی بڑی کارروائیاں نہیں کرسکتے، مجاہدین کی وسیع کارروائیوں کا مطلب یہ ہے کہ عوام ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے احسان مند ہیں اور اللہ تعالی سے ان کے تکالیف کے عوض اجروثواب کے طلب گار ہیں۔

سوال: گزشتہ کئی ماہ سے صلیبی اور مقامی دشمن امارت اسلامیہ سے الگ حقانی گروپ کا پروپیگنڈا کر رہا ہے اور وہ مسلسل کہہ رہے کہ یہ امارت اسلامیہ سے لگ ایک نیٹ ورک ہے اور

24 نومبر: صوبہ فراہ..........گلستان..........نیٹو سپلائی کا نوائے پر حملہ..........8 گاڑیاں..........6 فیول بھرے ٹینکرز تباہ..........24 سیکورٹی اہل کار ہلاک

یہ گروپ پکتیا، پکتیکا اور خوست میں کارروائیاں کرتا ہے، اسی طرح یہ گروپ خاص اہداف کو نشانہ بناتا ہے، اس علاقے کے ایک جہادی راہنما کے طور پر آپ کی کیا رائے ہے اور اس طرح کے پروپیگنڈے سے دشمن کی ماہیت اور مقصد کیا ہے؟

ملا سنگین: یہ اسلام اور افغانستان کے دشمنوں اور ان کے غلاموں کا پروپیگنڈا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، میڈیا کی جانب سے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں امیر المومنین کی قیادت میں مجاہدین کا اتحاد پورے معنی میں موجود ہے اور پورے ملک میں جہاد اور کامیاب کارروائیاں ان کی قیادت میں جاری ہے، اسی وجہ سے اسلام اور ہماری سرزمین کے دشمن امارت اسلامیہ کی صفوں میں موجود اتحاد اور وحدت کی وجہ سے انتہائی مضطرب ہیں اور وہ اسے اپنی بہت بڑی ناکامی سمجھتے ہیں کہ وہ گزشتہ دس سالوں کے دوران نہ تو مجاہدین کو شکست دے سکے اور نہ ہی ان کی وحدت کو ختم کرسکیں۔ اب وہ اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لیے میڈیا کے راستے یہ پروپیگنڈے کررہے ہیں کہ مجاہدین کے مابین گروپ اور تقسیم موجود ہے اور وہاں ایک کمان کے بجائے کئی کمان موجود ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دشمن کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے، سارے مجاہدین امارت اسلامیہ کی کمان میں جہاد کررہے ہیں، ایک قوت اور ایک وجود کی مانند ہیں، اگر دشمن یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجاہدین کے اندر کسی نہ کسی وقت میں تفرقہ ڈال دے گا تو وہ اس بات کا تصور کرنا چھوڑ دے کیونکہ بحمداللہ افغان عوام مسلمان ہیں اور دین اسلام کے مبارک احکام کی رو سے مجاہدین پر اپنے امیر کی مکمل اطاعت لازم ہے، اس لیے اس پروپیگنڈے میں کوئی سچائی نہیں۔ تمام مجاہدین امارت اسلامیہ کے امیر کی مکمل اخلاص کے ساتھ اطاعت کررہے ہیں، اس ضمن میں میں اس بات کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ محترم الحاج مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ اور ان کے قابل احترام خاندان کی اسلام اور افغانستان کے لیے قربانیاں ناقابل فراموش ہیں، موصوف کے خاندان کے تمام افراد محبین اسلام ہیں۔ خود حقانی صاحب جو ایک جید عالم دین، مجاہد اور متقی انسان ہیں اور وہ امارت اسلامیہ کے امیر کی مکمل اطاعت کرتے ہیں اور ساتھ ہی تمام لوگوں اور اپنے خاندان کو اخلاص اور امارت اسلامیہ کی قیادت کی اطاعت کی تلقین کرتے ہیں۔

سوال: صوبہ پکتیکا کے بارے میں دشمن میڈیا میں بار بار اس بات کا اعلان کرتے ہیں وہ مجاہدین کو بھاری نقصان پہنچارہے ہیں اور انہوں نے بارہا ایسی رپورٹیں جاری کی ہیں، جن میں کہا گیا ہے کہ پکتیکا کے دورافتادہ علاقوں میں بم باریوں کے دوران مجاہدین کو سخت نقصان پہنچایا گیا ہے، کیا اس طرح کی رپورٹوں میں کوئی حقیقت ہے؟

ملا سنگین: افغانستان کے دیگر علاقوں کی طرح جہاں حقیقت حال معلوم کرنا آسان نہیں، پکتیکا کے بعض پہاڑی علاقوں کے بارے میں بھی دشمن بار بار جھوٹے دعوی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کو نقصان پہنچایا گیا ہے، کیونکہ ان علاقوں میں میڈیا کے لوگ نہیں ہوتے، تاکہ معاملے کی تہہ کو معلوم کیا جاسکے، تو یہ جھوٹے دعوے بھی ان کو کامیابی محسوس ہوتی ہے، میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ماضی کے برعکس ہمارا نقصان بہت کم ہوا ہے اور اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم دشمن کی بم باریوں اور ان کی حکمت عملیوں سے واقف ہوچکے ہیں، ہاں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ پکتیکا کے دورافتادہ خصوصا پہاڑی علاقوں جیسے نکہ۔ زیڑوک، ارگون، گیانخیل، برمل اور اس طرح کے دیگر علاقوں میں دشمن کی جانب سے چھاپوں اور اندھادھند بم باریوں کی وجہ سے عام شہریوں پر سخت مظالم کیے ہیں جس سے میڈیا بے خبر ہے، دشمن نے کئی بار عام شہریوں کی اس طرح کی ہلاکت کو مجاہدین کے نقصان سے تعبیر کیا ہے اور اس طرح وہ اپنے جرائم کو چھپاتے ہیں۔

سوال: جیسا کہ واضح ہے کہ گزشتہ سال دشمن نے اپنی تمام طاقت کو استعمال کیا تاکہ پکتیکا کی طرح دیگر اہم جہادی مراکز میں مجاہدین کے مورال کو پست کردے۔ مگر ان کا یہ منصوبہ ناکام ہوا آپ اس کا کس طرح تجزیہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں مستقبل کے لیے کیا منصوبہ رکھتے ہیں اور حالات کے بارے میں کیا پیشین گوئی کریں گے؟

ملا سنگین: واقعتاً گزشتہ کئی ماہ میں دشمن نے اس بات کی بھرپور کوشش کی تاکہ مجاہدین سے بعض علاقے واپس لے لیں۔ اسی سلسلے میں ضلع کٹواز کے ملحقہ علاقوں میں انہوں نے بے شمار چھاپے مارے اور عام لوگوں کو بہت ایذا دی۔ لیکن دشمن کی ان کوششوں نے ہماری کارروائیوں پر کوئی اثر نہیں ڈالا، بحمداللہ ہماری کارروائیاں ماضی کی طرح اچھے انداز میں آگے کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

مستقبل کے بارے کہوں گا کہ کل کے دن کا علم تو اللہ تعالی کے پاس ہے، لیکن ہم نصرت خداوندی پر بھروسہ کرکے یہ یقین کرسکتے ہیں کہ مستقبل مجاہدین اور مسلمانوں کے مفاد میں ہے، کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ دشمن اس ملک میں لڑنے اور رہنے کے حوالے سے مکمل طور پر حواس باختگی کا شکار ہوچکا ہے۔ مستقبل میں ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ پکتیکا کے ملحقہ اور پہاڑی علاقوں کی طرح مرکزی علاقوں کو بھی کارروائیوں کا ہدف بنائیں گے اللہ تعالی سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے مقاصد میں کامیاب فرمائیں۔

سوال: آخر میں مجاہدین کے لیے کیا کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ملا سنگین: مجاہد بھائیوں کو خصوصاً اور افغانستان کے مجاہد عوام عموماً کہتا ہوں کہ وہ اپنے کردار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے آراستہ کریں۔ اسلام کی قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مال، اولاد اور جان سے بھی مقدم سمجھو۔ تمام ذمہ داران اپنے اوپر امیر المومنین اور سپریم کونسل کے فیصلوں کو لاگو کریں اور دوسروں پر بھی۔ ان تمام افعال واعمال سے اجتناب کریں جو اللہ تعالی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کی ناراضی کا سبب بنے، یا جہاد کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ اور اب وقت قریب ہے، جب افغان عوام کے دین اور سرزمین کا دشمن امریکہ، روسی فوجیوں کی طرح خائب وخاسر ہوکر اپنی فوجوں کو یہاں سے نکال باہر کرے اور ہماری بہادر اور مجاہد قوم آزادی کی نعمت کو حاصل کرلیں گے۔ ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

24 نومبر: ہلمند .... مارجہ .... پولیس کاروان پر حملہ .... 5 رینجر گاڑیاں .... ایک کرولا تباہ .... 17 پولیس اہلکار ہلاک

سرمایہ دارانہ نظام کا ڈوبتا سورج

سید منظور احمد گیلانی

کمیونزم کا سورج غروب ہو گیا۔ کمیونزم کے بت ماسکو اور بیجنگ میں دفن کر دیے گئے اور ان بتوں کے پجاریوں نے سرمایہ داری کے بتوں کو اپنی معیشت کا خدا قرار دے دیا۔ سرمایہ دارانہ نظام نے جب تک کہ اس کا مقابلہ کمیونزم سے تھا بڑی حد تک بہتر اصولوں کو اپنایا۔ مزدوروں کو حقوق دیے گئے' کام کے اوقات کا تعیّن کیا گیا۔ منافع میں مزدوروں کو شریک بنایا گیا' میڈیکل کی سہولیات دی گئیں' چھٹیوں کے حق کو تسلیم کیا گیا۔ بل گیٹس، وارن لفٹ اور ایسے ہی دوسرے انتہائی امیر ترین افراد نے فلاحی ادارے قائم کیے اور اپنی دولت میں سے ضرورت مندوں کو بھی حصّہ دیا لیکن سرمایہ دارانہ نظام کمیونزم کے زوال کے بعد فرعونیت کا رویہ اختیار کرتا گیا۔ بے پناہ طاقت' وسائل اور ٹیکنالوجی کے زعم نے انہیں اندھا اور بدمست کر دیا۔ ان ممالک نے اپنی طاقت کو افغانستان اور عراق میں جھونک دیا۔ اسرائیل کی پشت پناہی جاری رکھی اور فلسطینیوں کے قتل عام پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی۔ اس قدر بے حسی، ظلم اور بربریت کے مظاہرے کیے گئے کہ انسانیت کے سر شرم سے جھک گئے۔ گوانتاناموبے، ابوغریب اور بگرام ایئربیس جیسے تعذیب خانے انسانیت کے ماتھے پر وہ بدنما داغ ہیں کہ آنے والی نسلیں جن پر ہمیشہ شرمندہ رہیں گی۔ چند فیصد لوگوں کی خاطر جنگ اور تشدد کا راستہ اختیار کیا گیا۔ ان پالیسیوں کے بھیانک نتائج اب سامنے آرہے ہیں۔

امریکہ اور یورپ سمیت ساری صلیبی دنیا اب شدید معاشی بحران کا شکار ہو چکے ہیں۔ امریکہ' برطانیہ' فرانس' اٹلی اور یونان سمیت متعدد ممالک قرضوں کے منحوس جال میں بری طرح جکڑے جا چکے ہیں۔ بے روزگاری کا جن بے قابو ہو رہا ہے۔ لوگوں کی قوت خرید مسلسل کم ہو رہی ہے۔ ان ممالک کے عوام زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ ان میں ذرا سا خلل بھی برداشت نہیں کر سکتے اس کے برعکس ہم پاکستانی تو مہنگائی، بے روزگاری، لوڈ شیڈنگ اور پانی کی قلت کے عادی ہو چکے ہیں۔ ہمارے ہاں تو آئے دن ان چیزوں کے خلاف مظاہرے ہوتے رہتے ہیں لیکن حکمرانوں کے کانوں پر جوں کی تک نہیں رینگتی۔

سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ۸۲ ممالک کے ۹۵۱ شہروں میں ہونے والے مظاہروں نے دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کمیونزم کے بعد اب سرمایہ دارانہ نظام کا سورج بھی آہستہ آہستہ غروب ہو جائے گا۔ دنیا ایک نئے نظام کی جانب دیکھ رہی ہے۔ شریعت کا پاکیزہ نظام ہی تمام انسانیت کو امن وسکون دے سکتا ہے۔ ماضی قریب میں ہی امارت اسلامی افغانستان کے پانچ سالہ دور کا ایک ایک لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ اسلام کا نظامِ عدل ہی عدل وانصاف فراہم کر سکتا ہے۔ باقی کسی نظام میں بھی یہ سکت نہیں کیونکہ یہ سب نظام ہائے باطل، انسان کے بنائے ہوئے ہیں اور شریعت اللہ رب العالمین نے عطا کی ہے۔ دنیا بھر کے مسلم علمائے کرام، دانش ور، معیشت دان، سیاست دانوں کو سنجیدگی سے اس نظام کے عملی نفاذ کی تدابیر پر غور وفکر کر کے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ مجاہدین نے تو ماشاء اللہ مغرب کی ٹیکنالوجی کی تمام تر ہیبت مٹی میں ملا دی ہے۔ دنیا میں امیر وغریب کے بڑھتے ہوئے فرق سے جو شدید بے چینی پیدا ہو رہی ہے اس کے اثرات اب آہستہ آہستہ نمایاں ہونا شروع ہو رہے ہیں۔

امریکہ اور یورپ کے علاوہ بھارت میں بھی امیر وغریب کے درمیان فرق تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام انسانی مسائل کے حل میں ناکام ثابت ہو رہا ہے۔ جس کی بنا پر سرمایہ دارانہ نظام چاروں شانے چت گرنے کو ہے۔ اس لیے امتِ مسلمہ کے مخلص طبقے کو چاہیے کہ وہ شریعت کے ثمرات سے ہر کس وناکس کو آگاہ کرے۔

دنیا کی آبادی اس وقت ۷ رارب ہے اور اس وقت کل آبادی کا ۹۰ فیصد غربت، افلاس، مہنگائی اور کم قوت خرید کی چکی میں پس رہا ہے۔ دنیا کی ۴۰ فیصد آبادی کی کل آمدنی دنیا کی مجموعی آمدنی کا صرف ۳ فیصد ہے۔ دنیا کا امیر ترین طبقہ ایک ارب کے لگ بھگ ہے جن کی کل آمدنی دنیا کی مجموعی آمدنی کا ۸۰ فیصد ہے۔ امیر وغریب کے درمیان بڑھتا ہوا یہ فرق سرمایہ دارانہ نظام کے زوال کا اہم سبب ہے جب کہ سرمایہ دارانہ نظام کے ستونوں نے وسائل کو غربت کے خاتمے کے بجائے صلیبی جنگوں کی بھٹی میں جھونک دیا۔ عالم اسلام کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ دنیا کو شریعت کے پاکیزہ نظام سے متعارف کرائیں تاکہ دنیا اسلامی نظام کی برکات سے آگاہ ہو سکے۔ اگر مسلمان علمائے کرام، دانش ور، ماہرین معیشت، اور سیاست دانوں نے اس پر بھرپور توجہ دی تو ان شاء اللہ یہ چمن فصل لا الہ الا اللہ سے لہلہا اٹھے گا۔

☆☆☆☆☆

''مجرموں اور دشمنوں کے خلاف ہماری یہ جنگ ایک یا دو دن کی نہیں ہے۔ یہ جنگ تو باطل گمراہیوں کے خلاف عقیدہ توحید کی جنگ ہے۔ اور سبیلِ شیطان کے خلاف سبیل ہدایت کی جنگ ہے اور طاغوت کی راہ میں لڑنے والوں کے خلاف، راہ خدا میں لڑنے والوں کی جنگ ہے۔ پس یہ پوری زندگی پر محیط جنگ ہے، اس سے کچھ کم نہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے''۔ (شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ)

24 نومبر: صوبہ میدان وردک......میدان شہر......سیکورٹی اہل کاروں پر حملہ......3 سرف گاڑیاں تباہ ہوئیں............11 سیکورٹی اہل کار ہلاک

طالبان کی لاشیں خراب نہیں ہوتیں، امریکن ریڈ کراس

واشنگٹن (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی ادارے ریڈ کراس کی ویب سائٹ نے غیر ملکی فوجیوں کے مقابلے میں طالبان کے شہداء کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی ہے۔ مذکورہ ادارہ مزار شریف میں مُردوں کو جمع کرنے اور انہیں دفنانے کے فرائض سرانجام دے رہا ہے، ادارے نے اپنی رپورٹ میں اس بات پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا ہے کہ نہ تو طالبان کی لاشیں خراب ہوتی ہیں اور نہ ہی ان سے بدبو آتی ہے، رپورٹ میں بتایا گیا کہ اس وقت ماہرین نے اس کی وجہ موسم کے سرد ہونے کو بتایا تھا مگر ان ماہرین کی رائے اس وقت غلط ثابت ہوئی جب اسی لڑائی میں طالبان مخالف لڑنے والے افغان اہلکاروں اور شمالی اتحاد کے مردوں کو دیکھا گیا جن کی لاشیں گل سڑ گئی تھیں اور ان سے سخت قسم کی بدبو آرہی تھی، رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ اب ماہرین اس خوراک کے بارے میں تحقیق کررہے کہ جو طالبان مجاہدین کھاتے ہیں، ماہرین اس بات کی تحقیق بھی کررہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ خوراک اور خون کے مابین رشتہ ہے یا نہیں، کیونکہ بعض طالبان کا خون موت کے بعد بھی گرم رہتا ہے۔ صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں فوج سے بھاگ جانے والے ایک گروپ کے ایک فوجی اپنے بھاگنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالبان کے ساتھ آمنے سامنے اور دوبدو جنگ میں طالبان نے پسپائی اختیار کی حالانکہ دونوں جانب سے لاشیں میدان میں رہ گئی تھیں، ہمیں حکم دیا گیا کہ صبح تک وہاں پر قیام کریں لیکن بہت ہی کم وقت گزرنے کے بعد ہماری فوجیوں کی لاشوں سے ایسی بدبو آنے لگی جس سے وہاں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا اور دوسری جانب طالبان کی لاشوں سے انتہائی خوبصورت مہک اُٹھ رہی تھی، یہی بات تھی کہ ہمارے ساتھیوں (افغان آرمی) نے اپنا کام شروع کیا اپنی لاشیں چھوڑ کر طالبان کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوگئے۔

امریکی HMMWV گاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے کے بعد

تباہ شدہ امریکی ہموی

امریکی فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے بعد

افغان انٹیلی جنس گاڑی آگ کی لپیٹ میں

فرانسیسی فوجیوں کے تابوت وطن روانا ہو رہے ہیں
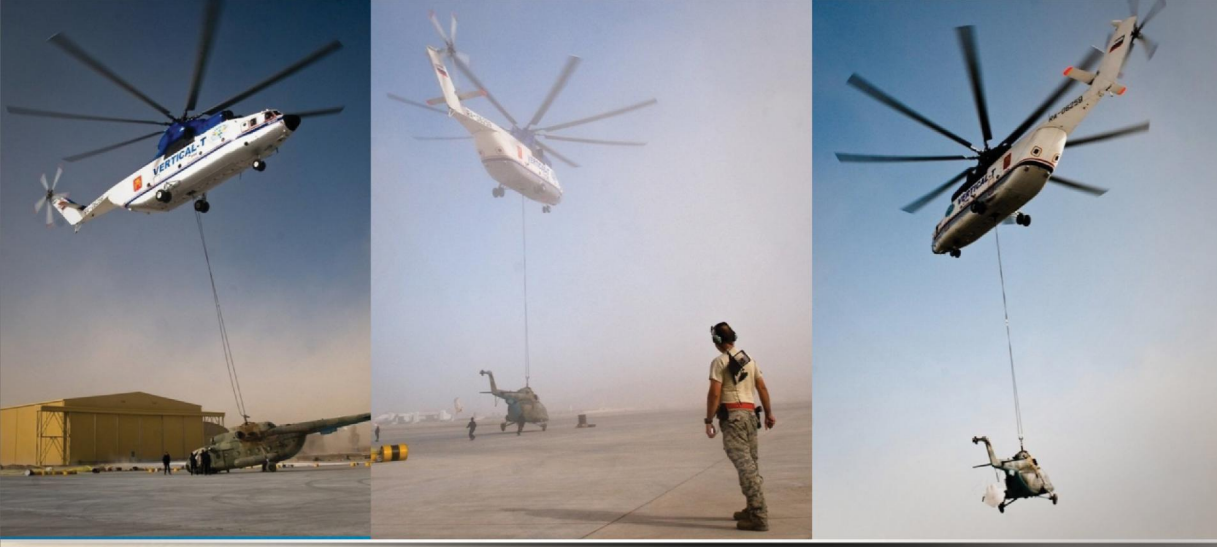
جولائی 2011ء امریکی ہیلی کاپٹر اپنے مردہ ساتھی کو لے جا رہا ہے

اکتوبر 2009ء میں کنڑ میں امریکی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کر کے اسے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ درجنوں امریکی فوجی ہلاک ہوئے

امریکی کیمپ پر مجاہدین میزائل داغتے ہوئے

23 نومبر 2011ء۔ لوگر میں تباہ شدہ امریکی MRAP گاڑی

25 نومبر 2011ء۔ سرے پل میں تباہ ہونے والی افغان فوجی گاڑی

29 نومبر 2011ء۔ بغلان میں جرمن کانوائے پر مجاہدین کے حملے کے بعد تباہ شدہ گاڑی

3 نومبر 2011ء۔ ہرات شہر میں امریکی مرکز پر حملے کے بعد کا منظر

16 نومبر 2011ء تا 15 دسمبر 2011ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	10 عملیات میں 20 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	199
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	165	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	321
ٹینک، بکتر بند تباہ:	289	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	143
کمین:	121	جاسوس طیارے تباہ:	2
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	287	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	5
مرتد افغان فوجی ہلاک:	1130	صلیبی فوجی مردار:	956
سپلائی لائن پر حملے:	51		

عراق میں امریکی شکست

مصعب ابراہیم

۲۰ مارچ ۲۰۰۳ کو عراق پر چڑھ دوڑنے والا صلیبی لشکر ۱۸ دسمبر ۲۰۱۱ء کو روسیاہی، شکست، ذلت اور ہزیمت کو سمیٹتا ہوا واپس ہوا۔ ۱۰۰ بکتر بند گاڑیوں میں سوار ۵۰۰ امریکی فوجیوں کا آخری قافلہ عراق سے نکل گیا۔صلیبیوں کا اس جنگ میں کتنا جانی و مالی نقصان ہوا......اس کو اعداد وشمار سے بیان کرنے کے لیے تو پورا دفتر درکار ہے تاہم خود امریکی حکام جس جانی و مالی نقصان کا اقرار کرتے اور اُسے تسلیم کرتے ہیں، اُس کے مطابق عراق میں مجاہدین کے ہاتھوں ۵۰۰۰ امریکی فوجی ہلاک، ۳۲۰۰۰ ہزار زخمی ہوئے۔ جب کہ مجاہدین کے مطابق امریکہ اپنے ہلاک اور زخمی شدگان فوجیوں کی تعداد کم از کم ۱۰ گنا کم کر کے ظاہر کرتا ہے۔ اس جنگ میں معاشی حوالے سے امریکہ کو ۱۰ کھرب ڈالر سے زائد کے اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ جب کہ برطانیہ کے عراق جنگ میں ۹.۲۴ ارب پاؤنڈ صرف ہوئے۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق عراق جنگ میں شرکت کرنے والے امریکی فوجیوں کی تعداد پندرہ لاکھ تک پہنچتی ہے۔

امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کو weapon of mass destruction تو نہیں مل سکے لیکن اُن کے خلاف شروع ہونے والے بابرکت جہاد نے امت مسلمہ کو جرأت و ہمت کے دھنی، راہ خدا میں استقامت وعزیمت کے پیکر، امت کی عزت وعظمت کے پیغامبر، جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف زندگیوں کے حامل اور اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ بیچ کر اِس سودے پر خوشیاں منانے والے ابطال سے ضرور روشناس کروایا۔ بلاد الرافدین میں بش کے کروسیڈرز جب داخل ہوئے تو اُن کے کروفر کے آگے بڑے بڑے شاہان سلطنت دبکے بیٹھے تھے۔ اقوام متحدہ جیسے شیطانی ادارے اُن کو غارت گری اور ظلم وستم کے تمام لائسنس دے چکے تھے۔ عرب لیگ میں موجود بزرجمہر اور طاغوت کے ایجنٹ اپنی تمام تر حمایت کے ساتھ موجود تھے۔ او آئی سی میں موجود ممالک کے کٹھ پتلی حکمران ''شہنشاہ عالم'' کے حضور کورنش بجا لاکر اپنے عشرت کدوں میں دادِ عیش دے رہے تھے۔

پھر یوں ہوا کہ بغداد، صلاح الدین، بعقوبہ، تکریت، موصل، الانبار، نینوا سامرا، بابل، فلوجہ، بصرہ اور دیالا سمیت پورے عراق پر کروڑوں ٹن بارود کی بارش کی گئی۔ نور اور فاطمہ کی صورت میں امت کی بے شمار بیٹیوں کے دامانِ عصمت صلیبیوں کے ہاتھوں تار تار ہوئے۔ چھ لاکھ مسلم مرد، خواتین، معصوم اور شیر خوار بچے اور ضعیف وکمزور بزرگ صلیبی وحشت کی نذر ہو گئے۔ مسلمان خطوں پر قابض 'وہن' کے مارے ہوئے مرتد حکمران اس سب کے باوجود اپنی خرمستیوں میں مگن رہے۔

ان حالات میں مجاہدین اسلام اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے صلیبی آندھیوں اور ظلم و جور کی بھٹیوں کے مقابل کھڑے ہوئے۔ سخت ترین حالات، کفار اور مرتدین کے مہلک ترین ہتھیار، کیمیاوی بارود اور آہن اور ٹیکنالوجی کے بتوں کے سامنے **حی علی الجهاد** کی صدا بلند کرنے والے یہ فرزانے اور دیوانے...... رب العرش العظیم پر توکل کرتے ہوئے اپنے جسموں کو بم اور میزائلوں میں تبدیل کرنے لگے، پورے عراق میں مجاہدین کی صفیں ترتیب پانے لگیں، چند سال ہی گزرے تھے کہ شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی قیادت میں مجاہدین کے مقابل صلیبیوں کے لشکر اور شیعوں کے جتھے' بتاشے کی مانند گھلنے لگے۔ صلیبی لشکر اپنے فطری حلیف روو افض کے ہمراہ مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے کے باوجود مجاہدین کی عسکری حکمت عملی کے آگے عاجز نظر آئے۔

۷ جون ۲۰۰۶ کو قرون اولیٰ کی فتوحات کے مناظر امت کے ذہنوں میں تازہ کرنے والے مجاہد قائد شیخ ابومصعب الزرقاویؒ شہید کیے گئے۔ بلاشبہ یہ امت کے لیے شدید صدمے اور رنج کا زمانہ تھا لیکن جہاد کا فریضہ ادا کرنے اور اسے اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بنا لینے والے پاکیزہ صفت مجاہدین غمگین دلوں کے ساتھ اطمینان اور رضائے ربی پر راضی ہوتے ہوئے اس راستے پر استقامت سے گامزن رہے۔ کیونکہ یہ الٰہی قانون اُن کی نظروں سے ایک لمحہ کے لیے بھی پوشیدہ نہیں ہوا کہ جہاد کا راستہ شخصیات کا محتاج نہیں......ایک عبقری شخصیت کی شہادت سے وقتی غم کے سوا کوئی پریشانی لاحق ہونے کا اندیشہ ہرگز نہیں ہوتا۔ ایسی شخصیات کے خون کی برکت سے جہاد وقتال کے معرکے مزید تیز ہوتے ہیں اور اللہ کی مدد اور نصرت اُن کے چلے جانے کے بعد بھی اُسی طرح مجاہدین کے ہمراہ رہتی ہے۔ شیخ زرقاویؒ کی شہادت کے بعد تحریک جہاد مزید برگ و بار لائی اور تمام مجاہدین اپریل ۲۰۰۷ء میں دولۃ العراق الاسلامیہ کے جھنڈے تلے مجتمع ہوئے اور شیخ ابوعمر البغدادیؒ کو امیر المومنین بنایا گیا۔

اپریل ۲۰۱۰ء میں شیخ ابوعمر البغدادی ، وزیر حرب ابوحمزہ المہاجر (ابوایوب

> ''میری رائے ہے کہ اگر مستقبل میں کوئی بھی وزیر دفاع صدر کو مشورہ دیتا ہے کہ امریکی فوج کو ایشیا، مشرق وسطیٰ یا افریقہ بھیجا جائے تو اُس سیکرٹری دفاع کے دماغ کا معائنہ کیا جانا چاہیے''۔ سابق امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس

25 نومبر: صوبہ ہلمند............لشکر گاہ شہر.......میں فدائی حملہ............دو فوجی ٹینک............ایک رینجر گاڑی تباہ............15 امریکی وافغان فوجی ہلاک............متعدد زخمی

المصریؒ) کے ہمراہ صلیبیوں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ان تین سالوں میں اُنہوں نے مجاہدین کومنظّم کرنے اور سازشی عناصر کی بیخ کنی کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔اُنکی قیادت میں مجاہدین نے عراق کے طول و ارض میں صلیبی اتحادی، روافض کے فتنہ کی سرکوبی کے لیے مربوط کارروائیاں کیں، صلیبیوں کے مقابلہ میں ہرمحاذ پر جانفشانی اور استقامت سے ڈٹے رہے اور مرتد حکومت کے خلاف عملیات کواحسن طور پر سرانجام دیا۔

چندسال ہی گزرے تھے کہ شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی قیادت میں مجاہدین کے مقابل صلیبیوں کے لشکر اور شیعوں کے جتھے، بتاشے کی مانند گھلنے لگے۔صلیبی لشکر اپنے فطری حلیف رووافض کے ہمراہ مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے کے باوجود مجاہدین کی عسکری حکمت عملی کے آگے عاجز نظر آئے۔

اگر چہ امریکی صدر اوباما نے عراق سے اپنی افواج کے انخلا کے وقت یہ ہانک لگائی کہ ''ہم سربلند ہوکر جارہے ہیں'' لیکن امریکی خود بھی بخوبی جانتے ہیں کہ وہ عراق میں فرزندانِ توحید کے مقابلے میں سرنگوں ہوکر اور ذلت ورسوائی کے بوجھ گردنوں پر لاد کر واپس لوٹ رہے ہیں۔امریکہ ہی سے شائع ہونے والے'' فارن پالیسی''، جیسے امریکی ایوارڈ یافتہ میگزین نے ۲۰۱۱ء کے ۱۲ امریکی جھوٹوں کو بے نقاب کیا ہے۔میگزین نے عراق وافغانستان میں فتح کے امریکی دعوے کوسرفہرست رکھتے ہوئے اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے۔یہ محض زبانی کلامی بات اور دعوے نہیں بلکہ مجاہدین نے اپنی مضبوط صف بندی اور بہترین عسکری حکمت عملی کے ذریعے اسے ثابت بھی کیا ہے۔کیونکہ جو'سربلند' جاتا ہے اُس کے ذہن میں مایوسی،قنوطیت اور ناامیدی جیسے جذبات مستقل ڈیرے ڈالے ہوئے نہیں ہوتے۔صلیبیوں کی مایوسی کا حال بیان کرنے کے لیے رابرٹ گیٹس' جو دونوں صدور (بش اور اوباما) کے دور میں وزیر دفاع رہا ہے' کا بیان کافی ہے۔بی بی سی سے بات کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ'' میری رائے ہے کہ اگر مستقبل میں کوئی بھی وزیر دفاع صدر کومشورہ دیتا ہے کہ امریکی فوج کوایشیا،مشرق وسطیٰ یا افریقہ بھیجا جائے تو اُس سیکرٹری دفاع کے دماغ کا معائنہ کیا جانا چاہیے''۔

یہ الفاظ صلیبیوں کی حواس باختگی اور ذہنی وعملی شکست کو وضاحت سے بیان کررہے ہیں۔جب کہ مجاہدین کی صفوں میں (اپنے جوان مرد اور جری قائدین کی شہادت کے باوجود) مایوسی، بے دلی، اکتاہٹ اور ناامیدی کی ہلکی سی رمق بھی دیکھنے کو نہیں ملتی اور وہ اپنے عمل کے ذریعے اپنے مقاصد سے لگن اور جہاد فی سبیل اللہ کے راستے سے وابستہ رہنے کا پیغام دے رہے ہیں۔امریکہ کے عراق سے نکل بھاگنے سے صرف ۲ ہفتے قبل ۳ دسمبر کو مجاہدین نے عراقی وزیراعظم نوری المالکی پر فدائی حملہ کیا، اُس پر یہ فدائی حملہ بغداد کے'' فول پروف سیکورٹی'' کے حامل علاقے میں پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کیا گیا۔نوری المالکی اس حملے میں بال بال بچا لیکن مجاہدین نے اپنی کارروائیوں کے ذریعے پیغام دے دیا کہ کفار اور اُن کے حواری کسی بھی جگہ اُن کے ہاتھوں سے اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کرسکتے،ان شاء اللہ۔اس سے قبل ۲۸ نومبر کو اسی علاقے میں پارلیمنٹ کی عمارت پر مارٹر حملے کیے گئے اور بغداد سے کچھ فاصلے پر تیجی قصبے میں الحوث جیل پر فدائی حملے میں ۱۹ سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔جب کہ ایک ماہ قبل ۴ نومبر کو مجاہدین کے حملے میں عراقی فوج کا سینئر جرنیل بریگیڈیئر جنرل فہد العزل ہلاک ہوا۔

عراق میں مجاہدین کی قربانیوں نے اس پورے خطے میں جہاد کو نئی جہتوں سے روشناس کروایا ہے۔تقریباً نو سال تک صلیبی افواج کا مقابلہ کرنے کے لیے عرب خطوں کے غیور مسلمان نوجوان عراق کا رخ کرتے رہے۔یہ اسی جہاد کی برکت ہے کہ آج یمن، صومالیہ، شام،مصر،اردن، تیونس، مراکش ،لیبیا سمیت پورا عرب خطہ الجہاد والجہاد کے صداؤں سے گونج رہا ہے۔شیخ ابومصعب الزرقاویؒ،شیخ ابوعمر البغدادیؒ اور شیخ ابوایوب المصریؒ سمیت ہزاروں مجاہدین نے جس تحریکِ جہاد کی آب یاری کے لیے اپنا لہو پیش کیا، ان شاءاللہ وہ تحریکِ جہاد اپنے لائحہ عمل یعنی'ہماری نظریں اقصیٰ پر ہیں' پر پوری طرح کاربند ہے۔شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے یہ الفاظ امت کے ہرفرد کو یہی پیغام دے رہے ہیں

''اب کوئی بھی مسلمانوں اور عراقی مجاہدین کو دھوکہ نہیں دے سکتا، وہ مجاہدین جنہیں عراق میں صلیبیوں کی شکست پر میں پہلے ہی مبارک باد پیش کرچکا ہوں۔آؤ مسلمانو! عراق میں مجاہدین سے مل جاؤ تاکہ عیسائیوں کے مکروہ عزائم کو خاک میں ملایا جائے۔مسلمانو! اٹھو اور بیت المقدس کے دروازوں پر اپنی حقیقی خلافت کی بنیاد رکھ کر توحید اور جہاد فی سبیل اللہ کا پرچم بلند کرو تاکہ ان بھیڑیوں سے اپنے حقوق چھین سکو

الَّذِيْنَ آمَنُوا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفًا(النساء: ۷۶)

''ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر اللہ کے باغیوں کے حق میں، سوتم شیطان کے حامیوں سے لڑو۔بے شک شیطان کا داؤ بہت کمزور ہوتا ہے''۔

☆☆☆☆☆

25 نومبر: صوبہ غزنی.....ضلع مقر..........نیٹوسپلائی کانوائے پر حملہ..........12 فیول بھرے ٹینکر ا..........سیکورٹی فورسز کی دوگاڑیاں تباہ

سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ اور ''بگڑتے'' امریکہ پاکستان تعلقات

عبیدالرحمٰن زبیر

امریکہ پاکستان کے بیچ آنکھ مچولی تا حال جاری ہے۔اب کی بار اس کھیل کا دورانیہ کچھ زیادہ طویل ہوگیا ہے۔وجہ اُس کی صاف ظاہر ہے کہ امریکہ بندے بھی پھڑکا رہا ہے اور معاوضہ کی بات تک نہیں کر رہا۔اب پاکستانی فوج اور حکومت مفت کے ٹٹو تو بننے سے رہے، یہ تو کرائے کے ٹٹو ہیں.....کرایہ دو، پھر جو مرضی حال بلکہ بے حال کر دو.....کسی طرف سے اُف تک کی آواز نہیں آئے گی۔لیکن امریکی بھی اپنے غلاموں کے پوری طرح سے نبض شناس ہیں، وہ ان کی فطرت کو بھی سمجھتے ہیں اور ان کے 'اصل علاج' کا گُر بھی جانتے ہیں۔اسی لیے پاکستان پر قابض طبقے کی طرف سے تعلقات کو 'نازک موڑ' تک لے جانے کے باوجود بھی امریکی اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔

سلالہ چیک پوسٹ پر ہوا کیا؟:

۲۵ اور ۲۶ نومبر کی درمیانی رات امریکہ اور نیٹو کی افواج نے مہمند ایجنسی میں واقع پاکستانی فوج کی سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔اگلے دن کے اخبارات میں آئی ایس پی آر کی جانب سے جو خبر جاری کی گئی اُس کے مطابق اس حملے میں ۲۴ پاکستانی فوجی ہلاک اور ۱۳ زخمی ہوئے جب کہ امریکی اور نیٹو افواج اڑھائی گھنٹے تک اس چیک پوسٹ پر گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے گولہ باری کرتے رہے۔لیکن یہ حقیقی صورت حال نہیں ہے، واقفانِ حال کے بقول امریکہ اور نیٹو افواج کے اس حملے میں ۱۵۰ سے زائد پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے اور یہ حملہ لگ بھگ ۹ گھنٹے تک جاری رہا۔اس کارروائی کے دوران امریکی اور نیٹو فوج نے زمینی کارروائی بھی کی اور جہاں جس فوجی کو زندہ حالت میں پایا، اُسے ہلاک کر دیا گیا۔یاد رہے کہ یہ کارروائی جسے 'اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پہ بجلیاں' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے.....اُس چیک پوسٹ پر کی گئی جہاں پاکستانی اور امریکی فوج کے صلیبی اتحاد کی فلیگ میٹنگز ہوتی رہتی ہیں۔

اپنی اوقات میں رہنے کا پیغام:

اس ''قومی سانحے'' کے بعد آقاؤں نے غلاموں کی روایتی دل جوئی اور رسمی اظہارِ افسوس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔اوبامانے پاکستان میں امریکی سفیر کیمرون منٹر کی تجویز کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اس واقعہ پر رسمی اظہارِ افسوس سے بھی انکار کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا کہ پاکستان سے رسمی اظہارِ افسوس بھی نہیں کیا جائے گا۔۲۹ نومبر کو امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن ڈیمپسی نے بھی اس واقعہ پر معذرت سے انکار کر دیا۔وائٹ ہاؤس نے بھی مہمند کارروائی پر معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔وائٹ ہاؤس کے ترجمان جے کارنے نے ان خیالات کی تردید کی کہ اس واقعہ کا سبب بننے والے نیٹو کے فضائی حملے پر اسلام آباد سے معذرت کی جائے گی۔

ماتم اور سوگ:

نیٹو حملے کے بعد ملک بھر میں صف ماتم بچھ گئی.....ذرائع ابلاغ نے سینہ کوبی اور آہ وفغاں کی منظرکشی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔مظاہروں، جلسوں، ریلیوں اور جلوسوں کا تانتا بندھ گیا۔ہر جانب سے غم وحزن کی تصویر بنے 'قائدین' برآمد ہوئے اور ''شہید اہل کاروں'' کا ماتم کرنے لگے۔ڈائریکٹر جنرل ملٹری آپریشنز میجر جنرل ندیم اشفاق نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ 'ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک اتحادی ہماری فوجی چیک پوسٹ پر حملہ کرے گا ہمارے افسروں اور جوانوں کو شہید کرے گا'۔اسے کہتے ہیں ''اللہ وہاں سے پکڑتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا''۔کوئی تو ان بین ڈالنے والوں، چیخنے چلانے، اپنے گریبان چاک کرنے اور راہِ صلیب میں ہلاک ہونے والوں کو ''شہید'' کا درجہ دینے والوں سے پوچھے کہ تم ڈرون حملوں کے شہدا کے بارے میں کیوں چُپ سادھے بیٹھے رہے۔تمہاری اپنی فوج نے اس سرزمین پر اسلام کے نام لیواؤں پر ایسے ایسے مظالم توڑے ہیں کہ جن کا تصور ہی روح تک کو دہلا دینے کے لیے کافی ہے.....اُس وقت کیوں تم ان ظالم اور جابر فوجیوں کے گیت گاتے رہے؟ سوچنے کا مقام ہے، آج سوچ لو اور اپنا قبلہ درست کر لو ورنہ کل جب وقت بیت جائے گا تو ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے.....اُس وقت بھی تمہاری زبانوں پر یہی ہوگا کہ 'ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کفار ہمیں اپنے ساتھ یوں جہنّم کی اندھی وادیوں میں گھسیٹ لائیں گے'۔

> **اپنے مطلب کی بات بغیر لگی لپٹی پاکستان کے سامنے رکھنے میں بھی امریکی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔افغانستان میں نیٹو فوج کے سربراہ جنرل جان ایلن نے واضح الفاظ میں کہا کہ 'مستقبل میں مہمند حملے جیسے واقعات نہ ہونے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی'۔**

ڈرائو اور لُبھاؤ کی پالیسی:

امریکہ نے پاکستان پر مسلط اپنے غلاموں کے لیے شروع دن سے ڈراؤ اور لُبھاؤ کی پالیسی ترتیب دے رکھی ہے۔اسی پالیسی کی عکاسی حالیہ 'کشیدگی' میں بھی کی گئی۔جب ایک طرف بعض امریکی حکام، قابضینِ پاکستان کو ڈراوے دینے میں مصروف ہیں اور دوسری طرف کچھ امریکی ذمہ داران صلیبی جنگ میں پاکستانی کردار پر لیپاپوتی کر کے تھپکی دیتے انداز میں کہتے نظر آتے ہیں کہ 'غصہ نہ کریں، آپ بہت اچھے ہیں'۔

25 نومبر: صوبہ غزنی.............ضلع دہ یک......بارودی سرنگ دھماکے.............2 امریکی ٹینک تباہ.............7 امریکی فوجی ہلاک.............3 زخمی

'تراہ کڈنا' پنجابی محاورہ ہے......اس کا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات یا حرکت کرنا جس سے فریق مخالف کی گھگی بندھ جائے یا وہ ایک دم لرز کر رہ جائے۔ پہلے امریکیوں کے 'تراہ کڈنے' کے بیانات ملاحظہ ہوں ،اُس کے بعد دل لُبھانے کی باتیں رکھی جائیں گی۔امریکہ کی قومی سلامتی کے سابق مشیر جیمز جونز نے کہا کہ 'پاکستان وہ ملک ہے جو اپنی تباہی کے راستے پر چل رہا ہے'۔ری پبلیکن سینیٹرز مک کین اور لنڈسے گراہم نے ۶ دسمبر کو ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ 'پاکستان کے ساتھ تعلقات اور امداد پر نظر ثانی کی جائے'۔امریکی سینٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کی سربراہ ڈائین فینسٹین نے کہا کہ 'پاکستان کی امداد روکے جانے سے متعلّق کانگریس میں بل آسکتا ہے،جس کے منظور ہوجانے کے بہت زیادہ امکانات ہیں'۔

اب ذرا امریکیوں کا 'سافٹ کارنر' دیکھئے۔ہیلری کلنٹن نے کہا کہ 'پاکستان اور امریکہ کا دشمن مشترکہ ہے،مل کر کام کرنے میں ہی دونوں ممالک کا مفاد ہے،جو دہشت گرد پاکستان کے اندر کارروائیاں کررہے ہیں وہی افغانستان میں امریکہ،نیٹو اور افغان اہل کاروں پر بھی حملہ کررہے ہیں'۔امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کے پریس سیکرٹری جارج لٹل نے کہا کہ 'ماضی کی طرح پاکستانی اور امریکی فوج کے درمیان تعلقات کی مکمل بحالی چاہتے ہیں'۔وزیر دفاع لیون پنیٹا نے کہا' پاکستان کے ساتھ تعلقات میں بہتری کے بغیر افغان جنگ نہیں جیتی جاسکتی'۔برطانوی وزیر مملکت برائے داخلہ،خارجہ لارڈ ہوول نے کہا ''دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان اہم پارٹنر ہے،پاکستان کے لیے بڑا خطرہ بھارت نہیں بلکہ انتہا پسندی اور دہشت گردی ہے'۔امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان مارک ٹونر کا کہنا تھا کہ 'پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرتے ہیں اور ہم پاکستان سے بہتر تعلقات کے لیے پرعزم ہیں،پاکستان اور امریکہ کو دہشت گردی کے حوالے سے بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے جنہیں اکٹھے مل کر حل کرنے کی ضرورت ہے'۔لیکن اپنے مطلب کی بات بغیر لگی لپٹی نظامِ پاکستان کے سامنے رکھنے میں بھی امریکی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔افغانستان میں نیٹو فوج کے سربراہ جنرل جان ایلن نے واضح الفاظ میں کہا کہ 'مستقبل میں مہمند حملے جیسے واقعات نہ ہونے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی'۔

پاکستانی اقدامات:

نظامِ پاکستان نے مہمند حملے کے بعد کمال 'دلیری' کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیٹو سپلائی کو معطل جب کہ شمسی ایئر بیس کو امریکیوں سے خالی کروالیا۔ان اقدامات پر داد وتحسین کے بہت ڈونگڑے برسائے جارہے ہیں۔یہاں ان اقدامات کے تذکرے سے پہلے امریکن سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ٹومی فرینکس کا ایک بیان پڑھ لیا جائے تو بہتر ہوگا جو اُس نے معرکہ گیارہ ستمبر کی پہلی برسی کے موقع پر دیا تھا'ہم نے پاکستان کی سرزمین سے افغانستان پر ۵۷۸۰۰ حملے کیے،ہمیں پاکستان روزانہ اوسطاً چار لاکھ لیٹر پٹرول فراہم کرتا ہے۔ہمیں پانچ ہوائی اڈے استعمال کرنے کی اجازت ہے لیکن ہنگامی صورت حال میں ہم کوئی بھی ہوائی اڈہ استعمال کرسکتے ہیں۔پسنی کی بندرگاہ ہمارے استعمال میں ہے،ہم نے پہلے سال کوئی آٹھ ہزار میرین، ۳۳۰۰ بھاری گاڑیاں اور ۳۵۰۰ ٹن گولہ بارود افغانستان پہنچایا'۔

نیٹو سپلائی:

اب آتے ہیں مہمند پر نیٹو حملے کے بعد پاکستان کی طرف سے بند کی جانے والی نیٹو سپلائی کے موضوع پر......اگرچہ تادم تحریر یہ سپلائی بند ہے لیکن ۱۳ دسمبر کو افغانستان میں نیٹو فوج کے سربراہ جنرل ایلن نے پاکستانی فوج کے سربراہ کیانی سے فون پر بات کی۔جس کے بعد ایلن نے امید ظاہر کی کہ نیٹو سپلائی بحال ہوجائے گی۔ ۲۲ دسمبر کو امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کے ترجمان کیپٹن جان کربی اور پریس سیکرٹری جارج لٹل نے کہا کہ ''ایسے اشارے ملے ہیں کہ پاکستان نیٹو سپلائی بحال کردے گا''۔اس سے پہلے ۴ دسمبر کو اوباما نے زرداری سے فون پر بات کی۔اس ٹیلی فونک رابطے کے بعد باوثوق ذرائع کے مطابق پاکستان اور امریکہ میں نیتو رسد کھولنے پر مذاکرات شروع ہوگئے ہیں اور پاکستان نے امریکہ سے تعاون کے لیے جو شرائط پیش کی ہیں اُن میں ملکی خودمختاری کے احترام کی تحریری یقین دہانی اور امداد غیر مشروط طور پر جاری رکھنے کے نکات شامل ہیں۔قارئین 'امداد غیر مشروط طور پر جاری رکھنے' جیسے نکات سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ اصل مسئلہ ہی یہی ہے باقی سب کہانیاں ہیں۔

واقفانِ حال کے بقول امریکہ اور نیٹو افواج کے اس حملے میں ۱۵۰ سے زائد پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے اور یہ حملہ لگ بھگ ۹ گھنٹے تک جاری رہا۔اس کارروائی کے دوران امریکی اور نیٹو فوج نے زمینی کارروائی بھی کی اور جہاں جس فوجی کو زندہ حالت میں پایا،اُسے ہلاک کردیا گیا۔

شمسی ایئر بیس:

شمسی ایئر بیس بھی امریکی بوٹوں سے خالی ہوگیا۔لیکن کیا کیا جائے کہ جنرل ٹومی فرینکس کے مطابق شہباز ایئر بیس سمیت دیگر پانچ ایئر پورٹس تاحال آقاؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء سے لے کر ۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء تک یہ ایئر بیس امریکہ کے قبضے میں رہا،اس دوران میں پاکستانی حکمرانوں اور فوجی جنتا کی طرف سے مسلسل اس دعوے کی تردید کی جاتی رہی کہ شمسی ایئر بیس امریکہ کے قبضے میں ہے۔ڈرون طیارے بھی یہی سے پرواز کرتے رہے اور یہی اترتے رہے۔باخبر ذرائع کے مطابق ڈرون طیارے سمندری راستے سے کراچی لائے جاتے اور پھر وہاں سے انہیں نیٹو سپلائی روٹ کے ذریعے شمسی ایئر بیس منتقل کیا جاتا۔

''ہم تو نہیں بدلے آقا'':

صلیبی وفاداری کا دم بھرنے والوں میں اتنا دم خم کہاں سے آئے گا کہ وہ مستقل مزاجی سے کفار کے سامنے کھڑے ہوں سکیں۔لہٰذا نیٹو حملے کے دسویں دن ہی پاکستانی

25 نومبر: صوبہ خوست............ضلع خوست شہر......بارودی سرنگ دھماکہ..........امریکی فوجوں کا ٹینک تباہ..........4 امریکی فوجی ہلاک

وزیراعظم گیلانی نے امریکی آقاؤں کومژدہ سنا دیا کہ 'امریکہ سے تعلقات بحالی میں دیر نہیں لگے گی، پرانے اتحادی سے نئے تعلقات استوار کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا، یہ ناصرف ہماری خواہشات ہیں بلکہ قابل عمل بھی ہیں''۔ وزیر اطلاعات فردوس اعوان نے صلیبی جنگ کو اپنی ہی جنگ قرار دیتے ہوئے کہا 'ہمیں جذبات سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہیے، دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری جنگ ہے'۔ ایک سینئر فوجی افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر معروف تجزیہ نگار کو بتایا کہ 'دہشت گردی کے خلاف جنگ ایک مکمل جنگ ہے جس میں دنیا کی سپر پاورز جدید ترین آلات اور ہتھیاروں کے ساتھ شریک ہیں، ایک ملٹری ایئر ڈیفنس سپر پاور کی ایڈوانس فضائی قوت اور حکمت عملی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حالات کے تحت پاکستان بغیر پائلٹ جہاز گرانے کا ارادہ نہیں رکھتا، ایسا سوچنا بھی محال ہے۔ پاکستان کی جانب سے مغربی فوجی قوت کی مزاحمت کا ہلکا سا امکان نہیں ہے۔ ایسی صورت حال کے پاکستان پر سنگین ترین اثرات ہوں گے، معیشت تباہ ہوجائے گی۔ اگر مغرب اپنی فوجی قوت کا جوابی مظاہرہ کرتا ہے اور سفارتی ذرائع استعمال کرتا ہے تو پاکستان کے لیے پابندیوں کے چند روز بھی برداشت کرنا مشکل ہوجائے گا'۔ اسی طرح فوج کے ایک سابق افسر میجر جنرل (ر) راحت لطیف نے دل لگتی بات کہی کہ 'امریکہ سے ڈکٹیشن اور اس سے پیسے لیں گے تو پھر حملے تو ہوں گے'۔

فوجیوں کے ورثا کے تاثرات:

مہمند کے نیٹو حملہ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے اہل خانہ کے تاثرات پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ ساہیوال کے کیپٹن عثمان کی بیوہ طوبیٰ نے کہا کہ 'دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری نہیں، ہم اس میں ساتھ دیتے رہے تو امریکہ ہمارا حشر افغانستان سے بھی برا کرے گا۔ امریکہ سب سے بڑا دہشت گرد خود ہے'۔ عثمان کے باپ بشیر احمد نے سوال کیا کہ 'ہم دوسروں کی جنگ میں کب تک اپنے نوجوان اور فوجی قربان کرتے رہیں گے، یہ ہماری جنگ نہیں، یہ اُن کی جنگ ہے'۔ اسی حملے میں ہلاک ہونے والے ایک اور فوجی نجیب اللہ کے باپ اسفندیار خان نے اپنے بیٹے کی قبر کے قریب بیٹھے بیٹھے سوال کیا کہ 'امریکی ہمیں دوست کہتے ہیں، دوستوں سے اس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے؟'

یہ صورت حال متقاضی ہے کہ پاکستانی فوج کے جوان اپنے بالائی افسران کو دین وملت سے غداری کی کڑی سے کڑی سزا دیں، جنہوں نے چند ڈالروں کے لیے انہیں ذلت اور رسوائیوں کے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے۔ اپنے افسران کو چُن چُن کر نشانہ بنائیں، اس کے ساتھ ساتھ جب اور جس موقع پر بھی امریکی فوجیوں سے تعامل پیش آئے تو بغیر کسی توقف کے اُنہیں اپنی بندوقوں کے نشانہ پر رکھیں۔ صلیبی جنگ میں اہل اسلام کے خلاف اہل کفر کی صفوں کو مضبوط کرنے جیسے گناہ کا کفارہ اور توبہ کا یہ واحد راستہ ہے جو اُن کا منتظر ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنی قیادت کو پہچانئے

مسلمانوں کے عوام وخواص، جوان و بوڑھے، علما ومفکرین قربانی اور صبر واستقامت کا دامن تھامے اٹھے اور کمزور ہونے کے باوجود انہوں نے برسوں سے اپنی گردنوں پر مسلط خائن حکمرانوں سے نجات حاصل کرلی۔ اور یقیناً یہی راستہ پاکستان سمیت ان خطوں کے لیے بھی ہے جس کے عوام ابھی تک اس ظلم کو سہہ رہے ہیں۔

لیکن اگلی اور اہم چیز جو امت کے ان قائدین کو روٹی، کپڑا، مکان کی خاطر بغاوت کرنے والی عارضی قیادتوں سے ممتاز کرتی ہے وہ شریعت کے قیام کی دعوت ہے۔ یقیناً وہ نظام جو اللہ تعالیٰ کا تخلیق کردہ ہے، جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے حد درجہ فائق ہے انسان کے تراشے ہوئے نظام سے، جب کہ اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ انسان ضعیف، محتاج، جاہل، جلد باز اور جھگڑالو ہے۔ **واللہ یعلم وانتم لا تعلمون**۔ وہ ممالک جن میں عوام اپنی گردن پر مسلط حکمرانوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہوچکے ہیں ان کے مسائل کا حل بھی اسی میں ہے کہ وہ شریعت کو نافذ کریں اور اپنی قیادت ایسے افراد کو سونپیں جن کی زندگیاں شریعت پر قائم ہیں، جنہوں نے اسلام کی حفاظت اور غلبے کے لیے قربانیاں دیں، عالمی صلیبی صیہونی اتحاد کے حملوں کو اپنے سینوں پر روکا، ہمیشہ سے امت کے درد کو اپنا درد محسوس کیا۔ اور مسلمانانِ پاکستان جو مظالم تلے پسے نجات کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں، ان کے لیے یہی راہ ہے کہ وہ امت کے محسنین کو پہچانیں اور ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسے جانے کی بجائے شریعت کے لیے جدوجہد کریں۔ صبر واستقامت کا دامن تھامتے ہوئے ہر ممکن طریقہ کار سے اس باطل نظام کو اکھاڑ پھینکیں اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو نافذ کریں۔ یقیناً حقوق چھینے جاتے ہیں، تحفے میں نہیں ملتے اور دنیاوی واخروی مسائل کا حل شریعت میں ہے نا کہ انسان کے تراشیدہ فلسفوں میں اور مسلمانوں کی قوت امّت کے طور پر مجتمع ہونے میں ہے نا کہ ملکوں اور قومیتوں کی صورت بٹنے میں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امنیت ..... قرآن وسنت کی روشنی میں

اخبار الوطن نے شیخ ابو زبیدہ (فک اللہ اسرہ) کی گرفتاری کے پانچ مہینے بعد مختلف ذرائع سے معلومات اکٹھی کرکے ایک رپورٹ شائع کی جس میں یہ لکھا تھا کہ شیخ ابو زبیدہ (فک اللہ اسرہ) سے برآمد ہونے والا کمپیوٹر امریکیوں کے لیے ایک بڑا خزانہ تھا۔

ایک دوست نے جو ذاتی طور پر شیخ کے ساتھ رہا، یہ بتلایا کہ شیخ ابو زبیدہ (فک اللہ اسرہ) کو اللہ تعالیٰ نے اتنی صلاحیتیں اور حفاظتی نظاموں کے بارے میں اتنی معلومات دی تھیں کہ انہوں نے بدنام زمانہ یہودی خفیہ تنظیم موساد کو کئی دفعہ دھوکہ دیا، وہ نہ صرف یہ کہ صہیونی ریاست میں داخل ہوئے بلکہ کامیابی سے عملیات کرکے بخیر وعافیت واپس بھی آئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شیخ کی مدد فرمائے اور اُن کو قید سے رہائی نصیب فرمائے کہ جن کے علم وفہم نے (اللہ کے حکم سے) جہاد اور مجاہدین کو بہت نفع پہنچایا، آمین۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

26 نومبر: صوبہ میدان وردک.........ضلع سید آباد.........نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ.........4 کنٹینر تباہ.........7 سیکورٹی اہل کار.........4 ڈرائیور ہلاک.........3 زخمی

طالبان اور فوج کے مابین مذاکرات

خباب اسماعیل

تحریک طالبان پاکستان اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی خبریں تواتر سے آرہی ہیں۔ یہ مذاکرات کس پس منظر میں ہو رہے ہیں.....حکومت کا اندرون خانہ کیا حال ہے اور اخباری خبروں اور پریس کانفرنسوں میں 'ناک بچانے' کے لیے کیا موقف ہے...... تحریک طالبان پاکستان کی مذاکرات کے حوالے سے کیا سوچ ہے اور برسرِ زمین صورت حال کس چیز کی نشان دہی کرتی ہے...... یہ تمام سوالات ہیں جن کے قابل تشفی جوابات حکومت کے پاس تو نہیں ہیں لیکن مجاہدین کی قیادت تمام واقعات کا بغور جائزہ لیتی ہے، معاملات کی اونچ نیچ اور اسرار و رموز سے واقفیت کے بعد باہمی مشاورت سے فیصلے کرتی ہے اور حالات کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے فہم و تدبر کے ساتھ اقدامات اٹھاتی ہے۔

نظامِ پاکستان تو ایسے گرداب میں پھنس چکا ہے کہ جس سے نکلنے کی کوئی سبیل دور دور تک نظر نہیں آتی۔ ایک دہائی تک کفار کی بے لوث خدمت کے باوجود کفار اس سے شاکی ہی نظر آتے ہیں۔ یہی نظام مجاہدین کے خلاف تمام تر حربے آزما لینے، ہر قسم کی وحشت اور ظلم بپا کرنے اور اپنے تمام ہتھیار استعمال کرنے کے بعد بھی (اخبارات اور ذرائع ابلاغ کے علاوہ) کسی ایک جگہ پر بھی مجاہدین کو ختم کرنے یا شکست دینے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ سوات، مالاکنڈ، شمالی و جنوبی وزیرستان، اورکزئی، مہمند، کرم، خیبر ایجنسیوں میں مجاہدین کا مقابلہ کرتے ہوئے پاکستانی فوج بُری طرح پِٹ چکی ہے جب کہ ان تمام علاقوں میں مجاہدین موجود بھی ہیں اور فوج اور اس کے خفیہ اداروں کا استقامت کے ساتھ مقابلہ بھی کر رہے ہیں۔

دوسری طرف امریکہ کا افغانستان سے چل چلاؤ ہے......وہاں سے امریکہ اپنی افواج کے کُلّی انخلا سے پہلے کچھ ایسا کرنا چاہتا ہے کہ جس کی بنیاد پر امریکی عوام کو افغانستان سے ذلت و رسوائی سمیٹتی فوج کے چہرے پر فتح کا لیبل لگا دکھائی دے۔ اسی لیے اُس نے اپنے غلامِ بے دام نظامِ پاکستان کے گرد کسی نہ کسی طرح گھیرا تنگ کرنے کی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ اس ساری صورت حال میں قابضینِ پاکستان ایک طرف اپنے آقاؤں سے Do More کے جوتے کھا رہے ہیں (انکار کی صورت میں مہمند جیسے واقعات کے ذریعے صلیبی آقا انہیں ان کی اوقات بھی یاد دلا دیتے ہیں)۔ جب کہ دوسری جانب مجاہدین کے خلاف میدان میں اتاری گئی ڈیڑھ لاکھ سے زائد فوج، مجاہدین کے پے در پے حملوں سے نڈھال اور پریشان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ چند ماہ میں فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی طرف سے متعدد بار مجاہدین سے مذاکرات کرنے کے لیے رابطے کیے جاتے رہے ہیں۔

مذاکرات کے لیے حکومتی موقف:

حکومت کے حلقے سُبکی اور شرمندگی سے بچنے کے ہر سطح پر مذاکرات کی تردید کر رہے ہیں۔ کیا فوج اور کیا وزارت داخلہ......کیا کیانی اور کیا گیلانی......سب کے سب یک آواز ہو کر میڈیا پر یہی کہتے ہیں کہ کسی قسم کے کوئی مذاکرات نہیں ہو رہے۔ طالبان کو مذاکرات سے پہلے ہتھیار رکھنے ہوں گے، پہاڑوں سے نیچے آنا ہوگا، قانون اور آئین کی بالادستی قبول کرنا ہوگی......وغیرہ وغیرہ

اندرونِ خانہ کیا ہورہا ہے:

لیکن اندرون خانہ یہی فوج اور حکومت مجاہدین سے رابطے بڑھانے اور مذاکرات کی میز کسی بھی قیمت پر سجانے کے لیے تیار نظر آتی ہے۔ اب تو ذرائع ابلاغ نے بھی کھُل کر بیان کرنا شروع کر دیا ہے اور یہ سرخیاں جمانا شروع کر دی ہیں کہ ''حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات......اب راز، راز نہیں رہا''۔

بالادست کون؟

سوال یہ ہے کہ جب ساری دنیا کے سامنے ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ 'ہتھیار رکھنے تک طالبان سے بات چیت نہیں ہوگی' تو پھر مذاکرات کیوں کر ہو رہے ہیں اس کا جواب انتہائی سادہ ہے اور وہ یہ کہ ہر طرف سے موت اور تباہی کو سامنے دیکھ کر طالبان مجاہدین کے آگے ہاتھ جوڑنے کے سوا کوئی چارہ بھی نظر نہیں آرہا اور طالبان سے مذاکرات کے نتیجے میں آقاؤں کی ناراضی اور سیکولر میڈیا کی بے تُکی چڑھائی کا بھی خوف دامن گیر ہے۔ ان کی تو حالت اس قدر پتلی ہے کہ شیطان ملک اگر کبھی طالبان کا 'شکریہ' بھی ادا کر دے تو ذرائع ابلاغ اُس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اس ذرا سی جسارت پر اُسے بے نقط سنانے لگتے اور اُس کی مٹی پلید کرنے لگتے ہیں۔ اس صورت حال میں ایک طرف سے 'پہاڑوں سے اترو، اسلحہ پھینکو، رِٹ تسلیم کرو' جیسے 'ہوائی فائر' کیے جا رہے ہیں جب کہ دوسری جانب بغیر ہتھیار رکھوائے پہاڑوں کے باسیوں سے اُنہی پہاڑوں میں بات چیت کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

> **پاکستان کسی بھی صورت میں آزاد قبائل میں اپنی فوج کو رکھنا afford نہیں کرسکتا۔ جلد یا بدیر وہاں سے فوجی انخلا ہونا ہی ہے اب یہ پاکستان کی فوج پر منحصر ہے کہ اپنے مزید کتنے اہل کاروں کی قربانی دینے کے بعد وہ اس فیصلے پر عمل درآمد کرتی ہے۔ رہی بات 'پہاڑوں سے نیچے اترنے' کی دعوت دینے والوں کی تو وہ یاد رکھیں کہ سرزمینِ خراسان کے پہاڑوں کی تاریخ گواہ ہے کہ ان پہاڑوں سے جب بھی اسلام کے فرزند نیچے اترے ہیں تو سندھ و ہند کے میدان اُن کے پاؤں میں بچھتے چلے گئے ہیں۔**

26 نومبر: صوبہ فراہ............ضلع گلستان............مجاہدین سے جھڑپ............6 امریکی فوج ہلاک۔

''دفاعِ افواج پاکستان کانفرنس''

محمد لوط خراسانی

کسی ذمہ دارانہ جذبہ کے تحت سوال نہ پوچھنا اور اتفاقیہ طور پر کسی پوچھ لیے گئے سوالات کے غیر منطقی، غیر ذمہ دارانہ اور غیر تسلی بخش جواب پر مطمئن ہو جانا اور جرح نہ کرنا ہمارے ہاں عادت سی بن گئی ہے۔ایک امت واحدہ کے جسم سے کٹ کر پاکستان کے ٹکڑے کو ہی سرِدست عین حق مان لیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ The Father land for the Pak Nation نامی کتاب کے مندرجات سے لے کر لمحہ موجود تک، اسی عادت کی بنا پر ہم کئی المیوں سے گزر چکے ہیں۔

جرائم کے ارتکاب اور مجرمانہ غفلتوں پر مقتدر قوتوں اور 'راہ نماؤں' کے محاسبے کی روایت ہمارے معاشرے میں ایک منظم سازش کے تحت پنپنے ہی نہیں دی گئی۔اسی غیر ذمہ دارانہ رویے کی وجہ سے نہ کل تقسیم ہندوستان پر چوہدری رحمت علی کے اعتراضات کو سنجیدہ لیا گیا اور نہ ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر فوج کو انصاف کے کٹہرے کھڑا کیا گیا۔اُلٹا یہ بے سری اور بے تکی لے اٹھی کہ ''فوج نے پاکستان بچا لیا''۔اگر اس وقت فوج کا اس کے جرائم کی بنا پر گریبان پکڑا جاتا تو شاید آج ہم یہ دن نہ دیکھتے اور ایک غیرت مند اور با اختیار قوم کی طرح سر اٹھا کر جی رہے ہوتے۔

المیہ پر المیہ یہ ہوا کہ کجا یہ کہ ان مجرمانہ غفلتوں پر سزائیں دی جاتیں الٹا ہمارے ہاں فوج کے لیے ہمدردیاں ہی اکٹھی کی گئیں۔یہ اکا دکا مثالیں ''دیگ کے چند چاول ہیں'' اور فوج اور اس کے ہمدردوں کی شکست خوردہ کیفیت پر فخر کے تمغے سجا لینے کی اجتماعی نفسیات یہی ہے۔یہی وجہ تھی کہ راشد منہاس کا کورٹ مارشل کرنے کی بجائے (اس دن اس کی اپنی اکیلی فلائٹ تھی! پھر جیٹ کے Taxi شروع کرنے کے بعد تو وہ کسی کو بھی اس میں سوار نہ کر سکتا تھا...... پھر کیا ہوا، اصل واقعہ کسی کو معلوم نہیں مگر اس پر ایک کہانی فوج نے گھڑی اور ہمارے دانش وروں اور راہ نماؤں نے ہمیں رٹوا دی) اس کی مجرمانہ غفلت کی بنا پر ہونے والے حادثے پر اس کو نشان حیدر دے کر فطری طور پر پیدا ہونے والی نفرت کو محبت میں بدل دیا گیا۔شراب کے نشے میں دھت فوجی افسر کو ہلاکت کے بعد نشان حیدر دینا بھی اسی نفسیات کی عکاسی ہے۔

کارگل ایڈونچر سے لے کر گذشتہ کچھ عرصے میں امریکہ اور نیٹو کے ۸ حملوں میں (جو میڈیا کو معلوم ہوئے یا ہونے دیے گئے) ہلاک ہونے والے ۷۲ فوجیوں اور ۲۵۰ سے زائد زخمی فوجیوں تک یہی غیر ذمہ دارانہ رویہ نظر آتا ہے۔ان ۳۲۲ ہلاک اور زخمی ''سورماؤں'' کے معاملے پر بھی ہمارے ہاں فوج کو کٹہرے میں لانے کی بجائے ''دائیں بازو والوں'' نے ان کے لیے ہمدردیاں ہی سمیٹ کر فوج کا دامن بھرا ہے۔گذشتہ گیارہ سال میں صلیبی جنگ کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے کے نتیجے میں جو کچھ ہوا اس کے لیے تو ایک دفتر درکار ہے۔اس بار بھی سلالہ پوسٹ پر ہوئے حملے کے بعد بھی فوج کے محاسبہ کی بجائے محبتیں اور ہمدردیاں اکٹھی کرنے کی کونسلیں بنائی گئی ہیں اور تمام تر ''توانائیاں'' خرچ کر کے کانفرنسیں کروائی جا رہی ہیں، فوج پر Shame کے تین حروف بھیجنے کی بجائے Proud کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔

قارئین کوفت میں مبتلا ہوں گے کہ لاہور میں ۱۸ دسمبر ۲۰۱۱ء کو تو ''دفاع پاکستان کانفرنس'' ہوئی تھی، یہ ''دفاع افواج پاکستان کانفرنس'' کہاں سے آ گئی؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ راقم نے کسی مصلحت کی بنا پر پوشیدہ رکھے جانے والے لفظ (افواج) کو صرف ظاہر کیا ہے۔اس کانفرنس کی ساری روداد دیکھ کر جامعیت کا حامل ایک مختصر سا تاثر یہ بنتا ہے کہ ہماری قوم حکمرانی اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں بالکل نابلد ہے۔آئی ایس آئی کی ایما اور تحریک پر منعقد کی جانے والی اس کانفرنس، جس میں وہ تمام چہرے جو آئی ایس آئی کی نرسری کی پنیری ہیں وہ جس پروگرام پر مناسب سمجھتی ہے انہیں لگا دیتی ہے، اسٹیج پر بیٹھے نظر آئے' اس سے کس کو کیا پیغام دیا گیا جو ثمر آور ہو گا؟ سلالہ پوسٹ پر ہوئے حملے اور اس سے منسلک غفلت کے ازالے کے بارے میں کون سا منطقی لائحہ عمل طے ہوا؟ دفاع افواج پاکستان کے علم بردار علما و زعمائے ملت میں سے کسی نے بھی ناپاک فوج سے یہ پوچھنے کی جسارت کیوں نہ کی!

> ناپاک فوج کی حیثیت امریکہ کے سامنے جاگیردار کی اس لونڈی کی سی ہے جو اس پر بے پناہ ظلم و تشدد کرتا ہے مگر وہ 'بے چاری' روٹی روزی کی خاطر اس ظالم جاگیردار پر نہال ہوئی رہتی ہے۔افغانستان میں سابق سفیر ایاز وزیر نے بڑا سچّا تبصرہ کیا ہے کہ ''اگر دوبارہ حملہ ہو گیا تو ہم جوابی کارروائی کے بیانات کے حوالے سے کیا کریں گے؟ ہم امریکہ سے جنگ برداشت نہیں کر سکتے''۔

۱۔ مشرقی سرحد پر تعینات ایک عام توپچی سپاہی بھارت کی طرف سے آنے والے ایک گولے کے جواب میں دس گولے مار کر ''بھارتی گنوں کو خاموش'' کروا دیتا ہے اور کسی بڑے افسر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں سمجھتا تو سلاسلہ پوسٹ پر ہلاک ہونے والا وہ میجر ۳ گھنٹے تک اجازت کیوں مانگتا رہا؟ اور اس کو اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

۲۔ پاکستان کے چپہ چپہ کی حفاظت کا حلف دینے والے ان فوجی افسروں اور

28 نومبر: صوبہ غزنی............ضلع اندڑ............بارودی سرنگ دھماکے............افغان نیشنل آرمی کی تین گاڑیاں کرتباہ............16 افغان فوجی ہلاک

جوانوں سے اس حلف کو نہ نبھانے کے بارے میں کیوں نہ پوچھا گیا؟ ان کے لیے کوئی سزا تجویز کیوں نہ ہوئی؟

۳۔ فوج سے کیوں حساب نہ لیا گیا کہ امریکہ کے حملوں میں ۳۲۲ ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجیوں کی اوقات اوباما کی طرف سے صرف ایک تحریری معذرت کا مطالبہ ہے؟

۴۔ جنرل کیانی سے کیوں سوال نہ پوچھا گیا کہ تم نے مغربی سرحد پر صرف امریکی حملے کی صورت میں کس آئینی شق کے تحت جواب نہ دینے کی پابندی لگائی ہوئی ہے؟ حالانکہ افغان فوج حملہ کرے تو میڈیا فوری طور پر'' جوابی کارروائی'' کی رپورٹنگ کرتا ہے۔

۵۔ بھارت کو دھمکی لگانے اور قومی وسائل کو لوٹنے والی اس ناپاک فوج سے خلائی جنگوں کے دور میں داخل ہونے والی دنیا کے اندر، اس کے اتنے سست اور نااہل'' کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم'' پر محاسبہ کیوں نہ کیا گیا؟

مجرمانہ غفلتوں سے صرف نظر کرنے والی نفسیات سے یہ محض چند سوالات ہیں وگرنہ اگر اسلامی نظام عدل کے مطابق جرح کی جائے تو ہر توجیہی جملے پر کئی مزید سوالات کا سامان کرنا پڑے۔ دفاع افواج پاکستان کانفرنس میں ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اصل ہدف تنقید فوج کی بجائے جمہوری حکومت کو بنایا گیا ہے۔ جب کہ جمہوری حکومت تو اپنے آپ کو قائم رکھنے کے لیے بھی امریکہ اور افواج پاکستان کے تر لے لے رہی ہے۔

اس کانفرنس میں ہر کسی کی زبان سے'' اب جارحیت کی تو منہ توڑ جواب دیا جائے گا'' کی چیخ چیخ سن کر بے اختیار'اِب کے مار' کا لطیفہ یاد آتا ہے۔ معلوم نہیں یہ سب'' مشاہیرِ پاکستان'' جارحیت سے کیا مراد لیتے ہیں؟ ان بعض مشاہر کی'' نادانیوں'' پر تو اب ان سے '' ہمدردی'' سی ہونے لگی ہے۔

ناپاک فوج کی حیثیت امریکہ کے سامنے جاگیردار کی اس لونڈی کی سی ہے جو اس پر بے پناہ ظلم و تشدد کرتا ہے مگر وہ 'بے چاری' روٹی روزی کی خاطر اس ظالم جاگیردار پر نہال ہوئی رہتی ہے۔ افغانستان میں سابق سفیر ایاز وزیر نے بڑا سچا تبصرہ کیا ہے کہ'' اگر دوبارہ حملہ ہو گیا تو ہم جوابی کارروائی کے بیانات کے حوالے سے کیا کریں گے؟ ہم امریکہ سے جنگ برداشت نہیں کر سکتے''۔

آخر میں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عنقریب اہل ایمان کے قتل اور ان کے مال و املاک کی تباہی کے لیے نیٹو سپلائی بحال کر کے ناپاک فوج غلاظت میں لتھڑا ہوا ایک جوتا اس کانفرنس کے سر پر دے مارے گی اور یہ لوگ'' وسیع تر قومی مفاد'' میں'' خطے کی صورت حال'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے پھر کسی'' لالی پاپ'' کو چوس کر'' بچے'' کی طرح'' بہل'' جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: طالبان اور فوج کے مابین مذاکرات

اس سے یہ حقیقت تو مکمل طور پر عیاں ہوگئی کہ مذاکرات میں بھی بالادست قوت بہرحال مجاہدین ہی ہیں جو اپنی شرائط اور اپنی مرضی ومنشا کے مطابق مذاکرات کر رہے ہیں۔ جب کہ دبی، سہمی اور لاچاری کا شکار فوج مجبوراً مذاکرات کی کڑوی گولی نگل رہی ہے۔

طالبان کا موقف:

تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر مولوی فقیر محمد نے ۱۰ دسمبر کو اعلان کیا کہ '' ہمارے مذاکرات درست سمت بڑھ رہے ہیں، مذاکرات کی کامیابی کے بعد معاہدے پر دستخط کیے جائیں گے، اگر معاہدہ ہو جاتا ہے تو پھر سوات، مہمند، اورکزئی اور جنوبی وزیرستان میں بھی مذاکرات کیے جائیں گے، اسی سلسلے میں ۱۴۵ طالبان مجاہدین کو رہا بھی کیا گیا''۔ تحریک طالبان مہمند ایجنسی کے امیر عمر خالد نے واضح طور پر کہا کہ'' ایک حکمت عملی کے تحت لڑائی بند کی ہے، حملوں کی تیاری کے لیے کبھی کبھی جنگ بندی کرتے ہیں، تحریک طالبان میں ہر ایجنسی کے امیر کو مقامی سطح پر حالات دیکھتے ہوئے معاہدے کی اجازت ہے''۔

ہم ایک ہیں:

افغانستان میں امریکہ اور صلیبی اتحادی' طالبان مجاہدین سے مذاکرات کے لیے منتیں کر رہے ہیں لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے اولین اور بنیادی شرط ہی یہ رکھی ہے کہ تمام غیر ملکی افواج افغان سرزمین سے نکل جائیں۔ امیر المومنین ہی کی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے تحریک طالبان پاکستان نے بھی اپنی اولین شرائط میں یہی شرط مقدم رکھی ہے کہ پاکستانی فوج آزاد قبائل سے مکمل انخلا کرے تب ہی مذاکرات کی عملی صورت متوقع ہے۔ طالبان کی اسی شرط کے پیش نظر فوج نے اس شرط پر ابتدائی عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ پاکستانی وزیر دفاع احمد مختار نے کہا ہے کہ'' پاکستان نے پاکستان افغانستان سرحد پر ۸۸۰ چوکیوں سے اپنی فوج کو واپس بلا لیا ہے''۔

یہ بات تو طے ہے کہ جس طرح امریکہ افغانستان سے بھاگ نکلنے کی تیاری میں مصروف ہے اسی طرح اُس کا 'صف اول کا اتحادی ملک' پاکستان کسی بھی صورت میں آزاد قبائل میں اپنی فوج کو رکھنا afford نہیں کر سکتا۔ جلد یا بدیر وہاں سے فوجی انخلا ہونا ہی ہے اب یہ پاکستان کی فوج پر منحصر ہے کہ اپنے مزید کتنے اہل کاروں کی قربانی دینے کے بعد وہ اس فیصلے پر عمل درآمد کرتی ہے۔ رہی بات 'پہاڑوں سے نیچے اترنے' کی دعوت دینے والوں کی تو وہ یاد رکھیں کہ سرزمین خراسان کے پہاڑوں کی تاریخ گواہ ہے کہ ان پہاڑوں سے جب بھی اسلام کے فرزند نیچے اترے ہیں تو سندھ و ہند کے میدان اُن کے پاؤں میں بچھتے چلے گئے ہیں۔ سو انتظار کر و تھوڑا سا کہ ان پہاڑوں کے باسی یہاں سے نیچے اتریں اور اس طاغوتی نظام کو لپیٹ دینے کا سامان فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ کی کامل حکمرانی کی داغ بیل ڈال کر مسلمانانِ پاکستان کی تمناؤں کو پورا کریں، ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆☆

28 نومبر: ہلمند ....ضلع نوزاد............ بارودی سرگ دھماکے............ امریکی فوج 8 ٹینک تباہ............ ان میں سوار تمام فوجی ہلاک

پاکستانی سیکورٹی اداروں کے ظلم وتعدی کی چندتازہ مثالیں

عالمی اسلامی میڈیا محاذ کے قائد ابوعمر عبدالمعید بن عبدالسلام کو کراچی میں شہید کردیا گیا

کراچی میں رینجرز نے گلستان جوہر کے علاقے میں عالمی اسلامی میڈیا محاذ کے قائد کو شہید کردیا۔۱۸ نومبر کو اڑھائی بجے رات اُن کی رہائش گاہ پر رینجرز نے کارروائی کی۔ کارروائی کے دوران ابوعمر بھائی فائرنگ سے شہید ہوگئے۔بعدازاں رینجرز اہل کاروں نے اپنی فطری بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن کے جسدخاکی کے پاس گرنیڈ کا دھماکہ کیا اور اگلے دن ذرائع ابلاغ میں یہ خبر جاری کی کہ'' دہشت گرد نے خودکو گرنیڈ دھماکے سے اڑادیا''۔

شہید ابوعمرؒ میڈیا کے میدان میں جہاد کی خدمت اور نصرت کا کام تندہی سے سرانجام دے رہے تھے۔آپ امریکی شہریت کے حامل بھی تھے لیکن دین اور جہاد کی محبت اور شہادت کی تڑپ میں دنیا کی تمام آسائشوں اور مستقبل کی تمام رعنائیوں کو ترک کرکے مہاجر فی سبیل اللہ کی حیثیت سے کاروانِ جہاد میں شامل ہوئے اور کراچی میں اپنی منزل کو پاگئے۔

کراچی میں پولیس نے ۳ مجاھدین کو مقابلے میں شہید کردیا۔

۵ دسمبر کو کراچی پولیس نے کورنگی کے علاقے اللہ والا ٹاؤن میں مقابلے میں ۳ مجاہدین کو شہید کردیا، جب کہ ۲ پولیس والوں کے زخمی ہونے کی خبر بھی جاری کی گئی۔شہید ہونے والے مجاہدین میں شاہد خان، موسیٰ خان اور عامر خان شامل ہیں۔اخباری اطلاعات کے مطابق مجاہدین کی شہادت کے بعد پولیس نے وہاں موجود شاہد بھائی کی اہلیہ اور ۵ ماہ کے بچے سمیت ایک مجاہد ساتھی کو بھی حراست میں لے لیا۔اطلاعات کے مطابق شاہد شہیدؒ کے ۵ ماہ کے بیٹے پر بھی پولیس نے بدترین شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تشدد کیا جب کہ شاہد بھائی کے جنازے کے موقع پر پولیس مزید ۸ افراد کو گرفتار کرلیا۔پولیس اور ایجنسیوں کی حراست میں موجود شاہد شہیدؒ کی اہلیہ کو ۱۴ دسمبر کو پریس کے سامنے پیش کیا گیا۔اس موقع پر اُن کا نقاب بھی اتارا گیا اور اُن سے لاہور میں سری لنکن ٹیم پر ہوئے حملہ سے لے کر کراچی میں ہوانے والی تمام کارروائیوں کا زبردستی اعتراف کروایا گیا۔اللہ تعالیٰ ان بدبختوں کو اپنے شیروں کے ذریعے کیفرِ کردار تک پہنچائے اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کرے۔

اڈیالہ جیل سے لاپتہ ہونے والے مزید دو افراد کو خفیہ ایجنسیوں نے شہید کردیا

اڈیالہ جیل سے لاپتہ ہونے والے گیارہ افراد میں سے محمد عامر کے بعد مزید دو افراد خفیہ ایجنسیوں کی تعذیب کا نشانہ بنتے ہوئے زندگی کے قید سے آزاد ہوگئے، جنہیں صوبہ سرحد میں سپرد خاک کردیا گیا۔اب تک گیارہ افراد میں سے ۳ شہادت کی منزل پا چکے ہیں۔ان گیارہ افراد کو دہشت گردی کے مختلف مقدمات میں بری ہونے کے باوجود آئی ایس آئی نے اڈیالہ جیل سے رہائی کے وقت اپنی تحویل میں لے لیا تھا جس کے خلاف لاہور ہائی کورٹ راول پنڈی بنچ میں درخواستیں بھی زیرسماعت ہیں۔پرویز مشرف حملہ کیس، حمزہ کیمپ، کامرہ راکٹ حملہ اور تھانہ آر اے بازار حملہ کے مقدمات میں شفیق الرحمٰن، ڈاکٹر نیاز، محمد عامر، عبدالصبور، عبدالماجد، گل روز خان، سید عرب، تحسین اللہ، عبدالباسط اور مظہر الحق وغیرہ بری ہوگئے تھے، جس کے بعد انہیں اڈیالہ جیل ہی سے آئی ایس آئی نے اپنی حراست میں لے لیا۔تحسین اللہ اور سید عرب ۷ دسمبر کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کی ایک وارڈ میں ملے تھے۔جن کے جسموں کو آئی ایس آئی کے وحشی کارندوں نے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا تھا، تحسین اللہ ۷ دسمبر کو ہی شہید ہوگئے جب کہ سید عرب ۱۸ دسمبر کو شہید ہوئے۔تحسین اللہ کو جلوزئی کیمپ پشاور اور سید عرب کو چھوٹا لاہور ضلع صوابی میں سپرد خاک کیا گیا، یہ دونوں طالب علم تھے۔ان گیارہ افراد میں سے آٹھ افراد دہشت گردی کے مقدمات میں بری ہونے کے باوجود تاحال آئی ایس آئی کی تحویل میں ہیں۔

شیخ اسامہؒ کی اہلیہ محترمہ نے بھوک ہڑتال شروع کردی

شیخ اسامہ بن لادنؒ کی یمنی اہلیہ امل صاحبہ نے اپنی رہائی میں تاخیر کے خلاف احتجاجاً تادم مرگ بھوک ہڑتال شروع کردی۔محترمہ امل صاحبہ کے بھائی زکریا احمد نے خبر رساں ادارے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے بتایا ان کی بہن نے ۱۰ دسمبر سے بھوک ہڑتال شروع کی ہے جو ان کی رہائی تک جاری رہے گی۔

رواں برس 2 مئی کو ایبٹ آباد میں شیخ اسامہ بن لادنؒ کے خلاف امریکی کارروائی میں محترمہ امل صاحبہ ٹانگ پر گولی لگنے سے زخمی ہوگئیں تھیں۔شیخ اسامہ بن لادنؒ کی شہادت کے بعد ان کی یمنی اہلیہ محترمہ امل صاحبہ، 2 سعودی بیوائیں، اور 12 بچے حکومتِ پاکستان کی تحویل میں ہیں۔اہلیہ امل صاحبہ کے بھائی کا کہنا ہے کہ کمیشن کے سربراہ جاوید اقبال کے بیان کے مطابق اب کمیشن کو محترمہ امل صاحبہ سے مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں لیکن حکومت ان کی بہن کو رہا کرنے سے انکار کررہی ہے۔

ذکریا احمد نے بتایا کہ مجھے اپنی بہن کی رہائی کے لیے پاکستان آئے ایک ماہ ہو چکا ہے لیکن تب سے لے کر اب تک حکام کبھی کہتے ہیں آج رہا کیا جائے گا تو کبھی 3 دن کا وقت دیتے ہیں، محترمہ امل صاحبہ سمیت اہلِ خانہ کی ذہنی اور جسمانی حالت خراب ہوتی جارہی ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے خاموشی توڑتے ہوئے رہائی تک بھوک ہڑتال شروع کردی ہے۔

☆☆☆☆☆

28 نومبر: صوبہ غزنی.........ضلع انڈر.........بارودی سرنگ دھماکے.........امریکی فوج اور افغان آرمی تین گاڑیاں تباہ.........16 امریکی وافغان فوجی ہلاک

دلوں کے حکمراں دیکھو!!!

کاشف الخیری

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جہاد وقتال کی برکات سے امت مسلمہ بیدار ہورہی ہے۔شریعت کی خاطر قربانیاں دینے والوں پر فخر کرنے کی مبارک روایات زندہ ہورہی ہیں۔شہدائے فی سبیل اللہ کے خون کی خوشبو سے مسلم خطے مہک رہے اور اس خون کی ضیاپاشیوں سے کفر کے اندھیرے بھی چھٹ رہے ہیں اور مسلمانوں کے اذہان پر چھائے غلامی کے گہرے سائے بھی کافور ہورہے ہیں۔مجاہدینِ اسلام کی محبت اور الفت دلوں میں گھر کر رہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش ہائے مبارک سے روشنی اور نور حاصل کرنے والے اسلام کے بیٹوں کی پاکیزہ زندگیوں پر رشک بھری نظروں سے دیکھنے اور اِنہی راہوں کے مسافر بننے کی تڑپ سینوں میں موجزن ہورہی ہے۔

ویسے تو دنیا کے ہر خطے میں محسنینِ امت کو پہچاننے اور اُن ہی کو امت کے درد کا درماں سمجھنے والے مسلمانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ہر جگہ ایمان کی بہاریں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔لیکن پچھلے چند ہفتوں میں جہاد اور مجاہدین سے محبت اور قلبی تعلق کی عملی مثالیں ایسے خطوں سے سامنے آئیں جہاں لادینیت اور اسلام دشمنی میں اپنا ثانی نہ رکھنے والے گروہ کا قبضہ کئی عشروں پر محیط ہے۔جی ہاں! ایمان کی یہ تازہ ہوائیں، جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی یہ بادِ بہاری ترکی جیسے سیکولر ملک سے آرہی ہیں۔۹ عشروں کے بعد اقبال مرحوم کے الفاظ کی صحیح تعبیر سامنے نظر آرہی ہے کہ

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

یہ سحر پیدا ہی نہیں ہوئی بلکہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ مبارک اور روشن دن میں تبدیل ہورہی ہے۔۱۴۳۳ سن ہجری کے ابتدائی ایام میں ترکی کے دارالحکومت استنبول کی تاریخی الفاتح مسجد میں وزیرستان اور افغانستان میں شہید ہونے والے مجاہدین کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد شرکا نے ایک مظاہرے کا اہتمام کیا،اس مظاہرے میں وزیرستان میں شہید ہونے والے ترک نوجوانوں کے اہل خانہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ان مظاہرین نے وزیرستان میں شہادت کا رتبہ پانے والے ترک مجاہدین کی تصاویر اٹھا رکھی تھیں۔اس کے ساتھ اکثر مظاہرین کے ہاتھوں میں شیخ اسامہؒ، شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ انور العولقی رحمھم اللہ کی تصاویر بھی تھیں۔شہید قائدینِ جہاد کی تصاویر کے ساتھ مظاہرہ میں شرکت کرتے ہوئے شرکا نے تنظیم القاعدہ کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کیا۔

یہ تصاویر انٹرنیٹ پر مختلف جہادی فورموں پر نمایاں انداز میں نشر کی گئیں۔ایک مجاہد بھائی نے ان تصاویر پر بہت جان دار الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ

''ترکی جیسے مغرب زدہ ملک میں اس نوعیت کا مظاہرہ اہل ایمان کے لیے مژدہ جاں فزا سے کم نہیں......ہمارے نزدیک شرکا کی مختصر تعداد کے باوجود،اس کے انتہائی اور دور رس گہرے اثرات رونما ہوسکتے ہیں......ان شاء اللہ اس مظاہرے کے بعد،صلیبی غباروں سے ہوا نکلنے کا عمل مزید تیز ہوجائے گا......

اب اس حقیقت کو نہیں چھپایا جاسکتا کہ عالمی جہادی تحریک اور اس کے نظریات مسلمان معاشرے کا مستقل حصّہ بن چکے ہیں......ترکی کے مسلمانوں کا القاعدہ کے ساتھ اظہار یکجہتی اس بات کا اعلان ہے کہ کفر واسلام کے عالم گیر معرکوں میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے تمام شہدا اسی امت کا قابل فخر سرمایہ ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان اپنے شہدا کے نقش قدم پر چلنے کے لیے تیار ہیں......اور اب یہ مبارک جہاد، اللہ کی نصرت اور مدد سے اہل ایمان اور اسلام کی مکمل فتح تک جاری رہے گا......وما ذلک علی اللہ بعزیز''۔

بلاشبہ ہمارے اس مجاہد بھائی نے سو فیصدی ٹھیک لکھا کہ یہ مبارک جہاد، اللہ کی نصرت اور مدد سے اہل ایمان اور اسلام کی مکمل فتح تک جاری رہے گا۔اسی طرح تیونس کے مسلمانوں میں بھی کئی دہائیوں کے کٹھن زدہ اور اسلام بےزار ماحول کا سامنا کرنے کے باوجود حُبِّ جہاد اور جذبہ شہادت ماند نہیں پڑسکا۔دولۃ العراق الاسلامیہ میں روافض (شیعوں) کے ہاتھوں شہید ہونے والے مجاہد یسری الطریقی (ابوقدامہ التیونسیؒ) کا جسد خاکی تیونس پہنچا تو عامۃ المسلمین کا دینی ولولہ اور جہادی جذبہ دیدنی تھا۔ابوقدامہ عراق میں طویل عرصے تک صلیبی اور مرتد افواج سے برسرپیکار رہے اور بالآخر روافض کفار کا بےجگری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔تیونس پہنچنے کے بعد جب اِن کے جسد خاکی کو آخری دیدار کے لیے رکھا گیا تو شہید کے چہرے پر نورانی مسکراہٹ اور بےپایاں سکون واطمینان دیکھ کر حاضرین اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے رہے اور جہاد کے راستوں پر چلنے کا عزم دہراتے رہے۔مسلمانوں کی کثیر تعداد نے شہید کا نمازِ جنازہ ادا کیا۔اس موقع پر شہید کے والد دیکھنے والوں کو عزم وہمت کے کوہِ گراں محسوس ہورہے تھے۔اُن کا چہرہ خوشی،بشاشت اور لازوال کامیابی مل جانے کے جذبات کی عکاسی کررہا تھا۔اُن کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اور جملے جہاد،شہادت،رضائے رب اور مجاہدین کے لیے دعاؤں میں گندھے ہوئے تھے۔جب کہ شرکائے جنازہ نے عالمی تحریک جہاد کے پرچم تھام رکھے تھے،وہ شہید ابوقدامہ التیونسیؒ کو شہادت کی مبارکبادیں رہے تھے اور ان کے جہادی مشن کو جاری رکھنے کا عہد کررہے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

29 نومبر: صوبہ بغلان............ضلع مرکزی............بارودی سرنگ دھماکہ......صلیبی فوج کا ایک ٹینک بارودی تباہ............5 فوجی ہلاک......2 زخمی

مصر اور تیونس......انتخابات میں ''جمہوری اسلام پسندوں'' کی کامیابی

حافظ احسان الحق

اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے انسان کو اپنا پیغمبر بنا کر زمین پر بھیجا اور سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو انہیں کہا گیا فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرۃ: ۳۸) ''جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو ان کے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔ چنانچہ نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کی بعثت کا سلسلہ چلتا ہوا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر تکمیل کو پہنچا۔ کتنے ہی انبیاء ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف بلایا تو ان کی دعوت پر ایک فرد نے بھی لبیک نہیں کہا اور انہوں نے راہِ حق میں جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ ان کی امت نے ان کی تکذیب کی اور انہیں شہید کر دیا لیکن ہر اہل ایمان جانتا اور عقیدے کے طور پر مانتا ہے کہ وہ ناکام نہیں ہوئے اگرچہ ان پر کوئی ایمان نہ لایا اور ان کی جان بھی اس راستے میں قربان ہوئی۔ اہل حق کی کامیابی راہِ حق پر چلتے رہنا اور رضائے الٰہی کو مقصود بنائے رکھنا ہے۔ اگر انہیں اللہ کی نصرت و مدد سے غلبہ نصیب ہو جائے تو پھر بھی ان کی کامیابی راہِ حق پر چلنے اور چلانے اور اللہ کی رضا کو مطلوب و مقصود بنانے میں پنہاں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا اور قرآن کے مطابق وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلاَّ قَلِيلٌ (ھود: ۴۰) ''اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے مگر بہت تھوڑے''، صرف ۸۰ ایمان والے بنے۔ اکثریت نے حضرت نوحؑ کو رد کر دیا، ان کا مذاق اڑایا اور انہیں گمراہ کہا۔ اگر اہل ایمان حق و باطل کا تعیّن اکثریت کی بنیاد پر کریں گے تو حضرت نوحؑ کو باطل مان کر اپنا ایمان برباد کرنا ہوگا۔ اس لیے اہلِ حق کا کام حق کے راستے پر ایمان و اخلاص کے ساتھ چلنا ہے، بغیر کسی مداہنت، تلبیس حق و باطل اور کتمانِ حق کے حق کو پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ نمایاں رکھنا ہے اور خود اس کے ساتھ پوری شدت اور استقامت کے ساتھ وابستہ رہنا ہے۔ بدلتے حالات میں دینِ حق کو اپنی اصل کے ساتھ خالص رکھنا اہلِ حق کی ذمہ داری ہے۔

ہمیں یہ بات ازبر رکھنی چاہیے کہ مسلمان اس دنیا میں بے حمیتی اور مغلوبیت کی زندگی بسر کرنے کے لیے نہیں آئے کہ وہ اہل کفر کی چاکری کو اعزاز سمجھیں اور دنیا بھر میں ان کے غلبہ و اقتدار کو خوشی خوشی قبول کیے رکھیں۔ اہل ایمان غیرت سے زندہ رہتے ہیں اور عزت کی موت کو گلے لگاتے ہیں۔ ان دو کے درمیان بے حمیتی کی زندگی کو اختیار نہیں کر سکتے۔ مسلمان کا ایمان اسے فطری طور پر غیرت مند اور شجاع بناتا ہے۔ اگرچہ اہل کفر کے نظام کا جبر یا پچکا چونداس پر مسلسل اثر انداز ہونے کی بھرپور سعی کرتے ہیں۔

گذشتہ برس دسمبر میں عالم عرب میں مسلمانوں نے طاغوت اکبر امریکہ کے کٹھ پتلی حکمرانوں کے جبر و تشدد اور ظلم و عدوان کے خلاف تحریکوں کا آغاز کیا اور ان تحریکوں کو عالم عرب کی بہار (Arab Spring) کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ان تحریکوں کے پس منظر میں بہت سی دجالی اور شیطانی قوتوں نے بھی اپنے گھٹیا مفادات کے حصول کے لیے خفیہ شمولیت اختیار کر کے اپنے مرضی کے نتائج کے لیے بھرپور سعی کی۔ شیطان اور اس کے پجاریوں کا تو وطیرہ ہے کہ وہ خیر کے معمولی سے کام میں بھی اپنی نجاست اور شر کی ملاوٹ کی ہر ممکنہ کوشش کرتے ہیں۔ ان تحریکوں کے نتیجے میں لیبیا پر کئی سالوں سے مسلط طاغوت کے دورِ اقتدار کا عبرت انگیز خاتمہ ہوا۔ مصر کا جدید فرعون اپنے انجام کو پہنچا۔ یمن کے امریکی غلام حکمران کو اپنی حکمرانی چھوڑ کر سیاسی پناہ کے لیے فرار ہونا پڑا۔ شام میں ظالم حکمران نصیری شیعہ بشار الاسد کے خلاف تحریک عروج پر ہے۔ جب کہ تیونس کے مسلمانوں پر مسلط زین العابدین بن علی کو تحریک کے نتیجے میں ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

عالم عرب میں سب سے زیادہ واضح منظر نامہ اس وقت تیونس اور مصر کا ہے۔ مصر میں اخوان المسلمون نے انتخابات کے پہلے مرحلے میں ۵۰ فی صد ووٹ حاصل کیے ہیں۔ اس انتخابی کامیابی کے بعد اخوان کا کہنا ہے کہ ''وہ پارلیمنٹ میں سیکولر اور آزاد خیال اتحاد کا حصّہ بنے گی''۔ اکثریتی پارٹی کے طور پر ابھرنے والی اخوان المسلمون کی فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کے ترجمان محمود غزلان نے ۴ دسمبر کو ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ

> ''ہمارے بارے میں تحفظات بے بنیاد ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلّق نہیں۔ ہم اعتدال پسند اور جدت پسند اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں اور جبراً کسی چیز کا نفاذ نہیں کریں گے۔ ہماری جماعت نئی پارلیمنٹ میں سخت گیر سلفی اسلام پسندوں کی بجائے سیکولر اتحاد کا حصّہ ہوگی۔ انسانی حقوق کی محافظ غیر مذہبی ریاست کے لیے جدوجہد کی جائے گی''۔

مشرکین مکہ تو 'اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور دوسرے کو چھیڑو نہیں' کی بنیاد پر مسلمانوں سے مصالحت کے لیے نہ صرف تیار تھے بلکہ اسے دل سے قابل قبول حل سمجھتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیع البنیاد جمہوری حکومت کی تشکیل کے تمام امکانات کو قرآنی وحی کی روشنی میں رد کر دیا۔

اسی طرح فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کے سربراہ محمد Mursi نے کہا کہ

''انتخابات مصر میں جمہوریت کی جانب پہلا قدم ہے جس کے جیتنے والے پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوں گی۔ اگر ہم اقتدار میں آئے تو حزب اختلاف کو دبانے کی بجائے ذمہ داریوں میں حصّہ دار بنائیں گے۔ سیاسی یا سماجی اعتبار سے مصری مسلم یا عیسائی بھی تقسیم نہیں ہوں گے، جب کہ نئے آئین میں بھی کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ نئے آئین میں اسلامی قوانین کو بنیادی حیثیت حاصل ہوگی تاہم عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے مفادات کا بھی خیال رکھا جائے گا''۔

دوسری جانب مصر میں سلفی مسلک کی پیروکار ''النور'' کا کہنا ہے کہ ''اسرائیل کے ساتھ بعض شرائط کے تحت تعلقات قائم رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے''۔ النور کے عہدے داروں کا کہنا ہے کہ

''شریعت میں اسرائیل کے ساتھ معاملہ کرنے اور تعلقات کے قیام میں کوئی شرعی امر مانع نہیں۔ نیز سابق دور حکومت میں اسرائیل کے ساتھ طے پانے والے تمام امن معاہدے قابل احترام ہیں، ان پر عمل درآمد جاری رہنا چاہیے''۔

تیونس جہاں اخوانی فکر کی حامل حزب النہضہ الاسلامی نے الیکشن میں واضح اکثریت حاصل کی ہے اور ۲۱۷ نشستوں میں سے ۱۱۷ نشستیں جیت لی ہیں جب کہ باقی نشستوں پر مختلف جماعتوں کے لوگ کامیاب ہوئے ہیں۔ امریکہ نے تیونس میں اس انتخابی نتیجے کو تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''عرب میں آنے والے انقلاب کے بعد راسخ العقیدہ مسلمانوں کو جمہوری عمل میں قبول نہ کرنا غلط ہوگا۔ اسلام پسندوں کو جہاد سے روکنے کی خاطر انہیں حکومتوں میں شامل کرنے اور جمہوریتوں کا حصّہ بنانا ضروری ہے''۔ امریکی وزیر خارجہ نے اپنی ایک تقریر میں یہ بھی کہا کہ ''تیونس کی نومنتخب پارلیمنٹ میں خواتین کا تناسب امریکہ سے بھی بہتر ہے۔ النہضہ کے منتخب ارکان پارلیمنٹ کی آدھی سے زیادہ تعداد خواتین کی ہے۔ جن میں وہ خواتین بھی شامل ہیں جن کی صرف آنکھیں نظر آتی ہیں اور وہ بھی جو ہماری طرح اسکرٹ پہنتی ہیں''۔

اسی طرح النہضہ الاسلامی کے سربراہ راشد الغنوشی نے کہا ہے کہ ''النہضہ معاشی انصاف، شفاف طرزِ حکمرانی، احتساب اور اسلامی جمہوریت پر یقین رکھتی ہے''۔ حجاب کے بارے میں الغنوشی کا کہنا تھا کہ ''بچیوں کے سر سے حجاب نوچ لینا اتنا ہی برا ہے جتنا خواتین کو زبردستی برقعہ پہنانا۔ اسی طرح داڑھی رکھنا یا شیو کرنا انفرادی عمل ہے اور ریاست کو اس سے کوئی سروکار نہیں''۔ النہضہ نے اپنے پریس ریلیز میں کہا ہے کہ

''ہماری جماعت ۳۰ برس تک جبر برداشت کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ تیونس میں کثیر جماعتی سیکولر اور جمہوری نظام قائم کیا جائے گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ وہ لادینیت پسند ہیں بلکہ وہ میانہ رو حکمت عملی کے تحت محض الائنس کرنا چاہیں گے''۔

ہر اہل ایمان کو قرآن حکیم نے مخاطب ہو کر پوری وضاحت سے بتا دیا کہ اللہ نے ان کے لیے مکمل دین اسلام پسند کیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی دین کو لے کر مبعوث ہوئے اور اسی کے نفاذ اور نفوذ کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز گزارے۔ مشرکینِ مکہ کی طرف سے مکہ میں اقتدار کی پیش کش کو اس لیے ٹھکرا دیا کہ کفار کے ساتھ مل کر مصالحتی بنیادوں پر کوئی مشرک نظام چلانا دین اسلام کے ساتھ ناممکن ہے۔ ورنہ مشرکین مکہ تو 'اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور دوسرے کو چھیڑو نہیں' کی بنیاد پر مسلمانوں سے مصالحت کے لیے نہ صرف تیار تھے بلکہ اسے دل سے قابل قبول حل سمجھتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیع البنیاد جمہوری حکومت کی تشکیل کے تمام امکانات کو قرآنی وحی کی روشنی میں رد کر دیا کہ قرآن کا حکم ہوا:

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَOلَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَOوَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُOوَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْOوَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُOلَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِO

مدینہ میں ہجرت کر کے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میثاقِ مدینہ میں حَکَم اور فیصلہ کن حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی اور وہاں کوئی وسیع البنیاد حکومت تشکیل نہیں دی جس میں ہر باطل طبقے کو اقتدار میں شریک کیا گیا ہو۔ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام ایسا مصالحت پسند دین ہے جس کو ہر کفر اور باطل کے ساتھ قدم بقدم چلنے میں کوئی جھجک نہیں ہوتی تو اس کا یہ دعویٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تکذیب ہے۔ اور قرآن کی اس آیت کا انکار ہے

هُوَ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الصف: ۸)

اس لیے مسلمان اگر اقتدار میں آتا ہے تو خالص دینی بنیادوں پر نظام حکومت استوار کرتا ہے، جس کے نقوش عہد خلفائے راشدین سے مستعار ہوتے ہیں۔ اگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی بجائے رول ماڈل ترکی کا سیکولر نظام ہو تو نتیجہ خلافتِ اسلامیہ کی صورت میں کبھی نہیں نکل سکتا۔ جمہوری معاشرے اور جمہوری حکومتوں کی تشکیل اور استحکام کبھی بھی خلافت اسلامیہ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کفری بنیادوں پر اسلامی عمارت استوار کرنا دیوانے کا خواب یا احمقوں کا وہم تو ہو سکتا ہے، دانش منداہل ایمان کی بصیرت اس کو کبھی درست سمجھ کر قبول نہیں کر سکتی۔ اہل عرب کی تحریکوں کے نتیجے میں تبدیلی کا عمل اس وقت نتیجہ خیز سمجھا جا سکتا ہے جب خلافت اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے اور امریکہ اور اس کے حواریوں کی پسندیدہ جمہوریتوں کا نظام ٹھکرا دیا جائے۔ اہل حق اس صورت حال میں نظام خلافت اسلامیہ کو برپا کرنے میں اپنی تمام تر کوشش صرف کریں گے۔ ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا دینِ حق غالب ہو اور انہی قربانیوں کے نتیجے میں اپنی باطل جمہوریت کا بوریا بستر گول ہو، جس کے باطل ہونے پر مسلمانوں کے ممالک پچھلے دوسو سال گواہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

02 دسمبر: صوبہ لوگر............ضلع محمد آغہ............امریکی فوجی مرکز پر فدائی حملہ............متعدد امریکی فوجی ہلاک

ناکام بون کانفرنس اور فتح سے ہم کنار مجاہدین

سید عمیر سلیمان

جرمنی کے شہر بون میں افغانستان کے مستقبل کے بارے میں کوئی لائحہ عمل بنانے کے لیے کی جانے والی بون کانفرنس توقع کے عین مطابق بغیر کسی فیصلے کے ختم ہوگئی۔ بون کانفرنس کے بیان کردہ مقاصد میں افغانستان کی صورت حال بہتر بنانا، افغانستان سے صلیبی فوج کا باعزت انخلا اور انخلا کے بعد افغانستان کی سیکورٹی کا انتظام کرنا تھا۔لیکن سب جانتے ہیں کہ اس کانفرنس کا حقیقی مقصد افغانستان سے اتحادی افواج کے انخلا کی کوئی قابل قبول صورت تلاش کرنا تھا۔

تمام اتحادی ممالک کے سربراہان چند دن ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد اپنے گھروں کو رخصت ہوگئے۔ بون کانفرنس کی ناکامی کی وجہ بعض مبصرین کے ہاں پاکستان کا بائیکاٹ جب کہ بعض کے نزدیک طالبان کی عدم موجودگی ہے۔امارت اسلامیہ افغانستان سے نے اس بابت اعلامیے میں کہا کہ ایسی کانفرنس بلانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ صلیبی ممالک کے سربراہان نے نہیں بلکہ افغانستان کے مسلمانوں نے کرنا ہے اور افغانستان کے مسلمان فیصلہ کرچکے ہیں کہ وہ صلیبی اتحادیوں کو ملک سے ذلیل کرکے نکال کر ہی دم لیں گے اور افغانستان کا مقدر صرف شریعتِ اسلامی ہی ہے۔

افغانستان سے صلیبی افواج کا انخلا بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور انخلا کا دوسرا مرحلہ بھی شروع ہوگیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں ۶ صوبوں جن میں نمروز، تخار، سمنگان، کابل اور بلخ بھی شامل ہیں کا کنٹرول افغان فوج کے حوالے کیا جائے گا۔اس کے علاوہ صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کو نیٹو افواج نے مجاہدین کے حملوں کے خوف سے خالی کردیا ہے۔خوگیانی میں مجاہدین کے مسلسل حملوں سے تنگ آکر نیٹو افواج اپنے مراکز چھوڑ کر جلال آباد شہر منتقل ہوگئیں ہیں۔نیٹو فوجی ہیلی کاپٹروں اور فوجی گاڑیوں میں منتقل ہوئے۔اس دوران میں مسلسل فضائی نگرانی کی جارہی تھی اور نیٹو فوجی سڑک کے عین وسط میں چل رہے تھے تاکہ سڑک کنارے نصب بموں سے بچا جاسکے۔

اس سے پہلے بھی چند صوبے اتحادی افواج خالی کرچکی ہیں۔کنڑ کو سب سے پہلے ایک سال قبل اتحادی افواج کی جانب سے خالی کیا گیا تھا۔کنڑ کا کنٹرول افغان فورسز کے حوالے کرنے کے بعد حالات کی تصویر بی بی سی کی اس رپورٹ سے واضح طور پر سامنے آتی ہے:

> ''کنڑ سے اتحادی فوج کے انخلا کو ایک سال ہوچکا ہے اور اب صورت حال یہ ہے کہ وہاں سڑکوں پر طالبان کی طرف سے نصب کیے گئے بموں کے کریٹ جگہ جگہ دکھائی دیتے ہیں۔رات کو صوبے میں طالبان کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے اور طالبان کا ایف ایم ریڈیو تواتر سے جہاد کی ترغیب دے رہا ہے۔وہاں کے رہائشیوں نے ایک دریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ دریا کے اس پار طالبان ہیں اور جیسے ہی انہیں موقع ملا وہ یہاں آئیں گے اور بدلہ لیں گے کیونکہ اس گاؤں کے لوگوں نے اتحادی فوج کے ساتھ مل کر طالبان کے خلاف لشکر بنایا تھا۔ابھی ہم کھڑے تھے کہ تھوڑے فاصلے پر درجن بھر آدمی نظر آئے جو بندوقیں اور راکٹ لانچر اٹھائے ہوئے تھے اور اکثر نے افغان فوج کی وردیاں پہنی ہوئی تھیں،ہمیں بتایا گیا کہ یہ طالبان ہیں۔مقامیوں نے کہا کہ افغان حکومت کا کنٹرول صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر تک ہے۔اسی طرح ایک خاتون بی بی گل نے بتایا کہ اس کا بیٹا قتل ہوگیا تھا،وہ انصاف کے لیے مقامی عدالتوں میں گئی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔اس کے بعد وہ دریا پار گئی اور طالبان کے والی (گورنر) سے مل کر اسے اپنا مسئلہ بتایا۔طالبان گورنر نے اسے افغان حکومتی عدالت کے نام خط دیا جس میں لکھا تھا کہ اس خاتون کا مسئلہ شرعی طریقے کے مطابق فوری طور پر حل کیا جائے ورنہ وہ خود آکر حل کریں گے۔مقامی افغانوں کا کہنا ہے کہ جب طالبان کی طرف سے فوری انصاف ملتا ہے اور رشوت وغیرہ کا بھی کوئی مسئلہ نہیں تو لوگ خو بخود طالبان کے پاس جاتے ہیں۔ہر جمعہ کو طالبان کی عدالت لگتی ہے اور لوگ اپنے مسائل پیش کرتے ہیں جن میں چوری، ڈاکہ اور قتل وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں''۔

مکار امریکیوں نے انخلا کی صورت میں افغانستان میں مجاہدین کے غلبہ کو روکنے کے لیے ایک چال کے طور پر مقامی غنڈوں اور بدمعاشوں کو مسلح کرنا شروع کردیا ہے۔سی آئی اے کے سربراہ ایڈمرل میک ملن کے مطابق امریکہ افغانستان میں امن برقرار رکھنے کے لیے مسلح گروپ تیار کررہا ہے، جو افغان فوج اور پولیس کے علاوہ ہوں گے۔اب تک ۸۹۰۰ افراد کو مسلح کیا جاچکا ہے جب کہ ۲۰۱۳ء تک یہ تعداد ۳۰ ہزار تک پہنچ جائے گی۔ان مسلح گروہوں کے بارے میں انسانی حقوق کی تنظیموں کا بھی خیال ہے کہ کل کو یہ گروپ انہی لوگوں کو لوٹنا شروع کردیں گے جن کی حفاظت کے لیے انہیں مسلح کیا گیا ہے۔جب امریکہ کے جانے کے بعد ان کی تنخواہیں بند ہوجائیں گی تو یہ افراد لوٹ مار شروع کردیں گے۔امریکہ اصل میں چاہتا ہی یہ ہے کہ جہاد کے ثمرات کو کم سے کم کیا جاسکے اور امریکہ کے بھاگ جانے جانے کے بعد ایک بار پھر افغانستان میں ویسی خانہ جنگی شروع ہوجائے جیسی روس کے انخلا کے بعد ہوئی تھی۔لیکن اللہ کے فضل سے مجاہدین اب اس قدر مضبوط ہوچکے ہیں کہ جب ۴۰ ممالک کی افواج ان کے حوصلے پست نہ کرسکیں تو یہ غنڈے بدمعاش کیا کریں گے؟

(بقیہ صفحہ ۴۹ پر)

02 دسمبر: ہلمند.........لشکر گاہ.........مجاہدین اور امریکی فوجوں کے درمیان شدید جھڑپیں.........ایک امریکی گاڑی تباہ.........13 امریکی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی

طالبان سے پہلے کا افغانستان

طالبان سے پہلے کا افغانستان:

اا ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد دنیا کا رخ یکدم تبدیل ہوگیا۔امریکہ اور اس کے حواری کئی سال سے افغانستان کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے اور روس کے بعد افغانستان میں اپنے ایجنٹ پیدا کرتے رہے۔ یہ ایجنٹ اس وقت دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ان لوگوں سے امریکہ کے ذریعے امریکہ نے روس کے فرار کے بعد ایسے عناصر کی پرورش کی جو مستقبل میں امریکہ کو فائدہ پہنچائیں۔کمیونسٹ روس کو شکست ہوئی تو مجاہدین افغانستان نے پورے ملک کا کنٹرول سنبھالا ۲۰ سال کی قربانی کے بعد مسلمانانِ عالم کو اور مسلمانان افغانستان کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی تو کفار نے یہ کوشش شروع کردی کہ افغانستان میں ان کی من پسند حکومت قائم ہو۔اسلام اور مسلمانوں کی آزادی یہود و نصاریٰ کو ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے اپنے ایجنٹوں کو استعمال کرنا شروع کیا اور ڈالروں کی بارش کردی،منافقین اور ضمیر فروش لوگوں کے ذریعے اسلامی حکومت بننے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں اور مجاہدین اور اسلام پسند افراد کو ماننے سے انکار کیا گیا۔ملک چھوٹے چھوٹے دھڑوں میں تقسیم ہوگیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی۔کئی سالوں تک یہ جنگ جاری رہی،پورے ملک کے حالات ایسے خراب تھے کہ مسلح گروپوں نے اپنے اپنے علاقے میں بدمعاشی پھیلائی ہوئی تھی۔تمام راستوں پر پھاٹک اور مسلح لوگ ہوتے جو وحشی جانوروں سے بدتر تھے۔عام لوگوں کی زندگی مشکل سے مشکل ہوتی جارہی تھی۔تین چار بجے کے بعد کوئی شریف آدمی اپنے گھر سے نہیں نکل سکتا تھا۔ہر پانچ کلومیٹر پر ایک پھاٹک ہوتا،ہر آنے جانے والے سے زبردستی روپے لیے جاتے اور اگر کسی کے پاس روپے نہ ہوتے تو اسے مار پیٹ کا نشانہ بنایا جاتا،اسے قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ان مظالم سے بچنے کے لیے مظلوم کسی نہ کسی سے قرض لے کر ان لٹیروں کو دیتے۔ان دنوں کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ گاڑی میں سوار ایک آدمی سے پھاٹک والوں نے جب رقم کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کیا،جب اس کو زیادہ تنگ کیا گیا تو اس آدمی نے کہا کہ میرے منہ پر تھپڑ مارو تو اس فوجی نے اس بے چارے کو خوب مارا بعد میں لوگوں نے اس آدمی کو ملامت کی کہ تم نے فوجی کو یہ کیوں کہا کہ میرے منہ پر تھپڑ مارو تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اسی منہ سے ان لوگوں کے لیے دعائیں کی تھیں کہ اللہ تعالیٰ روس کے مقابلے میں ان کو فتح دے۔

پورے ملک میں حالات اس قدر خراب تھے کہ کوئی خاتون گھر سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔راستوں سے خواتین کو اٹھا کر کمانڈر اپنے کیمپوں میں لے جاتے اور کئی کئی دنوں تک اپنے پاس رکھتے۔

طالبان کے دور حکومت میں مزار شریف کی فتح کے بعد امر بالمعروف والوں نے ایک عورت کو فحاشی کے الزام میں پکڑا،جب اس سے پوچھا گیا تم پر فحاشی کا الزام ہے تو اس نے جواب دیا کہ اگر آپ حضرت نے مجھے گذشتہ چار سالوں کے جرم میں پکڑا ہے تو اس وقت میں اپنی پاک دامنی کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گی کیونکہ گزشتہ چار سالوں میں ان تمام علاقوں میں اگر کوئی خاتون بھی گھر سے نکلی ہے تو وہ اس الزام سے بری نہیں۔اس علاقے میں جب کوئی خاتون گھر سے باہر قدم رکھتی تھی تو علاقے کے کمانڈر کا فوجی اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے انتظار میں ہوتا تھا۔اس عورت کے ساتھ تین سالہ بیٹا بھی تھا،اس عورت نے قاضی کے سامنے اس بات کا اقرار کیا یہ لڑکا میرے خاوند کا نہیں ہے۔جب اس سے تفصیل پوچھی گئی تو بتایا کہ میں ایک مرتبہ بہت بیمار تھی اور خاوند کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جارہی تھی تو راستے میں پھاٹک والوں نے میرے خاوند کو مارا پیٹا اور مجھے گاڑی میں ڈال کر اپنے کیمپ میں لے گئے اور ایک سال تک مجھے اپنے پاس رکھا۔میرے ساتھ دن رات زیادتی کی گئی جس سے میرا یہ بیٹا پیدا ہوا۔آپ اس شہر کے قاضی ہیں،کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟ قاضی جو بہت بڑے عالم بھی تھے،اس عورت کی باتیں سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ زاروقطار رونے لگے۔پھر اس عورت نے کہنا شروع کیا کہ ہماری یہ نسل تو خراب ہوگئی ہے لیکن آئندہ نسلوں کو طعنوں سے بچانے کے لیے آپ کوشش کریں۔

قاضی عطاء اللہ خنجان سالنگ کے ایک عالم کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ وزارت تعلیم میں بہت سی خواتین بھی کام کرتی تھیں اور امارت اسلامی کے قیام سے پہلے سرکاری افسران سے بہت تنگ تھیں۔جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے واقعات سے تنگ آ کر اُنہوں نے وزارت کو درخواست دی کہ افسر ہمیں تنگ کرتے ہیں،اس عالم نے تمام خواتین کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ موجودہ حکومت (ربانی حکومت) اور کمیونسٹ حکومت میں کیا فرق محسوس کرتی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ موجودہ حکومت میں ہم اکیلی افسر کے کمرے میں نہیں جاسکتیں،افسروں کو کسی قانون اور حکومت کا ڈر اور خوف نہیں ہے جب کہ نجیب کی حکومت میں ہر محکمہ کسی حد تک قانون کا پابند تھا،اس کے بعد اس عالم نے استعفیٰ دے دیا۔مزار شریف میں ایک عورت دو کمانڈروں کی جنگ کا سبب بنی،صلح کرنے کے لیے صدر افغانستان برہان الدین ربانی خود گیا اور عورت سے پوچھا کہ تم کس کمانڈر کے ساتھ جانا پسند کروگی،عورت نے ایک کو منتخب کیا تو وہ عورت اس کمانڈر کے حوالے کردی گئی،اس جنگ میں دونوں طرف سے چار فوجی ہلاک ہوئے۔عورت تو عورت لڑکے بھی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لڑکوں کے ساتھ شادیاں شروع ہوگئیں اور

04 دسمبر: صوبہ کنڑ..........مانوگئی..........مرہ..........مجاہدین کے حملے..........5 رینجر گاڑیاں..........دو امریکی ٹینک تباہ..........9 افغان اور 13 امریکی فوجی ہلاک.....متعدد زخمی

دونوں اطراف کی رضا مندی سے باقاعدہ نکاح اور موسیقی کی محفلوں میں لڑکوں سے جنسی زیادتی کی جاتی۔غرض تمام لوگوں کا جان و مال، عزت وآبرو ظالموں کے رحم وکرم پر تھی۔کمزور اورغریب لوگوں کی عزت جب چاہے لوٹ لی جاتی، لوگ ان مظالم سے تنگ آکر زندگی سے نجات حاصل کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔

کابل میں جب ایک عورت سے زیادتی کی گئی تو اس نے چار منزلہ عمارت سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔جو چیز ظالموں کو اچھی لگتی زبردستی چھین لیتے لیکن ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔مزارشریف میں ایک گروپ گلم جم (کمبل لپیٹنا) کے نام سے منظر عام پر آیا، اس گروپ کی کارروائیاں یہ تھیں کہ جس گھر پر حملہ کرتا...... مال ومتاع لوٹ لیتا اور تمام گھر کے افراد کو قتل کر دیتا، اس گروپ کا سربراہ میں نے خود مزارشریف میں دیکھا ہے۔ہر ضلع میں اپنی ہی طرز کی وحشت تھی۔جلال آباد اور کابل کے درمیان دو بڑے کمانڈروں کا قبضہ تھا جن میں سے ایک زرداد اور دوسرا چمن تھا۔سڑک پر ایک جگہ پھاٹک بنایا گیا تھا اور اس پر ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔جو آدمی پھاٹک والوں کو کچھ نہیں دیتا تو یہ بندہ کتے کی طرح اس کا کاٹتا اور منہ سے کتے کی آواز نکالتا اور اپنے دانتوں سے اس کا گوشت کاٹتا۔اس طرح کے واقعات بہت سے ہیں، جن کا شمار ناممکن ہے۔جب مسلح گروپوں کا تصادم ہوتا تو کئی کئی دنوں تک قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری رہتا۔اس خانہ جنگی میں عام اور بے قصور لوگوں کا بھی جانی اور مالی نقصان ہوتا۔ان تمام حالات کو دنیا خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہی تھی اور اقوام متحدہ اور دوسرے انسانی حقوق کے علم بردار اس ظلم اور وحشت پر ٹس سے مس نہ ہوئے، عورتوں کے حقوق کے ادارے اور ان کی آزادی کے غم خوار دور بیٹھے مزے لے رہے تھے، انگریزوں کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ آگ اور زیادہ ہو جائے اور یہ لوگ ہمیں دعوت دیں کہ ہمارے ملک میں آکر ان حالات پر قابو پایا جائے۔جس کے ذریعے انگریزوں کو اس ملک کے وسائل لوٹنے کا موقع ملے اور اس پورے علاقے پر وہ کنٹرول حاصل کر لیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم مسلمانوں کی حالت پر رحم کیا جنہوں نے ۲۰ سال تک روس کی لگائی ہوئی آگ کو تو اپنے خون سے بجھایا، قربانیاں دے کر اس وقت کی نام نہاد سپر پاور کو شکست دی اور روس کے نکل جانے کے بعد آپس کی خانہ جنگی نے انہیں بے بس و لاچار کر دیا تھا۔اب ظلم کا اندھیرا ختم ہونے لگا، فلک سے نئی سحر طلوع ہوئی اور اپنے ساتھ شریعت اور خلافت کا پیغام لائی۔مسلمانانِ افغانستان کی دعائیں قبول ہوئیں اور انہیں اپنے مصائب وتکالیف کا ثمرہ ملا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلنے لگے اور شہدا کے خون سے جلنے والے چراغ چاروں طرف الجہاد، الجہاد کا نور بکھرنے لگے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم (البقرۃ: ۲۱۴)

''کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر وہ مصیبتیں نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئیں تھیں''۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی شخصیت کو کھڑا کیا جو اس سے پہلے نہ تو کوئی کمانڈر تھا اور نہ ہی کوئی بڑا عالم، نہ اس کے پاس مال ودولت تھی اور نہ ہی وہ مشہور شخصیت کا حامل تھا...... بلکہ ایک انتہائی سادہ مزاج، عام سا مجاہد اور مدرسے کا طالب علم تھا، نہ کسی کے مشورے پر تھا نہ کسی نے اٹھایا نہ کسی نے تعاون کا وعدہ کیا بلکہ حالات کو دیکھ کر اس کے ایمان اور ضمیر نے یہ فیصلہ کیا کہ اب خاموش بیٹھنے کا وقت نہیں اور ظلم دیکھ کر آنکھیں بند کرنے کا وقت گزر گیا۔یہ شخص توکل علی اللہ کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانانِ عالم میں امیر المومنین کے نام سے مشہور ہوا۔یہ عظیم شخص امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تھے۔جب ان کو امیر المومنین کا لقب دیا جا رہا تھا تو انہوں نے ۱۲ سو علما سے خطاب کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق پوچھا

لاَ يُكَلِّفُ اللّهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا (البقرۃ: ۲۸۶)

''اللہ تعالیٰ نہیں بناتے مکلّف کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق''

اس کے بعد انہوں نے اپنے خطاب میں تحریک طالبان کی ابتدا کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کی۔

(جاری ہے)

(ماخوذ از لشکر دجال کی راہ میں رکاوٹ)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ناکام بون کانفرنس اور فتح سے ہم کنار مجاہدین

صلیبی ممالک کا فرار بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور بلغاریہ نے بھی افغانستان سے انخلا کا اعلان کر دیا ہے اس کے علاوہ برطانیہ جو ۲۰۱۴ء کے بعد بھی افغانستان میں قیام کا ارادہ رکھتا تھا، اب فرار کا راستہ اختیار کر رہا ہے۔ڈیلی ٹیلی گراف کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانوی حکومت ہزاروں فوجیوں کو بیان کردہ مدت سے بھی پہلے نکالنے پر غور کر رہی ہے۔برطانوی وزرا ۲۰۱۳ء میں ۴ ہزار فوجیوں کو نکالنے پر زور دے رہے ہیں۔تجویز کے مطابق ۲۰۱۳ء میں ہلمند میں سے ۴ ہزار فوجی وارزون سے واپس بلا لیے جائیں گے۔

دوسری طرف مجاہدین کے حملے بھی مسلسل عروج پر ہیں اور روزانہ درجنوں کے حساب سے صلیبی اور افغان فوجی جہنّم واصل ہو رہے ہیں۔ایک حملے میں افغان وزیر داخلہ بھی بال بال بچا۔مزید برآں صوبہ پکتیکا میں دو معروف افغان فوجی کمانڈروں عبدالحئی اور بخت باران نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور تائب ہو کر آئندہ مجاہدین کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا اعلان کیا۔ان حالات میں بی بی سی کی متذکرہ بالا رپورٹ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ امریکہ افغانستان سے انخلا کے بعد کی صورت حال کے بارے میں اس قدر پریشان کیوں ہے اور کیوں امریکی حکام کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔جہاں جہاں سے اتحادی فوجیں نکلیں وہاں مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہو گیا ہے اور شریعت باقاعدہ نافذ ہو چکی ہے، بحمدللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆☆

04 دسمبر: صوبہ ہلمند.........ضلع گریشک.........امریکی وکٹھ پتلی فوجوں پر حملے.........تین گاڑیاں تباہ.........12 فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی

امارت اسلامی افغانستان کی طرف سے مجاہدین کے لیے شرعی ضوابط

از شوریٰ امارت اسلامی افغانستان

حصہ ہفتم:

مجاہدین کے آپس کے معاملات

۴۰۔مجاہدین پر اپنے مجموعہ کے سربراہ اور مجموعہ کے سربراہ پر ولسوالی کے سربراہ اور ولسوالی کے سربراہ پر ولایت کے سربراہ، ولایت کے سربراہ پر رئیس تنظیمی اور رئیس تنظیمی پر امام (امیر المومنین) یا نائب امام کی اطاعت واجب ہے۔

۴۱۔جس کسی کو مسئولیت دی جاتی ہے وہ مندرجہ ذیل اوصاف کا مالک ہو۔تدبر، تقویٰ، شجاعت، شفقت اور سخاوت وغیرہ...... یہ تمام اوصاف نہ ہونے کی صورت میں تدبر اور تقویٰ کی مراعات لازمی ہے۔

۴۲۔نظامی کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ عسکری امور کی پیش قدمی کی اساس پر ہر علاقہ کے مجاہدین کی قوتِ جغرافیائی پر نظر رکھتے ہوئے منصوبہ بنائیں تاکہ کامیاب ٹیکنالوجی اور تجربوں سے فائدہ حاصل کریں اور مجاہدین تک پہنچائیں اور اگر ایک ولایت میں دشمن کے حملے تیز ہو جائیں تو ہمسایہ ولایت کے مجاہدین کو دشمن کے حملوں کو کم کرنے کی مناسبت سے پروگرام بنائیں اور اس پروگرام کو عمل میں لانے کے لیے مشورہ کے طریقہ سے امام کی منظوری کے بعد ولایتوں کو عمل کرنے کا حکم دیں۔

۴۳۔نظامی کمیشن تمام ولایتوں کے مجاہدین کے حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھیں اور اچھے اہل کار کو پہچان لیں اور زیادہ اچھی کارکردگی کے لیے امام کے سامنے متعارف کرائیں۔

۴۴۔جب نظامی کمیشن کے اکثر افراد نظامی کمانڈر ہیں تو یہ مشکل ہے کہ سارے یکجا ہو جائیں لہٰذا جتنے بھی یکجا ہوں اپنے کاموں کو جاری رکھیں یا جس طرح کمیشن کا مسئول لازمی سمجھے اپنے درمیان مناسب ترتیب بنائیں تاکہ کاموں میں مسئلہ درپیش نہ ہو۔

۴۵۔نظامی کمیشن ولایات کے مسئولین سے اپنے کاموں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہے اور مجاہدین کی تشویق اور نظامی کاموں کی قوت اور آگے جانے کے لیے بھی ہر وقت اپنا سفیر بھیجتا رہے ہر ولایت کو ہیئت بھیجتا رہے۔

۴۶۔علاقائی اور حقوقی موضوعات کے حل کرنے کے لیے لائحہ یا دستور کے ۶۲ ویں اصول پر عمل ہوگا۔اگر علاقہ کے لوگوں اور مجاہدین کے درمیان یا مجاہدین کے آپس میں ایسا مسئلہ آئے کہ اس کا حل ولایتی کمیشن یا ولسوالی کا کمیشن کریں تو ولایت کا کمیشن والی سے اور ولسوالی کا کمیشن ولسوال سے یا معاون ولسوال سے موافقت کے بعد دونوں جانبین کی باتیں غور سے سن لیں۔اگر ولایتی کمیشن موضوع کو حل نہ کر سکیں پھر نظام کمیشن کو مراجعہ کریں، نظامی کمیشن صلح کی راہ اختیار کرلیں اگر پھر بھی موضوع حل نہ ہو پھر موضوع امام کے سامنے پیش کی جائے امام اسے متعلقہ حکام یا علمائے کرام کے واسطے سے حل کریں ہر کمیشن جب کوئی فیصلہ کریں تو جانبین کی موجودگی میں بیان کریں۔

۴۷۔ولایت اور ولسوالی کی کمیشن اپنے کاموں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ مجاہدین کی صفوں میں برے لوگ داخل نہ ہوں۔اگر برے لوگ صفوں میں موجود ہوں تو والی کو اُن سے آگاہ کیا جائے۔مجاہدین کے درمیان اختلافات حل کرنے کی کوشش کریں اور اسلامی امارت کے تمام احکام اور اصولوں کو عمل کے سانچے میں ڈھالنے کا خیال رکھیں اور عمل نہ کرنے والوں کو متوجہ اور اصلاح کرنے کی کوشش کریں، اصلاح نہ ہونے کی صورت میں والی کے ساتھ متعارف کروائیں۔

۴۸۔اگر نظامی کمیشن، ولایتی کمیشن، ولسوالی کمیشن کے کسی فرد کے متعلّق یا اس کے ساتھیوں سے متعلّق، مقامی لوگوں یا مجاہدین کا ایسا دعویٰ سامنے آئے تو اس کا حل کرنا اُسی کمیشن کے سپرد کیا جائے جس کمیشن کے بارے میں دعویٰ ہو۔ایسے موقع پر جس فرد کے بارے میں دعویٰ ہوگا وہ فیصلہ کرنے والے کمیشن میں اس وقت شامل نہیں ہوگا۔

۴۹۔ولایتی کمیشن اس بات کا مکلّف ہے کہ کمیشن کے افراد میں ایسی ترتیب بنائیں جو ہر ماہ میں ایک مرتبہ اسی ولایت کے ٹھکانوں کے مجاہدین کی اطاعت، تقویٰ اور اخلاق کے اہتمام کا خیال رکھیں۔

۵۰۔اگر مجاہدین کی صفوں میں کوئی جرم کا مرتکب ہو یا تکرار کے ساتھ ضوابط کی مخالفت کرے تو اُس کے مجموعے کا سربراہ یا ولسوال اسے بلائیں اور جرم کی وجہ سے اسے صف سے نکال دیں۔یہ سربراہان اس مجرم کا قضیہ ولایتی کمیشن کے سامنے پیش کریں، ولایتی کمیشن والی کی موافقت کے ساتھ فیصلہ کریں۔اگر اس نے توبہ کی تو ولایتی کمیشن والی کی موافقت سے اُسے گذشتہ ذمہ داری پر بحال کردے۔اگر مذکورہ شخص مجموعے کا سربراہ یا ولسوال یا ولسوال کا معاون یا کوئی مسئول ہو پھر موضوع والی یا ولایتی کمیشن کے ذریعہ سے نظامی کمیشن کو پیش کردیا جائے گا۔نظامی کمیشن صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کی اصلاح کی کوشش کرے اُسے بلائیں، نصیحت کریں اور آگاہ کردیں۔اگر اصلاح کا کوئی امکان نہ ہو تو پھر اُسے غیر مسلح کرنے کے لیے اور اپنی صف سے نکالنے کے لیے امام کے سامنے پیش کیا جائے اور اگر یہ شخص تائب ہو جائے تو واپس فعال کرنے میں نظامی کمیشن اور والی کی باہم رضامندی ضروری ہے۔

۵۱۔ولایت کا مسئول ولایتی سطح پر اور ولسوالی کا مسئول علاقہ کی شرائط کے مطابق مناسب وقت میں متعلقہ مسئولین کی سابقہ عملیات، آنے والی عملیات اور غنیمت کیے گئے سامان اور نقصانات کے متعلّق مشورہ کریں تاکہ مستقبل میں زیادہ سے زیادہ کامیابیوں کو حاصل کرنے والی عملیات ترتیب دی جاسکیں اور مجاہدین کو نقصانات سے محفوظ رکھا جاسکے۔

۵۲۔ایک ولسوالی یا ولایت کے مجموعہ کا سربراہ اگر محدود وقت کے لیے دوسری ولسوالی یا ولایت

05 دسمبر: صوبہ بدخشاں......ضلع وردوج.....مجاہدین کے ساتھ جھڑپ.........30 افغان اہل کار گرفتار........20 رینجر گاڑیاں نذر آتش........15 پولیس اور سیکورٹی اہل کار ہلاک

میں جہاد کے لیے منتقل ہوجائے تو جاسکتا ہے لیکن متعلقہ ولسوالی اور ولایت کے مسئولین سے اجازت لینا ضروری ہے۔ ولایت اور ولسوالی کا مسئول اس کا بھی سربراہ تصور ہوگا، وہ اس کی مکمل اطاعت کرے گا۔

۵۳۔ جو بھی والی یا دوسرا مسئول پہلے سے دوسری ولایت میں مجاہدین کا مجموعہ رکھتا ہو وہ ولایت کے مسئول کے ساتھ اپنے مجموعے کا تعارف کروائے کہ اس کے بعد اس والی کی اطاعت کریں اور کاموں کے کرنے میں ان سے ہدایت لیں اور اس کے اکمالات دوسرے مجاہدین کی طرح ولایتی مسئولین کریں۔ اسلامی امارت کی تشکیلات میں عمومی محاذ بند ہے اور ایسے محاذ امارت کی تشکیلات کا حصہ نہیں۔

۵۴۔ اگر ایک ولایت کے گروپ کا سربراہ دوسری ولایت میں اسی جگہ کے مجاہدین کے ساتھ کام کرنا چاہے اور اس سے قبل جس ولایت میں ہو اس کے مسئولین سے یہ نئے ولایت والے پوچھ گچھ کریں اس سے قبل اس کو نئی ولایت میں جگہ نہ دیں جب تک اس کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہوئی ہوں۔ جب معلومات مکمل ہوجائیں پھر اس آنے والے مجاہد سے پوچھ گچھ کریں کہ کیوں وہ اس جگہ سے یہاں آنا چاہتا ہے اگر عذر شرعی ہو تو تسلیم کیا جائے اور اُسے اجازت دی جائے۔

۵۵۔ ایک مجموعے کے سربراہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے مجموعے کے مجاہدین کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں البتہ اگر کوئی مجاہد دوسرے مسئول کے ساتھ رہنا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے لیکن وہ جہادی ساز وسامان جو سابقہ مجموعے کے سربراہ نے جہادی خدمت کے لیے اس شخص کو دیا تھا وہ اُسے واپس کرنا ہوگا اور اگر غنیمت وغیرہ میں اس کی شخصی ملکیت ہو تو وہ اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔

۵۶۔ تعارض کرنے والے مجاہدین جو دشمن کے مراکز پر حملہ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ مندرجہ ذیل باتیں ذہن نشین کرلیں:

اول: یہ مجاہدین ہر طرح سے تربیت یافتہ ہوں اور اُنہیں اپنا ہدف معلوم ہو۔

دوم: یہ مجاہدین زیادہ اسلحہ سے لیس ہوں تاکہ زیادہ وقت تک مقابلہ کرسکیں اور دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچاسکیں۔

سوم: یہ مجاہدین یا ان کے سربراہ حملہ کرنے سے پہلے اس علاقہ کے بارے میں معلومات اور حملہ کرنے کی جگہ کے راستے معلوم کریں۔

۵۷۔ استشہادی حملوں کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں ذہن نشین کرلیں:

اول: استشہادی مجاہدین حملہ سے پہلے بہت زیادہ تربیت یافتہ ہوں۔

دوم: استشہادی حملہ بڑے اور اہم مقامات اور اہداف پر کیا جائے اور امت مسلمہ کے یہ عظیم سرفروش چھوٹے، غیر اہم اور بے قیمت اہداف کے لیے استعمال نہ کیے جائیں۔

سوم: استشہادی حملہ میں عامۃ المسلمین کی جان ومال کے نقصانات سے حد درجہ اجتناب کی کوشش کی جائے۔

چہارم: ان مجاہدین کے علاوہ جن کو امام کی طرف سے خصوصی پروگرام اور اجازت دی گئی ہو سارے مجاہدین مکلّف ہیں کہ استشہادی حملوں میں ولایت کے مسئول سے اجازت اور ہدایت لیں۔

۵۸۔ اسلامی امارت کے سارے عمومی کمیشن اپنی شعبہ جات کو بہتر سے بہتر کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنی مشاورتی مجالس منعقد کریں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: دلوں کے حکمراں دیکھو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت کر۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے، پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول کردیا جاتا ہے''۔

آج کے دور میں اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق مجاہدین فی سبیل اللہ ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دین کی علو وبرتری کے لیے کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرمائی، اُسی کے توفیق سے امت کے یہ بیٹے ہر محاذ پر کفار کے مقابل صف آرا ہیں اور عامۃ المسلمین کی جہاد اور مجاہدین سے محبت اور والہانہ عقیدت مجاہدین کے دلوں کے لیے سکون اور آنکھوں کے لیے تراوٹ کا باعث ہے۔ **اللھم زدفزد**

☆☆☆☆☆

سواروں پر سواری فوج کی ہے
زمیں ساری کی ساری فوج کی ہے
بنا دے تخت کو تختی کہ تختہ
عجب موجز نگاری فوج کی ہے
میں ایسے کھیل کے میدان میں ہوں
جہاں ہر ایک باری فوج کی ہے
ابھی آدھا بدن قربان کر کے
نظر میں نے اُتاری فوج کی ہے
یہ ممکن ہے تمہیں بھی روند ڈالے
ہٹو بچو! سواری فوج کی ہے

(امداد آفاقی)

05 دسمبر: صوبہ غزنی......ضلع انڈر......نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ......4 سپلائی اور تین سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں تباہ......4 سیکورٹی اہل کار ہلاک......متعدد زخمی

جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں......

ایک گمنام شہید انتخاب عالمؒ ......

عبدالرحیم

اللہ تعالیٰ بعض نفوس کو دنیا میں گمنام مسافروں کی حیثیت سے بھیجتا ہے اور وہ یہاں آ کر بظاہر کہیں جچتے نہیں۔ وہ جتنے دن اس فانی دنیا میں رہتے ہیں وہ چلتی ہوئی گاڑی کے مسافر کی طرح بس یوں ہی چند لمحے گزار کر چلے جاتے ہیں۔ انہیں دنیا والے بھی کوئی خاص اہمیّت نہیں دیتے، خواہ ان میں ان کے قریب ترین اعزہ واقارب ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ایسے بہت سے نفوس ہی اللہ تعالیٰ کے محبُوب ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے کسی خاص کام ہی کے لیے دنیا میں بھیجا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی دنیا والے قدر کریں یا نہ کریں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے خاص ہوتے ہیں۔ بے شک اللہ ہی بہترین قدر داں ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۝ (النسآء: ۱۴۷)

''اور اللہ تعالیٰ تو قدر شناس اور دانا ہے''۔

بعض نفوس کے دنیا میں نہ جچنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ نکمے اور نا اہل ہوتے ہیں حالانکہ ان میں گوناگوں صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود لوگ خواہ مخواہ ان کے بارے میں مخمصے کا شکار ہوتے ہیں، مگر اہلِ بصیرت ایسے لوگوں کو خوب پہچانتے ہیں۔ ان ہی نفوس میں ایک پاک نفس انتخاب عالم (کامران بھائی) تھے۔ وہ ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم تبلیغی جماعت کے پرانے مبلّغ ہیں۔ اس کے باوجود وہ اور ان کے بھائیوں میں سے کوئی بھی اپنے والد محترم سے دینی معاملے میں متفق نہ تھا۔ مسلم معاشرے میں یہ ایک المیہ ہے کہ مغربی تعلیم اور اس کی معاشرت نے ہر گھر میں تفریق پیدا کر کے رکھ دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کامران شہیدؒ کے گھر میں بھی ایسی تفریق نظر آتی ہے۔ ان کے گھر میں والد بزرگوار تبلیغی جماعت کے مبلّغ تھے جب کہ ان کے بھائیوں میں سے بعض لسانی تنظیم کے ورکر تھے۔

کامران شہیدؒ نے ہمیں ایک درد بھرا خط لکھا تھا جس میں انہوں نے جگہ جگہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کیا اور عام مسلمانوں کی غفلت پر افسوس کیا کہ مسلمان امتِ مسلمہ کی زبوں حالی سے لاپرواہ اپنی اپنی دنیا میں مگن ہیں، جہاد سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور آخرت کی ابدی زندگی کو بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاید ان کے اسی اخلاص اور مسلمانوں سے ہمدردی اور دین کی طرف رغبت جیسے اعمال کی وجہ سے انہیں جلد جنت کے مسافر کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے اور انہیں شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز فرمایا۔

ان کے ساتھ میرا کوئی خاص تعلّق نہیں تھا سوائے اس کے کہ کبھی کبھار مسجد میں علیک سلیک ہوگئی ہو وہ بھی مجھے یاد نہیں پڑتا۔ ہاں ایک مجلس میں ایک دوست نے ان سے تعارف کروایا کہ یہ انتخاب عالم بھائی ہیں اور موصوف نے بھی میری یادداشت کے لیے فرمایا کہ آپ سے میری فلاں علاقے میں ملاقات ہوئی ہے۔ پھر وہ میرے پاس آتے رہے۔ اسی دوران ایک دن وہ مجھے مسجد میں لے گئے اور ایک بزرگوار سے ملاقات کراتے ہوئے کہا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں۔ بزرگوار نے مجھے شفقت بھرے انداز میں ازراہِ کرم فرمایا کہ میرے اس بیٹے پر محنت کیجئے تاکہ یہ دین دار بن جائے۔ میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ تو پہلے ہی سے دین دار ہے۔ شاید ان کی مراد تبلیغ میں وقت لگانا تھا۔ میں نے بھی انہیں تبلیغ میں وقت لگانے پر زور دیا مگر اس میں ان کا دل نہیں ٹھکا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی اور ہی راہ کے لیے منتخب فرمایا ہوا تھا۔

انہوں نے بتایا ''ہم کئی دوستوں نے ایک ساتھ مسجد میں ایک عالم دین سے قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھنے کا ارادہ کیا مگر چونکہ مسجد بریلوی مسلک والوں کی تھی اس لیے انہوں نے ہمیں اجازت نہیں دی۔ اس لیے ہم مجبُوری کے تحت ایک چائے کے ہوٹل میں بیٹھ کر ایک سال تک قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھتے رہے''۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم سے ان کی وابستگی کیسی تھی۔ اگر اسی طرح مسلم نوجوانوں کو قرآنِ کریم سے شغف ہو جائے تو وہ کبھی مغرب پرستی کے دلدادہ نہ ہوں۔

وہ شادی کے بعد مالی پریشانی کا شکار رہے۔ جس کی وجہ سے خاتونِ خانہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ صاحبہ ان سے ''هل من مزيد'' کا تقاضا کرتی کرتی انہیں چھوڑ گئی تھی۔ ان کا ایک واقف کار شیعہ انہیں اپنے دامِ فریب میں پھنسانے کی کوشش کرتا رہا اور مالی معاونت کی پیش کش کرتا رہا۔ وہ بار ہا یہ بھی کہتا رہا کہ جتنی رقم کی ضرورت ہو لے لیا کرو مگر وہ خوددار دینی بصیرت رکھنے والے نوجوان تھے۔ انہوں نے یہ پیش کش قبول نہیں کی۔ ہاں جہاد کے لیے ہجرت کرنے سے پہلے مجبُوراً کچھ دنوں تک ایک دوست کے مکان کے ایک حصّے میں مقیم رہے۔ انہوں نے ہجرت سے پہلے اپنے والد اور دوستوں کو خوش کرنے کے لیے کہا کہ میں نوکری کے سلسلے میں سوئٹزر لینڈ جا رہا ہوں حالاں کہ وہ مسلمانوں کے حقیقی سوئٹزر لینڈ ''جنت'' کا عزم کر چکے تھے اور وہ ہجرت کے لیے بے قرار تھے۔ جب انہوں نے خراسان کی سرزمین پر ہجرت کی تو وہ بے حد مطمئن تھے۔

06 دسمبر: صوبہ زابل.........ضلع شاہ جوئی.........فدائی حملہ.........تین بکتر بند ٹینک تباہ.........12 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

انہوں نے ہجرت کرتے ہی فدائین میں اپنا نام درج کروالیا تھا اور اسی سلسلے میں تربیت میں حصّہ لیتے رہے۔ تدریب میں ان کا یہ عالم تھا کہ ہر کام میں دیگر ساتھیوں سے سبقت لے جاتے۔ وہ اپنی شہادت سے چند دن پہلے نشانہ بازی میں سب سے بازی لے گئے۔ وہ اس دن ہر طرح کی نشانہ بازی میں اول درجہ حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے ہی مجھے نشانہ بازی سے متعلّق ایک حدیثِ نبوی سنائی کہ ''اگر نشانہ خطا ہو جائے تو جہنّم سے نجات ہے اور اگر نشانہ اپنے ہدف پر صحیح لگ جائے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔ میں اس حدیثِ نبوی سن کر ششدر رہ گیا گویا کہ میں یہ حدیثِ مبارکہ پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔

وہ ایک دن میرے پاس آئے، انہوں نے کالا عمامہ پہن رکھے تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ گویا وہ جنت کے ایک خوبصورت شہسوار ہیں! واقعی وہ جنت کے مسافر تھے۔ انہوں نے اپنی بندوق سے ہوا میں فائر کیا۔ میں نے بھی ان کی ہمت بڑھانے کے لیے از راہِ کرم کہا، ماشاءاللہ...... آپ تو پکّے مجاہد بن گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے کہ میں نے جو بیت المال کی گولیوں سے فائر کیا ہے ان کی قیمت ادا کرنا چاہیے کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ آپ کے پاس کہیں سے پیسے آجائیں تو آپ ضرور ادا کر دیجیے گا۔

کامران بھائی شہیدؒ ایک گمنام اور بہادر آدمی تھے۔ میں انہیں گمنام اس لحاظ سے کہتا ہوں کہ ان کی شہادت کو دو سال ہونے کو ہیں مگر ان کے دوستوں کو نام نہاد سوئٹزرلینڈ سے ان کے خط کا انتظار ہی رہا ہوگا۔ میں انہیں بہادر اس لحاظ سے کہتا ہوں کہ آج وہ اور ان جیسے نوجوانوں نے صلیبی اتحادی افواج اور ان کی چاکری کرنے والے مرتد حکمرانوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ آج اس لیے ان کفّار کے ٹولے ایسے نوجوانوں کی تلاش میں کتوں کی طرح ان کی بو سونگتے پھر رہے ہیں اور اگر کہیں ان خبثاء کو ان مجاہدین کی ٹوہ لگ جائے تو ان کو نشانہ بنانے میں دیر نہیں لگاتے۔

کامران شہیدؒ ایک ایسے نوجوان تھے جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر چوٹ لگانا چاہتے تھے اور اس کے لیے وہ مسلسل محنت کر رہے تھے۔ اسی سلسلے میں وہ ایک تدریب میں شریک تھے کہ اسی دوران وہ امریکہ اور اس کے غلاموں کی بم باری کا نشانہ بن گئے۔ وہ اور ان کے دوست تدریب کے آخری حصّے میں تھے جب امریکی ڈرون نے یکے بعد دیگر کئی میزائل حملے کیے، جس میں وہ شہید ہو گئے۔

جب کچھ دنوں بعد مخبر پکڑے گئے اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا گیا تو ان غدّاروں نے اقرار کیا کہ پاکستان کی مرتد فوج کے کرنل نے مخبری کے لیے ہمیں پانچ لاکھ دیئے تھے۔ انہوں نے مخبری کی اور سمیں پھینکیں، جس پر امریکی ڈرون نے میزائل داغے تھے۔ ادھر پاکستان اپنا سفید جھوٹ بار بار یہ کہہ کر دہراتا رہتا اور عوام کو گمراہ کرتا رہتا ہے کہ امریکہ ڈرون حملہ ہمارے علم میں لائے بغیر کرتا ہے یا اس سفید جھوٹ کا اعادہ کرتا رہتا ہے کہ ڈرون طیّارے ہمارے راڈار میں نہیں آتے، جبکہ یہ ڈرون طیارے دن دھاڑے پاکستانی فضائی حدود میں پرواز کرتے ہیں اور آئے دن ان مرتدین کی نشان دہی پر میزائل داغتے رہتے ہیں جو عوام اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اس کا نشانہ بنتے رہتے ہیں مگر اس ناپاک فوج کے راڈار ان کو نہیں دیکھ پاتے!!!

کامران شہیدؒ نے ہمیں ایک درد بھرا خط لکھا تھا جس میں انہوں نے جگہ جگہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کیا اور عام مسلمانوں کی غفلت پر افسوس کیا کہ مسلمان امتِ مسلمہ کی زبوں حالی سے لاپرواہ اپنی اپنی دنیا میں مگن ہیں، جہاد سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور آخرت کی ابدی زندگی کو بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاید ان کے اسی اخلاص اور مسلمانوں سے ہمدردی اور دین کی طرف رغبت جیسے اعمال کی وجہ سے انہیں جلد جنت کے مسافر کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے اور انہیں شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی شہادتوں کو قبول فرمائیں اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!!

انہوں نے ہجرت سے پہلے اپنے والد اور دوستوں کو خوش کرنے کے لیے کہا کہ میں نوکری کے سلسلے میں سوئٹزرلینڈ جا رہا ہوں حالاں کہ وہ مسلمانوں کے حقیقی ''سوئٹزرلینڈ'' ''جنت'' کا عزم کر چکے تھے اور وہ ہجرت کے لیے بے قرار تھے۔ جب انہوں نے خراسان کی سرزمین پر ہجرت کی تو وہ بے حد مطمئن تھے۔ انہوں نے ہجرت کرتے ہی فدائین میں اپنا نام درج کروالیا تھا اور اسی سلسلے میں تربیت میں حصّہ لیتے رہے۔

☆☆☆☆☆

09 دسمبر: صوبہ نورستان...... ضلع غازی آباد...... ڈسٹرکٹ پولیس چیف 12 محافظوں سمیت ہلاک

افسانہ

(قسط دوم)

لوح وقلم تیرے ہیں

ابوعبدالرحمٰن

اُس شام وہ مدینہ پہنچا تو اُسے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بازو وا کیے اُس کے منتظر ہوں گے۔ مدینہ منورہ داخل ہوتے ہی دل کی بے تابیاں عروج پر تھیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صدیوں سے اداس تھا۔ وہ ان سے لپٹ جانا چاہتا تھا۔ وہ دل کا ایک ایک درد، ایک ایک زخم ان کو دکھانا چاہتا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اَشکوں کو سیل رواں تھا۔ اس کی بے تابی عروج پر تھی۔ وہ اُڑتے ہوئے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچنا چاہتا تھا۔ مگر بس آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی۔ آخر اُسے دور سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمئی مزار نظر آ گئے۔ بس کے رکتے ہی وہ دیوانہ وار باہر کی جانب لپکا۔ جوتے ہاتھ میں پکڑے اردگرد سے بے خبر وہ مسجد میں گُھستا چلا گیا۔ وہ مسجد میں چاروں طرف دیوانہ وار گھوم رہا تھا۔ چلتے چلتے اُسے اصحابِ صُفّہ کا چبوترا نظر آیا۔ سامنے ہی ریاض الجنۃ تھا۔ اور بائیں طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ تھی۔ وہ بھٹکے ہوئے بچے کی طرح اس طلسم ہوش رُبا کو دیکھ رہا تھا۔ مسجد کے اندر اتنی رنگینی، اتنی روشنیاں اور اتنے پھول بوٹے تھے کہ وہ گھبرا اُٹھا۔ میری مسجد کہاں گئی؟ میری مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئی؟ جس کے اوپر کھجور کے پتوں کی چھت تھی۔ جس کا صحن کچا تھا۔ جہاں بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا۔ میری وہ مسجد کہاں گئی جہاں دنیا کی قسمت کے فیصلے ہوتے تھے۔ جس کی کچی زمین پر خلیفہ وقت اتنی گہری اور پُرسکون نیند سوتا تھا۔ کہ آج کے شہنشاہوں کو وہ عالی شان محلات اور سیکڑوں پہرے داروں کی موجودگی میں بھی نصیب نہیں۔ جانے کیسے اُس نے نماز ادا کی۔ اُسے یہ سب کچھ بہت غیر مانوس لگ رہا تھا۔ وہ پیاسا تھا۔ اور اُس کی پیاس بڑھتی جا رہی تھی۔ اُس نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر نظر ڈالی۔ ایک ایک اینٹ اور اُس پر بنت نقش ونگار لاکھوں لوگوں کی محنت کی کہانی سُنا رہے تھے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا پیسہ ہوتا تو کیا وہ اینٹوں پتھروں پر لگاتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کس پر پیسہ خرچ کیا؟ گھر میں فاقہ ہوتا۔ کپڑوں پر پیوند ہوتے۔ مگر گھر میں چار چار تلواریں ضرور ہوتیں۔ وہ عشا کی نماز بھی پڑھ چکا تھا۔ وہ روضہ رُسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری بھی دے آیا تھا۔ مگر وہ اندر سے پیاسا سا تھا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ عشا کی نماز کے فوری بعد مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بند کر دی گئی تھی۔ وہ روضہ رُسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطے میں جنت البقیع کی طرف منہ کیے کھڑا تھا، جب تصور کے پردوں سے ایک منظر اُبھرا۔ یہاں سے چند فٹ کے فاصلے پر وہ حجرہ مبارک موجود تھا، جس کو وقت کا آسمان اور ستارے بھی حیرت سے دیکھتے تھے۔ وہاں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ مدینہ کی فضائیں دردناک آہوں اور سسکیوں میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ صحابہ کرامؓ صبر اور ضبط کھو چکے ہیں۔ غم اتنا بڑا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار ہاتھ میں لیے مدینہ کے بازار میں نکل آئے ہیں کہ جو کوئی کہے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اُٹھ گئے، اُس کو ختم کر دوں گا۔ تب ہی قریب ہی سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اُبھری ہے۔ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو واقعی وہ دنیا سے اُٹھ گئے ہیں اور اگر تم اللہ رب العزت کی عبادت کرتے تھے تو وہ زندہ ہے۔ اُس کے کہیں قریب ہی سے سرگوشی اُبھری۔ تمہارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ نشانی، قرآنِ مجید جو موجود ہے۔ یہ وہی الفاظ ہیں۔ جو آپ کے مبارک لبوں سے ادا ہوئے۔ تم قرآن کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرو۔ تب اُس نے بغل میں دبایا ہوا قرآنِ مجید کھولا اور آنسوؤں کی برسات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالِ دل کہنے لگا۔ میں کیسے اس پر عمل کروں میرے آقا؟ اس پر عمل کرنے والوں پر زمین تنگ اور آسمان دور ہے۔ جہاد کا نام لینا جرم بن گیا ہے۔ کل کو جس شان سے اسلام کی فوجیں جہاد کے لیے نکلتی تھیں، آج اس طرح کفار کے لشکر نکلتے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں۔ جو اس بے غیرتی سے تنگ آ کر نکلتے بھی ہیں، اُن کو اُن کے اپنے ہی بھائی بند دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔ میں نام نہاد مسلمانوں اور کافروں کے نزدیک ایک مفرور دہشت گرد ہوں۔ رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔ کل اُسے یہاں سے کوچ کر جانا تھا۔ جانے پھر یہ برکتوں والی رات کب نصیب ہو؟ وہ خوش الحانی سے تلاوت کر رہا تھا۔ اردگرد سے بے خبر۔ جب تہجد کی نماز کے لیے مسجد کھولی گئی۔ وہ ایک بار پھر اُسی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ فضا کی رنگینی، نوافل کے لیے دھکم پیل۔ کسی کے سر پر کسی کا پاؤں آ رہا تھا، تو کوئی اوپر سے پھلانگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ برقی قمقموں کی چکا چوند اور منقش چھت کی رنگینی، ستونوں کے رنگ دار نقش ونگار اور نمازیوں کا ایک بے ہنگم ہجوم...... جن کے دل صنم آشنا تھے۔

میں ناخوش وبے زار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

فجر کی نماز کے بعد وہ پیدل ہی سیر کے لیے نکل گیا۔ وہ اندازے سے ہی ایک جگہ رُک گیا۔

یہی جگہ ہو گی۔ یا شاید اس سے کچھ آگے۔ وہ ایک جگہ کھڑے ہو کر اردگرد دیکھنے لگا۔ صدیوں پہلے گزرا ہوا ایک منظر تخیل نے اس کے سامنے کر دیا۔

خلیفہ دوم ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر اس راستہ کی طرف دیکھ رہے ہیں، جہاں سے پیغامبر کے آنے کی امید ہے۔ وہ کتنی دور ہو گا؟ چند کوس یا پھر اس سے زیادہ۔ اردگرد چند

10 دسمبر: صوبہ پکتیا......... ضلع شواک......... نیٹو سپلائی کا نوائے پر حملہ......... 6 سپلائی اور سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں تباہ......... 7 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی

بکریاں چر رہی ہیں۔اور زیتون کی چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کے پاس خلیفۂ وقت تھک کر سو گئے ہیں۔نہ ہزاروں باڈی گارڈ کی ضرورت......نہ محلات کے اندر بھی سرنگوں کی ضرورت......نہ دوسرے ملکوں سے بر آمد شدہ فرنیچر کی ضرورت......نہ فوم کے گدّوں اور نرم تکیوں کی ضرورت......نہ سلیپنگ پلز کی ضرورت......نہ قومی خزانہ کی اور پھر اس کو ٹھکانے لگانے کی فکر۔اچانک ایک سوار اس حالت میں نمودار ہوا ہے کہ کپڑے مٹی سے اَٹے ہوئے ہیں۔جانے کتنے دنوں کی تھکاوٹ اور بے آرامی اس کے چہرے سے ظاہر ہے۔مگر خلیفۂ وقت کو دیکھ کر اس کی ساری تھکاوٹ دور ہوگئی ہے۔

یا امیر المومنین! ہم کامیاب ہوگئے۔امیر المومنین جانے کب سے اس ایک جملے کے منتظر ہیں۔وہ نیچے اترنے کی کوشش کرتا ہے۔مگر آپؓ اُسے منع کر دیتے ہیں۔اور اُس کے ساتھ بھاگتے ہوئے ہر چیز کی جزئیات پوچھ رہے ہیں۔

وہ بے خیالی میں جانے کہاں سے دوڑا آ رہا تھا۔ٹریفک آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔جب کسی نے اس کا بازو پکڑ کے اُسے فٹ پاتھ پر کھینچ لیا۔اب وہ بازار کے وسط میں تھا۔اس کے اردگرد آسمان سے باتیں کرتے ہوٹل اور سٹور تھے......دنیا کی آسائشوں سے لبالب بھرے ہوئے۔

کیا اس سب کے لیے۔کیا یہ سب کچھ اتنا اہم ہے۔کیا اس کے لیے ملت کی ملت بِک گئی؟ وہ چلتا چلتا ایک بار پھر صحنِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔تصور ایک دفعہ پھر اُسے دوسری دنیا میں لے گیا۔صحنِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مالِ غنیمت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔اتنی مال و دولت مسلمانوں کو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئی۔لوگ منتظر ہیں کہ خلیفۂ وقت آئیں اور مال تقسیم ہو۔مگر یہ کیا! خلیفۂ دوم اس حالت میں آتے ہیں کہ آنکھوں سے اشکوں کا سمندر رواں ہے۔ وہ دولت کے ان انباروں سے خوف زدہ ہیں۔وہ جانتے ہیں، دنیاوی آسائشیں اپنے ساتھ کتنی آلائشیں لے کر آتی ہیں۔وہ دولت کے ان انباروں کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوس اور حرص کے جرثومے دیکھ رہے ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ اس مصنوعی دولت کو دیکھنے کے بعد صبر اور قناعت کی اصلی دولت لُٹ جائے گی۔

وہ قرآن مجید کو سینے سے لگائے دھندلائی آنکھوں کے ساتھ شاید کسی سے ٹکرایا۔ اس ٹکر نے اُسے پھر حال میں پٹخ دیا ہے۔

اور اسی شام وہ استنبول کے ہوائی اڈے پر تھا۔قسم قسم کے لوگ اور بھانت بھانت کی بولیاں۔جانے میں انہیں ڈھونڈ بھی سکوں گا یا نہیں......وہ اپنی جائے قیام کی طرف جاتے ہوئے سوچ رہا ہے۔

راستے میں آتے جاتے لوگ......ان کے خوب صورت چہرے......چہروں کی شادابی اور آسودگی۔وہ سب چیزوں کو محظوظ نظروں سے دیکھ رہا ہے۔یہاں آکر وہ حیرت انگیز طور پر وہ پرسکون ہوگیا ہے۔اُسے لگ رہا ہے، جیسے وہ اپنے گھر آگیا ہے۔یہ احساسات، یہ اطمینان اور سکون اس نے پہلے کب محسوس کیا تھا۔اُس نے یاد کرنا چاہا۔بہت پہلے......بہت عرصہ پہلے جب وہ اونچے اونچے پہاڑوں اور تنگ گھاٹیوں کو پار کر کے اُن بہت مہربان لوگوں میں پہنچا تھا۔جو اللہ کی کتاب پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔اور اُس پر حرف حرف عمل کرتے تھے۔

اگلی صبح وہ شہر کی سیر کے لیے نکلا تھا۔اس کی سب سے پہلے ملاقات سلطان محمد فاتح سے ہوئی۔ وہ سلطان محمد فاتح کے مزار کے باہر کھڑا تھا۔تاریخ کے سنہرے اوراق اس کے سامنے پھڑ پھڑا رہے تھے۔اکیس سالہ نوجوان سلطان محمد فاتح، جس کی والدہ کنیزوں میں سے تھی......بہت نیک اور بہت باحیا۔اس کے والدہ کے ساتھ ساتھ ایک دوسری محترم خاتون، جنھوں نے سلطان کی تربیت کی تھی، وہ ایک باعمل مسلمان تھیں۔انھوں نے سلطان میں وہ ساری خصوصیات پیدا کیں، جو ایک مسلمان حکمران میں ہونی چاہئیں۔۱۴۵۳ء کا آغاز ہے۔سلطان محمد فاتح اردگرد کے علاقوں سے اپنی فوج کے لیے جوان بھرتی کر رہا ہے۔کہ اُس نے سلطنتِ روم کی آخری یادگار قسطنطنیہ پر اسلامی پرچم لہرانے کا پورا عزم کر رکھا ہے۔فوجیں اکٹھی ہو رہی ہیں۔قسطنطنیہ کے اردگرد کے علاقے کا بغور جائزہ لیا جا رہا ہے۔قسطنطنیہ، جس میں عیسائیوں کا سب سے بڑا گرجا ہے۔آیا صوفیہ۔رومی سلطنت کی طاقت و جبر کی نشانی۔ تمام دنیا کے عیسائیوں کا مرکز و محور۔

قسطنطنیہ کا بادشاہ بھی سلطان محمد فاتح کے ارادوں سے واقف ہے۔اُس نے بھی یورپ کا دورہ کر کے پادریوں کی مدد سے کافی امداد حاصل کر لی ہے۔شہر اناج سے بھرا ہوا ہے۔اٹلی سے کافی فوج اور جنگ جُو جرنیل پہنچ چکے ہیں۔شہر کے گرد پچیس پچیس فٹ اونچی اور بہت چوڑی دیواروں کا حصار ہے۔شہر کے اردگرد سمندر میں لوہے کی زنجیریں ڈال دی گئی ہیں۔تاکہ جہاز اس کے قریب نہ آسکیں۔

مارچ میں سلطان نے شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔شہر کی فصیل پر ہر روز گولہ باری ہو رہی ہے۔ فصیل کا جو حصّہ ذرا سے ٹوٹتا ہے، رات کے اندھیرے میں عیسائی فوجیں اُس کی مرمت کر لیتی ہیں۔محاصرہ طول کھینچ رہا ہے۔موسم کی شدت، بارش، سردی اور دھند نے محاصرہ کو مشکل ترین بنا دیا ہے۔فوج میں بد دلی پھیلائی جا رہی ہے۔ سلطان کے کچھ وزیروں کے عیسائیوں پیغامبروں کے ساتھ رابطے ہیں۔سلطان کا قابلِ اعتماد وزیر خلیل بھی انھی میں شامل ہے۔ کونسٹنٹائیں (Consentine) بادشاہ کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوتی ہے۔سلطان محمد فاتح دلیر اور چاق و چابند سپہ سالار وزیروں سے مشورہ کرتا ہے۔

سلطان لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں، ہم دو مہینوں سے یہاں پڑے ہیں۔ہمیں واپس لوٹ جانا چاہیے۔اور کچھ مال کے بدلے قسطنطنیہ سے صلح کر لینی چاہیے۔خلیل بے بول رہا ہے۔

آپ لوگوں کا کیسا خیال ہے۔ان میں سے کچھ لوگ محاصرہ ختم کرنے کو کہتے ہیں۔مگر زیادہ تر لڑنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

سلطان آہستہ آہستہ سب کی طرف سر گھما کر دیکھ رہا ہے۔قاصد کو حاضر کیا جائے۔سلطان حکم دیتا ہے۔سلطان ایک نظر اُس کو دیکھتا ہے۔اور ٹھہرے ہوئے انداز میں اس کو بتاتا ہے۔

ضلع وردوج میں افغان فوج کی مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں مجاہدین نے 30 اہل کاروں کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا جب کہ 20 رینجر گاڑیوں کو نذرِ آتش کر دیا 15 پولیس اور سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

جاؤ......اپنے بادشاہ سے کہہ دو،شہر ہمارے حوالے کردے۔تو سب کو امان دی جائے گی۔یا اسلام قبول کرلو۔تو بدستور اُسے حاکم رہنے دیا جائے گا۔یا پھر......سلطان نے چمکتی ہوئی تلوار اس کے سامنے لہرائی۔ہمارا اور تمہارا فیصلہ چند دنوں میں یہ کردے گی۔اور مئی ۱۴۵۳ء کا وہ شان دار دن فاتح فوج شہر میں داخل ہو چکی ہے۔فضائیں اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج رہی ہیں۔یونانی سپاہی بحری جہازوں اور کشتیوں سے بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔سمندر میں دور دور تک سلطان کی فوجوں کی کشتیاں اور جہاز نظر آرہے ہیں۔

دن کا پچھلا پہر ہے۔جب اکیس سالہ سلطان محمد فاتح اپنے بہترین گھوڑے پر سوار اپنے جانثاروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوتا ہے۔اس کا رُخ آیا صوفیہ کی طرف ہے۔آیا صوفیہ کی وسیع عمارت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔بہت اونچے اونچے کالے رنگ کے دروازے اور اس کا بہت شان دار گنبد سلطان کی نظروں کے سامنے ہے۔وہ گھوڑوں سے اُتر پڑتا ہے۔سلطان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔وہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہے۔اور اس کی زبان پر اللہ کی کبریائی اور اُس کی حمد وثنا جاری ہے۔

سلطان آیا صوفیہ پہنچا تو پادری اور باقی لوگ جو ادھر اُدھر چھپے ہوئے تھے،سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔

سلطانِ معظم ہمیں پناہ دیجیے۔اور ہماری عبادت گاہ ہمیں بخشی دیجیے۔اور سارے کے ساتھ گھگیا رہے ہیں۔

تم سب کو امان ہے۔تم ہماری پناہ میں ہو۔مگر آیا صوفیہ کو ہم مسجد ضرور بنائیں گے۔جہاں خدا کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف صدیوں سے کفر بکا گیا۔اور فتوے جاری ہوئے۔وہ ان کے دین کی تشہیر کا کام بھی ضرور کرے گی۔

آیا صوفیہ کو تصویروں سے پاک کیا جا رہا ہے۔سلطان نے اس کے چاروں کونوں پر گنبد بنوا دیئے ہیں۔مگر ساتھ ہی اُس کے بالکل سامنے اُس کے ڈیزائن کی مسجد، سلطان کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہے۔سلطان محمد فاتح خود اس کی بنیادوں میں اینٹیں رکھ رہے ہیں۔

وہ آیا صوفیہ سے نکلا تو اس کا رُخ توپ کاپی کی طرف تھا۔وہ جو شہنشاہوں کی رہائش گاہ تھی۔جہاں دنیا کے بڑے بڑے فیصلے ہوتے تھے۔وہ آج کل عجائب گھر کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔وہ ان ساری چیزوں سے واقف تھا۔اس طرزِ تعمیر سے۔حرم کے اندر جاتے ہوئے اُسے کچھ غیر معمولی احساس ہوا۔یہ کمرے، یہ بارہ دریاں، یہ جھروکے اُس نے پہلے بھی کبھی دیکھ رکھے ہیں۔کہاں کہاں......اُس نے ذہن کو ٹٹولا۔

لاہور میں شاہی قلعے میں،تو وہ سب ایک ہی تھے۔اور وہ خود بھی اُنھی کا حصّہ تھا۔وہ ایک دَم سے سرشار ہو گیا۔میرے مولا! تیرے ڈھنگ نرالے ہیں۔وہ خوش خوش توپ کاپی کے مختلف کمروں میں گھومنے لگا۔تلاوت کی روح پرور آواز مسلسل اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔مختلف شوکیسوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں،خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی تلواریں رکھی تھیں۔حضرتِ ابراہیمؑ کا پیالہ،حضرت یحییٰؑ کا سر مبارک اور بازو۔مگر سب سے زیادہ اُسے حضرت موسیٰؑ کا عصا دیکھ کر حیرت ہوئی۔وہ ایک پتلی سی چھڑی تھی۔جو غالبًا زیتون کے درخت سے کاٹی گئی تھی۔اس کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا موٹا اور لمبا سا ڈنڈا ہوگا۔مگر وہ تو اتنی سی چھڑی تھی،جتنی عام چرواہوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

تم لوگوں نے یہ محل خالی کیسے کر دیے۔وہ ایک خوب صورت بڑے بڑے پھولوں والے پودے کے پاس کھڑا تھا۔تب اس نے اس عالی شان اور باوقار محل کی طرف نظر اُٹھا کے سوچا۔ اللہ کی کتاب سے نا آشنائی، مذہب سے دوری،علم کا خاتمہ اور جہالت......اس کے اندر سے آواز آئی۔اور سب سے بڑی وجہ ترکِ جہاد......اس کے قریب سے سرگوشی اُبھری۔

جمعہ کا مبارک دن تھا۔اور جمعہ کی اذان ہو چکی تھی۔وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا ہوا مسجد کی طرف چلا جا رہا تھا۔راستہ میں فٹ پاتھ پر کپڑے، جوتے، سجاوٹی اشیا اور مختلف چیزوں کے سٹال لگے ہوئے تھے۔مسجد کے داخلی دروازے کے قریب چھوٹی چھوٹی بچیوں کے بت ہاتھوں میں بیوپاری کی ٹوکریاں اُٹھائے نصیب تھے۔اسے بتوں کو دیکھ کے کافی کراہت محسوس ہوئی۔اللہ کے گھر کے سامنے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی۔

نیلی مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔مسجد کا صحن، گیلریوں...... ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آرہے تھے۔ترکی زبان میں خطبہ دیا جا رہا تھا۔اور وہ اس کا حرف حرف سمجھ رہا تھا۔نماز کے بعد وہ پرانے بازار کی طرف نکل آیا۔وہ خوب صورت پلیٹوں کی ایک دکان میں کھڑا تھا۔ جب کوئی عقبی دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

اوہ تو آخر تم آ گئے۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔میں محمد فاتح ہوں۔اور تم ؟ اُس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

میں صلاح الدین ایوبی ہوں۔سیف نے اس کا ہاتھ گرمجوشی سے جکڑ لیا۔دونوں مسکرا رہے تھے۔

تم نے آنے میں دیر کر دی۔کاش تم چند سال پہلے آتے۔محمد نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ تم مجھے وہ جگہ دکھا سکتے ہو جہاں انھوں نے اپنی زندگی کے آخری سال گزارے؟ سیف نے دُکھ سے بوجھل آواز میں کہا۔ہاں! کیوں نہیں۔وہ سلطان ایوب انصاری کے مقبرے کے قریب ہی رہتے تھے۔

یہاں انھوں نے اپنی زندگی کا بن باس کاٹا تھا۔وہ دو کمروں کا ایک چھوٹا سا صاف ستھرا گھر تھا۔جسے ان کی یاد میں ویسے کا ویسا رکھا گیا تھا۔یوں لگتا تھا،جیسے وہ ابھی ابھی اُٹھ کر گئے ہوں۔بن باس......وہ کیا ہوتا ہے؟ محمد چونکا۔

اپنے وطن سے دور، اپنے خون کے رشتوں سے دور۔اپنے گھر سے دور اور اپنے ماحول سے دور، سیف کھویا کھویا سا بولا۔تم جانتے ہو، دادا اور دادی اپنے بیٹے کی یاد میں کتنے تڑپتے تھے، اور میں اور میرا باپ اُن کے لیے کتنا تڑپتے ہیں......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

12 دسمبر: صوبہ فراہ..........ضلع گلستان..........حملے میں 4 رینجر گاڑیاں تباہ..........افغان نیشنل آرمی کے 19 اہل کار ہلاک..........متعدد زخمی

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی ومالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

16 نومبر

☆صوبہ پکتیکا ضلع زیڑوک میں امریکی فوجی قافلے پر دو شدید دھماکے ہوئے۔تفصیلات کے مطابق سرمیدان کے علاقے میں امریکی فوجی گشت کر رہے تھے کہ بم کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے، دیگر فوجی لاشوں اور زخمیوں کو اٹھانے میں مصروف تھے کہ ایک اور دھماکہ ہوا جس میں مزید 15 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ غزنی ضلع قرہ باغ میں امریکی قابض فوج نے مجاہدین کے ٹھکانے پر چھاپہ مارا جہاں انہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔لڑائی کے دوران ایک امریکی ہیلی کاپٹر جو کہ لینڈنگ کر رہا تھا راکٹ لانچر کی زد میں آ کر تباہ ہو گیا۔

☆صوبہ غزنی کیدہ یک اور خوگیانی اضلاع میں صلیبی افواج کے دو ٹینک مجاہدین کی طرف سے بچھائی گئی بارودی سرنگوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئے۔دونوں ٹینکوں میں سوار 6 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ قندھار ضلع پنجوائی کے دوآب علاقے میں بدہ کیروز مقام پر صلیبی فوجیوں کا ٹینک بارودی سرنگ دھماکہ میں تباہ ہو گیا۔ٹینک میں سوار 3 صلیبی فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ ننگرہار ضلع خیوہ میں ننگرہار، کنڑ قومی شاہراہ پر کنڈی کے مقام نیٹو سپلائی قافلہ پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 سپلائی کنٹینرز جن پر فوجی گاڑیاں لدی ہوئی تھیں، جل کر خاکستر ہو گئے۔

☆صوبہ بغلان ضلع مرکزی بغلان کے زمان خیل کے علاقے میں صلیبی فوجیوں کے جدید تعمیر شدہ بیس پر میزائل داغے۔دونوں میزائل اہداف پر گرے، جن سے ایک ٹینک اور انجینئروں کی گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 7 صلیبی فوجی اور 2 افغان فوجی ہلاک جب کہ 5 صلیبی فوجی زخمی ہوئے۔

17 نومبر

☆صوبہ ننگرہار ضلع نازیان میں مجاہدین نے امریکی و افغان فوج کے مشترکہ قافلے پر حملہ کیا۔تفصیلات کے مطابق مجاہدین نے سرلمہ کے علاقے میں دشمن کے مشترکہ قافلے پر گھات کی صورت میں حملہ کیا جو لڑائی میں بدل کر کئی گھنٹے تک جاری رہا۔کئی گھنٹے کی لڑائی میں امریکی اور افغان فوج کے دو ٹینک اور تین رینجر گاڑیاں تباہ ہو گئیں، اس کے علاوہ 10 امریکی اور 7 افغان فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع کچیر ہار اور ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس چیف کی گاڑی پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا۔اس حملے میں ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس چیف جمال الدین اپنے 2 محافظوں سمیت ہلاک جب کہ 3 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆مجاہدین کی صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں نہر سراج کے علاقے سیمنٹ پل کے مقام پر امریکی فوجیوں سے ہونے والی شدید جھڑپ میں 6 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

19 نومبر

☆صوبہ کنڑ ضلع ناڑامیں امریکی بیس پر مجاہدین نے مارٹر توپوں سے حملہ کیا۔مجاہدین نے زروکچھ کے علاقے میں واقع امریکی بیس پر مارٹر توپ کے 8 گولے داغے جو امریکی بیس میں موجود خیموں پر گرے۔اس حملے میں کم از کم 10 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے شیخ عمیر اور موسیٰ خیل اضلاع میں مجاہدین نے فرنٹیئر کور کے اہل کاروں کو نشانہ بنایا مختلف واقعات میں 10 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ ایف سی کی دو گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔خوست شہر میں امریکی فوجی ٹینک بارودی سرنگ کی زد میں آ کر تباہ ہو گیا جس کے نتیجے میں 7 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے برکی برک، خروار اضلاع اور صوبائی دارالحکومت پل عالم شہر میں مجاہدین کی حملوں اور بم دھماکوں سے 15 صلیبی فوجی اور انٹیلی جنس اہل کار ہلاک ہوئے۔

20 نومبر

☆صوبہ فراہ کے ضلع گلستان میں افغان فوج کے قافلے پر دو دھماکے ہوئے۔تفصیلات کے مطابق افغان فوج کا کاروان جوزا کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ ایک سرف گاڑی بارودی سرنگ کی زد میں آ کر تباہ ہو گئی دھماکہ کے بعد بہت سے فوجی اس جگہ اکٹھے ہو گئے اسی دوران ایک دوسرا دھماکہ ہوا۔دونوں دھماکوں کے نتیجے میں 15 فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ قندھار ضلع میوند میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔گھات لگا کر کیے گئے حملے میں 5 سپلائی اور فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں جب کہ متعدد سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک وزخمی ہوئے۔

21 نومبر

☆صوبہ فاریاب ضلع قومقول کے پولیس چیف کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔مجاہدین نے ڈسٹرکٹ پولیس چیف نجم معاون کی گاڑی پر مزار شریف اور میمنہ شہروں کے درمیانی علاقے میں حملہ

کیا،گھات لگا کر کیے گئے اس حملے کے نتیجے میں پولیس چیف 2 محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔
☆صوبہ پکتیکا ضلع اور گون میں امریکی فوجی ٹینک مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ ہوگیا۔2 امریکی فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے گریشک، خانشین اور ناوہ اضلاع میں مجاہدین کے حملوں میں 3 امریکی فوجی اور ایک امریکی جاسوس ہلاک ہوگیا۔

22 نومبر

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں فدائی مجاہد نے پولیس چیف کے قافلے پر استشہادی حملہ کیا۔ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کا قافلہ بغرا اور رود کے درمیانی علاقے سے گزر رہا تھا کہ فدائی مجاہد شہید عبدالصمد نے اس پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ ان میں سوار 8 اہلکار ہلاک ہوگئے جب کہ پولیس چیف سمیت پانچ شدید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ فراہ ضلع فراہ رود میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے اس حملے کے نتیجے میں سیکورٹی فورسز کی 3 سرف گاڑیاں جب کہ 2 فیول بھرے ٹینکر تباہ ہوگئے اور 8 سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر قریب بردرویشان کے مقام پر افغان فوج کی گاڑی بارودی سرنگ دھماکہ سے تباہ ہوگئی، جس کے نتیجے میں ۷ افغان فوجی ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ کابل ضلع قرہ باغ کے اکاخیل علاقے میں امریکی فوجی ٹینک کو مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں تباہ کردیا۔ ٹینک میں سوار 6 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆مجاہدین نے صوبہ کابل ضلع سروبی میں افغان نیشنل آرمی کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۲ فوجی گاڑیاں تباہ اور ۱۰ افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

23 نومبر

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں مجاہدین نے فرنٹیئر کور اور امریکی فوج کے مشترکہ قافلے پر حملہ کیا۔ یہ حملہ گھات لگا کر بھاری ہتھیاروں سے کیا گیا جس کے نتیجے میں فرنٹیئر کور کے 14 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆مجاہدین نے صوبہ بغلان ضلع مرکزی بغلان کے چہارشنبہ تپہ کے علاقے امریکی فوجی قافلے پر اُس وقت حملہ کیا جب وہ انارخیل بیس کی جانب جارہا تھا۔ اس حملے میں 7 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

24 نومبر

☆مجاہدین نے صوبہ کابل کے شمالی ضلع قرہ باغ میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹر کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار 33 اہلکار عملہ سمیت ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ فراہ ضلع گلستان میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا گیا۔ مجاہدین نے قندھار، ہرات قومی شاہراہ پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے سیکورٹی فورسز کی 8 گاڑیاں اور 6 فیول بھرے ٹینکرز تباہ ہوگئے۔ اس کے علاوہ لڑائی میں 24 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں مجاہدین نے پولیس کاروان پر حملہ کیا۔ سیفن باوڑی کے مقام پر گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 5 رینجر گاڑیاں اور ایک کرولا تباہ ہوگئی۔ جب کہ 17 پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔
☆صوبہ میدان وردک کے صدر مقام میدان شہر میں مجاہدین نے سیکورٹی اہلکاروں پر حملہ کیا۔ ملاخیل کے مقام پر گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 3 سرف گاڑیاں تباہ ہوئیں جب کہ 11 سیکورٹی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

25 نومبر

☆فدائی مجاہد نے صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر میں امریکی وافغان فوج کے مشترکہ کاروان پر استشہادی حملہ کیا۔ تفصیلات کے مطابق فدائی مجاہد شہید حافظ عبدالعلی حنظلہ نے بارود بھری کار سے فدائی حملہ سرانجام دیا جس کے نتیجے میں دو فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوئی جب کہ 15 امریکی وافغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔
☆صوبہ غزنی ضلع مقر میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ کابل، قندھار قومی شاہراہ پر گھات کی صورت میں کیے گئے اس حملے کے نتیجے میں نیٹو کے 12 فیول بھرے ٹینکر اور سیکورٹی فورسز کی دو گاڑیاں راکٹوں کی زد میں آکر تباہ ہوگئیں۔
☆صوبہ غزنی ضلع دہ یک کے علی قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے بارودی سرنگ دھماکوں میں 2 امریکی ٹینک تباہ کردیے، جن میں سوار 7 امریکی فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ خوست کے ضلع خوست شہر کے علاقے شب لکن میں ڈیرہ کے مقام پر امریکی فوجوں کا ٹینک بارودی سرنگ کے زد میں آکر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

26 نومبر

☆صوبہ میدان وردک ضلع سید آباد کے علاقے ہفت آسیا کے مقام مجاہدین نے نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ کیا، اس حملے میں نیٹو کے 4 کنٹینرز تباہ جب کہ 7 سیکورٹی اہلکار، 4 ڈرائیور ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ فراہ ضلع گلستان کے شاکوشی علاقے میں مجاہدین سے جھڑپ میں 6 امریکی فوج مارے گئے۔

28 نومبر

☆صوبہ ہلمند ضلع نوزاد میں امریکی فوجی کاروان کے 8 ٹینک مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بارودی سرنگوں کی زد میں آکر تباہ ہوگئے۔ امریکی فوجی کاروان ضلع شورآب سے ضلع موسیٰ قلعہ کی جانب جارہا تھا کہ صوبہ نوزاد کے گرمہ کاریز کے علاقے میں چار گھنٹوں کے دوران 8 ٹینک بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ ہوگئے اور ان میں سوار تمام فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ غزنی ضلع انڈر میں امریکی فوج اور افغان آرمی کی تین گاڑیاں بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ ہوگئیں اور ان میں سوار 16 امریکی وافغان فوجی ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ غزنی ضلع انڈر میں مجاہدین کی جانب سے نصب شدہ بارودی سرنگوں سے ٹکرا افغان

نیشنل آرمی کی تین گاڑیاں کر تباہ ہوئیں، جس کے نتیجے میں 16 افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

29 نومبر

☆صوبہ بغلان ضلع مرکزی کے علاقے فابریکہ قند صلیبی فوج کا ایک ٹینک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ سے ٹکرانے کے بعد تباہ ہوا، ٹینک میں سوار 7 صلیبی فوجیوں میں سے 5 موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

30 نومبر

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں مجاہدین کے حملوں اور دھماکوں سے چار امریکی ٹینک اور دو فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ یہ دھماکے گرماوک کاریز، شاہ میر، ملالہ زیارت اور ضیا آباد کے علاقوں میں ہوئے۔ ان واقعات میں 26 امریکی و افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

02 دسمبر

☆صوبہ لوگر ضلع محمد آغے میں فدائی مجاہد نے امریکی فوج کے مرکز پر استشہادی حملہ کیا۔ 50 سالہ فدائی مجاہد شہید ادریس بابا نے 14 ٹن بارود سے بھرے ٹریلر کے ذریعے امریکی فوجی مرکز کے وسط میں فدائی حملہ کیا جس سے مرکز مکمل طور پر منہدم ہوگیا۔ رپورٹ کے مطابق مذکورہ مرکز میں 300 کے لگ بھگ امریکی فوجی تعینات تھے۔ اس کے علاوہ متعدد گاڑیاں اور دیگر فوجی ساز وسامان بھی تباہ ہوگیا۔

☆مجاہدین اور امریکی فوجوں کے درمیان صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر میں شدید جھڑپیں ہوئیں جن میں ایک امریکی گاڑی تباہ اور 13 امریکی فوجی اہل کار ہلاک و زخمی ہوگئے۔

04 دسمبر

☆صوبہ کنڑ کے مانوگئی اور مرہ اضلاع میں مجاہدین نے امریکی و افغان فوج کے خلاف ''انتقامِ شہدا'' کے نام سے آپریشن کا آغاز کیا جس میں امریکی اور افغان فوج کے مراکز کو نشانہ بنایا گیا۔ اس آپریشن کے دوران 5 رینجر گاڑیاں اور دو امریکی ٹینک تباہ ہوئے۔ جب کہ 9 افغان اور 13 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں امریکی اور افغان فوجوں پر حملے کیے۔ مختلف علاقوں میں گھات لگا کر کیے گئے حملوں کے نتیجے میں تین گاڑیاں تباہ ہوئیں جب کہ 12 فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

05 دسمبر

☆صوبہ بدخشاں ضلع وردوج میں افغان نیشنل آرمی اور پولیس کے اہل کاروں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں مجاہدین کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ پولیس اور سیکورٹی اہل کاروں نے مذکورہ ضلع کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کے خلاف سرچ آپریشن کا آغاز کیا جس میں انہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا مجاہدین نے 30 پولیس اہل کاروں کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا جب کہ 20 رینجر گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا۔ گرفتار شدگان میں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور دیگر افسران بھی شامل ہیں۔ اس آپریشن کے دوران 15 پولیس اور سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی ضلع انڈر میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں کیے گئے اس حملے کے نتیجے میں 4 سپلائی اور تین سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ جب کہ 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

06 دسمبر

☆صوبہ زابل ضلع شاہ جوئی میں فدائی مجاہد نے امریکی فوجی کاروان پر استشہادی حملہ کیا۔ امریکی فوج کا قافلہ قندھار، کابل قومی شاہراہ پر گذر رہا تھا کہ فدائی مجاہد شہید محمد نبی نے بارود بھری گاڑی سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تین بکتر بند ٹینک تباہ ہوگئے اور ان میں سوار 12 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

09 دسمبر

☆صوبہ نورستان ضلع غازی آباد کے مرکز کے قریب ڈسٹرکٹ پولیس چیف فدائی مجاہد کے حملے میں مارا گیا۔ نشہ گام گاؤں میں فدائی مجاہد نے ڈسٹرکٹ پولیس چیف کی گاڑی پر استشہادی حملہ کیا جس کے نتیجے میں پولیس چیف 12 محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا جب کہ اس کی گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

10 دسمبر

☆صوبہ پکتیا ضلع شواک میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ سٹو کنڈاؤ کے علاقے میں گھات لگا کر کیے گئے اس حملے کے نتیجے میں 6 سپلائی اور سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں تباہ ہوگئیں جب کہ 7 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

12 دسمبر

☆صوبہ فراہ کے ضلع گلستان میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں کیے گئے حملے میں 4 رینجر گاڑیاں تباہ ہوگئیں جب کہ افغان نیشنل آرمی کے 19 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں مجاہدین نے فرنٹیئر کور کے مرکز پر حملہ کیا۔ بھاری ہتھیاروں سے کیا گیا حملہ 45 منٹ تک جاری رہا جس میں 13 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

13 دسمبر

☆صوبہ بادغیس ضلع قلعہ نوشہر میں ہسپانوی فوج پر فدائی حملہ کیا گیا۔ فدائی مجاہد شہید عبدالقدوس نے فدائی حملہ اس وقت سرانجام دیا جب ہسپانوی فوجی پی آر ٹی مرکز کے سامنے کھڑے تھے۔ اس حملے کے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔ مرکز کی عمارت کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

15 دسمبر

☆مجاہدین نے صوبہ غزنی ضلع گیلان میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے حملے میں سیکورٹی فورسز کی 2 سرف گاڑیاں اور دو سپلائی گاڑیاں تباہ ہوگئیں جب کہ 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن کی تفصیلات بوجوہ ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۰ نومبر: اورکزئی، کرم اور خیبر ایجنسیوں میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۱۳ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ نومبر: اپر اورکزئی کے علاقے خادیزئی میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے درمیان جھڑپ میں ایک لیفٹیننٹ اور ایک کیپٹن کی ہلاکت جب کہ دو کپتانوں سمیت ۸ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۳ نومبر: ڈیرہ اسماعیل خان میں مجاہدین نے تھانے پر حملہ کر دیا، اس حملے کے نتیجے میں اے ایس آئی کی ہلاکت اور ایس ایچ او سمیت ۴ پولیس اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۳ نومبر: وسطی کرم ایجنسی کے علاقے جوگئی میں مجاہدین اور فورسز کے مابین جھڑپ میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک جب کہ ۹ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۳ نومبر: اپر اورکزئی کے علاقے خادیزئی میں جھڑپ کے دوران ۶ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ نومبر وسطی کرم ایجنسی اور اورکزئی ایجنسی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۱۵ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷ نومبر: اپر اورکزئی کے علاقے تاسہ خیل اور گنڈی تال میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت اور ۲ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۷ نومبر: پاراچنار کے علاقے وسطی کرم میں بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک سیکورٹی اہل کار اسحاق خان کے ہلاک اور دوسرے کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۸ نومبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں بازار میں خاصہ دار فورس کی گاڑی میں دھماکے سے صوبے دار سمرقند سمیت ۷ خاصہ داروں کے زخمی ہونے کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۲۹ نومبر: اورکزئی ایجنسی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک سیکورٹی اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۹ نومبر: اپر اورکزئی کے علاقے علی خیل میں گشت کے دوران گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرانے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت اور ایک کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی

۳۰ نومبر: ہنگو میں مقامی امن کمیٹی کا صدر ہاشم خان گاڑی میں نصب شدہ بم پھٹنے سے ہلاک اور اس کے دو ساتھی شدید زخمی ہوگئے۔

۳۰ نومبر: اورکزئی اور کرم ایجنسیوں میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۱۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳۰ نومبر: وسطی کرم ایجنسی کے علاقے مسوزئی میں مجاہدین اور فورسز کے درمیان جھڑپ میں ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت جب کہ ۳ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۰ نومبر: اورکزئی ایجنسی کے علاقے کلایہ کی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۸ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲ دسمبر: چترال میں سون چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک اور ۵ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲ دسمبر: خیبر ایجنسی میں مجاہدین اور امن لشکر کے درمیان جھڑپ میں امن لشکر کے ۱۲ اہل کار ہلاک اور دو کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳ دسمبر: اپر اورکزئی ایجنسی کے علاقے انزر کلے میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۴ دسمبر: وسطی کرم کے علاقے توک میں بارودی سرنگ دھماکے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۴ دسمبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں قتل کے مجرم پر جرم ثابت ہونے پر حد قصاص نافذ کرتے ہوئے اُسے قتل کر دیا گیا۔

۵ دسمبر: کوہاٹ میں راکٹ حملے کے نتیجے میں ۲ پولیس اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ دسمبر: کرم ایجنسی میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں ۳ فوجی اہل کاروں کی ہلاکت اور ۵ کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ دسمبر: ہنگو شہر پر مجاہدین نے ۱۸ راکٹ داغے، سرکاری ذرائع نے ۳ سیکورٹی اہل کاروں نائب صوبے دار قریش خان، فرنٹیئر کانسٹیبلری کے سپاہی محمد کریم اور پولیس اہل کار محمد آصف کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۸ دسمبر: اپر اورکزئی کے علاقے تاسر خیل میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر

فائرنگ کی۔سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت جب کہ ۲ کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۲دسمبر:ہنگو میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۳ پولیس اہل کاروں اور امن کمیٹی کے ایک رضا کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۳دسمبر:شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں فورسز کے قافلے پر راکٹ حملے میں ایک اہل کار کی ہلاکت جب کہ ۲ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۳دسمبر:پشاور کے علاقے بڈھ بیر میں مجاہدین نے پولیس پارٹی پر حملہ کیا،جس کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایک پولیس اہل کار کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۱۴دسمبر:خیبر ایجنسی میں مجاہدین نے خاصہ دار فورس کے ۱۵ اہل کاروں کو گرفتار جب کہ ایک کو ہلاک کر دیا۔

۱۴دسمبر:تحصیل باڑہ کے علاقے شلوبر میں مجاہدین کی امن لشکر اور فوج کے ساتھ جھڑپ ہوئی، سرکاری ذرائع نے لشکر کے ۳ رضا کاروں، ۲ فوجیوں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۴دسمبر:شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر کمین لگا کر حملہ کیا گیا۔اس حملے کے نتیجے میں شوال رائفلز کے ایک سیکورٹی اہل کار سرتاج حسین کے ہلاک جب کہ ۱۲ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶دسمبر:اپر اورکزئی میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں ایک فوجی اہل کار کی ہلاکت جب کہ ۲۵ کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶دسمبر:خیبر ایجنسی میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر مجاہدین نے سپین قمر کے مقام پر فائرنگ کی،جس کے نتیجے میں علی مت نامی سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶دسمبر:ضلع ہنگو میں مجاہدین کے حملوں میں ۷ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۷دسمبر:کرم ایجنسی میں ہونے والے بم دھماکے کے نتیجے میں فوج کے ایک لیفٹیننٹ سمیت ۱۳ اہل کاروں کی ہلاکت اور ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۸دسمبر:جانی خیل میں میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱دسمبر:اورکزئی ایجنسی کی اپر تحصیل کے ہیڈکوارٹر غلجو کے قریب کاگر قمر کے مقام پر سیکورٹی فورسز کے قافلے پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا،ایک میجر سمیت ۱۳ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۲۲ شدید زخمی ہوگئے۔جب ایک فوجی اہل کار کو گرفتار بھی کر لیا گیا۔

۲۳دسمبر:ٹانک کے علاقے ملازئی میں مجاہدین نے ایف سی کی پوسٹ پر حملہ کیا،جس کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایک ایف سی اہل کار کی ہلاکت اور ۲ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی جب کہ ۱۳۰ ایف سی اہل کاروں کو مجاہدین نے گرفتار کر لیا۔

☆☆☆☆☆

نیٹو سپلائی پر مجاہدین کی کارروائیاں

۲۵اکتوبر:جمرود میں نیٹو فورسز کے لیے تیل لے جانے والے ٹینکروں پر مجاہدین کی فائرنگ سے ایک ڈرائیور ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔

۲۶اکتوبر:کوئٹہ چمن شاہراہ پر شیلا باغ کے قریب مجاہدین نے نیٹو کے ٹریلز پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ایک ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔

۲۶اکتوبر:جمرود میں بھگاری چیک پوسٹ کے قریب مجاہدین نے ۴ نیٹو ٹینکرز پر فائرنگ کر دی،جس کے نتیجے میں ٹینکرز تباہ جب کہ ایک ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔

۲۷اکتوبر:خیبر ایجنسی میں طورخم میں نیٹو ٹرمینل پر دو دھماکے ہوئے۔ٹرمینل پر کھڑے تین ٹینکروں کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر تباہ ہو گئے۔خیبر ایجنسی میں ہونے والے ان دھماکوں میں نیٹو کی ۴ آرمڈ گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔جب ایک ڈرائیور بھی ہلاک ہو گیا۔

۳۰اکتوبر:ضلع بولان میں مچھ کے قریب مجاہدین نے نیٹو آئل ٹینکر کے ڈرائیور اور کلینر کو گرفتار کر لیا۔

یکم نومبر:مستونگ کے علاقے دشت میں مجاہدین نے نیٹو کنٹینر پر فائرنگ کر کے اُسے آگ لگا دی۔

۱۵نومبر:مستونگ کے علاقے دشت میں ۲ نیٹو کنٹینرز کو نذر آتش کر دیا گیا۔

۱۸نومبر:جمرود میں نیٹو آئل ٹینکر دھماکے سے تباہ کر دیا گیا۔

۲۰نومبر:مستونگ میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کے تین کنٹینروں کو فائرنگ کے بعد نذر آتش کر دیا۔

۲۳نومبر:طورخم شاہراہ پر مچنئی چیک پوسٹ کے قریب نیٹو فورسز کے لیے تیل لے جانے والے آئل ٹینکر کو دھماکہ سے اڑا دیا گیا۔

۸دسمبر:کوئٹہ کے قریب نیٹو ٹرمینل پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا،اس حملے میں ۴۲ آئل ٹینکر تباہ ہو گئے۔

۱۱دسمبر:بلوچستان سے کراچی واپس آنے والے نیٹو آئل ٹینکروں پر مجاہدین کے حملے سے تباہ ہونے والے ٹینکرز کی تعداد ۹ ہوگئی۔جب کہ ایک ٹینکر کے ڈرائیور کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

عراق سے سربلند کر کے جا رہے ہیں،افغانستان میں امن کے لیے القاعدہ کو شکست دینا ہوگی:اوباما

امریکی صدر اوباما نے کہا ہے کہ''عراق سے جاتے ہوئے ہمارا سر فخر سے بلند ہے،ہمارے فوجی عراق سے انخلا کے وقت پیچھے ایک مستحکم اور خودمختار ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں،اب عراق کا مستقبل اس کے عوام کے ہاتھ میں ہے۔افغانستان میں امن کے لیے القاعدہ کو شکست دینا ہوگی''۔

اتحادیوں سے ڈومور کہہ سکتے ہیں:جنرل مارٹن

امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن ڈیمپسی نے کہا ہے کہ''امریکہ افغان جنگ میں اتحادیوں سے ڈومور کے مطالبے پر غور کر رہا ہے''۔

امریکہ کی عراق میں سربلندی تو دنیا نے اسی دن دیکھ لی تھی جب بش کو بغداد میں جوتے پڑے تھے۔ جہاں تک خود مختار اور مستحکم عراقی حکومت کا تعلق ہے تو روافض کی بیساکھیوں پر کھڑی اس حکومت میں ابھی سے جوتیوں میں دال بٹنے لگی ہے۔ اور اس حکومت نے اپنے ہی نائب وزیر اعظم پر دہشت گردی کا الزام عاید کرکے اس کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے ہیں۔نتیجتاً اس حکومت کا عنقریب تیا پانچہ ہوتا نظر آرہا ہے۔

پاکستان کی امداد تعاون سے مشروط ہونی چاہیے:جان میک کین

امریکی سینیٹر اور آرمڈ سروسز کمیٹی کے رکن جان مک کین نے کہا ہے کہ''پاکستان کو اربوں ڈالر کی امداد دے چکے ہیں۔پاکستان کے لیے مزید امداد تعاون سے مشروط کی جانی چاہیے''۔

پاکستان کو امداد اسی صورت ملے گی جب وہ ہم سے تعاون کرے گا:امریکی سینیٹر

ری پبلیکن سینیٹر جان کے نے پاکستان کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کو دی جانے والی امداد کا انحصار امریکہ سے تعاون پر ہے،پاکستان یہ مت بھولے کہ امداد اسی صورت ملے گی جب وہ ہمارے ساتھ تعاون کرے گا۔

حقانی نیٹ ورک ازخود کارروائیاں کررہا ہے:ایڈمرل ایلیم

امریکہ کی اسپیشل فورسز کے سربراہ ایڈمرل ایلیم میکریون نے کہا ہے کہ''حقانی نیٹ ورک اپنے طور پر کارروائیاں کر رہا ہے اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اسے مکمل طور پر پاکستان کی مدد حاصل نہیں ہے۔کابل میں ہونے والے کئی حملوں کا ذمہ دار حقانی نیٹ ورک ہے لیکن وہ پاکستانی مدد پر انحصار نہیں کر رہے''۔

نیٹو کے انخلا سے افغان مسئلہ شدت اختیار کرسکتا ہے:من موہن

بھارتی وزیر اعظم من موہن نے کہا ہے کہ''اگر افغانستان میں نیٹو کی افواج کا انخلا منصوبے کے مطابق مکمل ہوگیا تو مسئلہ افغانستان مزید شدت اختیار کرسکتا ہے''۔

نیٹو پاکستان سے ہی سپلائی چاہتا ہے،اس کا کوئی متبادل نہیں:تھامسن

پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر ایڈم تھامسن نے کہا ہے کہ''نیٹو کے لیے سپلائی لائن موجود ہے لیکن پاکستان سے سپلائی کا متبادل نہیں ہے،نیٹو پاکستان سے ہی سپلائی چاہتا ہے''۔

یورپی یونین کا شیرازہ بکھرنے کا حقیقی خطرہ ہے:امریکی فوجی سربراہ

امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن کا کہنا ہے کہ''مغربی یورپ میں مالیاتی بحران کے باعث ہنگاموں کا خطرہ ہے۔یورپی یونین کی قیادت اس اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے موثر تدابیر کرنے سے قاصر ہے اس لیے یورپی یونین کا شیرازہ بکھرنے کا حقیقی خطرہ موجود ہے''۔

اسلام ''انتہا پسندی'' کا دوسرا نام ہے:فرانسیسی وزیر

فرانس کی امورِ نوجوانان کی وزیر جینٹ نے کہا کہ''اسلام سراسر انتہا پسندی کا دوسرا نام ہے جس میں اعتدال پسند نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔عرب ممالک میں اسلامی شریعت کو ماخذ بنا کر کی گئی قانون سازی انسانی حقوق اور شہری آزادیوں پر ایک حملہ ہوگی اور ہم اسے کسی صورت قبول نہیں کریں گے''۔

☆☆☆☆☆

12 دسمبر:صوبہ ننگرہار......ضلع خوگیانی......فرنٹیئر کور کے مرکز پر حملہ......13 اہل کار ہلاک اور زخمی

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

طالبان سے بچنے کے لیے فوری انصاف فراہم کرنا ہوگا: لطیف کھوسہ

گورنر پنجاب لطیف کھوسہ نے کہا کہ ''طالبان کو اس وجہ سے پذیرائی ملی کہ وہ ۳ دنوں میں انصاف کرتے ہیں۔اب ملک کو طالبان سے بچانے کے لیے فوری انصاف کرنا ہوگا''۔

عمران خان نے ملک میں خلافت راشدہ کا نظام لانے کا اعلان کردیا

عمران خان نے کہا کہ ''ہم ملک میں انسانوں کی تفریق والا نہیں بلکہ سب کے لیے یکساں خلافت راشدہ طرز کا اسلامی نظام لے کر آئیں گے''۔

خلافت اللہ کا نظام ہے جو ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے: مشاہد اللہ خان

مسلم لیگ ن کے سیکرٹری اطلاعات مشاہد اللہ خان نے ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''آج جتنے نظام ہیں یہ انسانوں کے بنائے ہوئے نظام ہیں۔خلافت جو ہے یہ اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے،جب ہم اللہ کا بنایا ہوا نظام نے چھوڑ کے انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کے پیچھے چلے ہیں تو وہ یکے بعد دیگرے فیل اس لیے ہوتے چلے جارہے ہیں کہ انسانوں کا بنایا ہوا نظام پرفیکٹ ہو ہی نہیں سکتا...... پرفیکٹ نظام تو صرف اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہی ہے،اس لیے کہ وہ الہامی ہے،وہ کسی انسان نے نہیں بنایا۔جو اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے اُس طرف جانا پڑے گا تبھی اس دنیا کے مسائل حل ہوں گے،انسانوں کے بنائے ہوئے نظام میں لالچ ہوتی ہے،حرص ہوتا ہے اور ذاتی مفادات ہوتے ہیں،اس لیے وہ نظام یکے بعد دیگرے ناکام ہوجاتے ہیں''۔

پاکستان کی تین بڑی سیاسی جماعتوں کے راہ نماؤں کے یہ بیانات اس بات کا پتہ دے رہے ہیں کہ چڑھتے سورج کے یہ پجاری نصرانیت ویہودیت کے مغلوبے سے معرض وجود میں آئے سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کے زوال اور دین حق کے غلبے کے لیے اترتی نصرت الٰہی کو بھانپ چکے ہیں، اسی لیے عوام کو بے وقوف بنا نے کے لیے خلافت و شریعت کے مقدس و ارفع تصورات سے وابستگی کا اظہار کر رہے ہیں لیکن اللّٰہ عزیز و حکیم ، کہ جس نے یہ شریعت نازل کی ہے ، ان کے مکر و فریب سے خوب واقف ہے اورعنقریب وہ ان کو ذلیل و رسوا کرے گا اور اپنے دین کو یقیناً ان لوگوں کے ہاتھوں نافذ کرے گا جو آج فقط رضائے رب کی خاطر ساری دنیا بشمول ان خائنین کے، سے دشمنی مول لیے بیٹھے ہیں۔

جمہوریت کی گاڑی کو تیل ہم نے فراہم کیا: مولانا رشید لدھیانوی

جمعیت علمائے اسلام (ف) پنجاب کے امیر نے کہا کہ ''جمہوریت کی گاڑی میں ہم نے تیل ڈالا ہے،موجودہ حکومت سے اختلافات کے باوجود ہمارا موقف ہے کہ جمہوریت کو چلنا چاہیے کیونکہ یہ ہر حکومت کا حق ہے''۔

داد دیجیے مولانا صاحب کے پٹرول پمپ کو کہ جمہوریت کی اس گاڑی کو بھی تیل فراہم کر رہے ہیں جس کو پوری دنیا میں کوئی دھکا لگانے والا بھی نہیں، یہاں تک کہ خود اس کے بنانے والے بھی اب اس سے بے زار ہیں لیکن لدھیانوی صاحب اور ان کی طرح عالم اسلام کی کئی اسلامی تحریکات ابھی بھی اسی جمہوریت سے امیدیں وابستہ کیے بیٹھے ہیں ۔ اللّٰہ سے دعا ہے کہ جمہوریت کے دھوکے میں گرفتار تمام مسلمانوں کو اس دھوکے سے نجات عطا فرمائے اور شریعت الٰہیہ کے نفاذ اور خلافت کے قیام کے لیے اپنا تن ، من، دھن قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ملک کو اخلاقی تباہی سے بچانے کے لیے چرچ مسیحی اقدار کا احیا کرے: برطانوی وزیراعظم

برطانیہ کے وزیراعظم کیمرون نے چرچ آف انگلینڈ پر زور دیا ہے کہ وہ ملک کی تباہ ہوتی ہوئی اخلاقی اقدار کو بچانے کے لیے روایتی مسیحی اقدار کا احیا کرے۔

پتہ نہیں کیمرون میر (تقی میر) کی طرح 'سادہ' ہے یا اس نے جان بوجھ کر ایسا کہا ہے؟ کیونکہ کوئی ذی ہوش اس چرچ سے اخلاقی اقدار کو بچانے کی درخواست نہیں کر سکتا، جس چرچ کی اپنی اخلاقی حالت یہ ہے کہ اس کے سب سے بڑے پیشوا پوپ بینی ڈکٹ کو یورپ کے پادریوں کے ہاتھوں جنسی زیادتی کا شکار ہونے والے افراد سے معافی مانگنا پڑی۔ممکن ہے خود کیمرون بھی 'متاثرین کلیسا' میں شامل ہو؟

۲۸ ہزار ۸۰۲ نیٹو کنٹینرز پاکستان میں لاپتہ ہوئے: وزیر مملکت خواجہ شیراز

وزیر مملکت خواجہ شیراز نے سینٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ ''پاکستان میں

13 دسمبر: صوبہ بادغیس.........ضلع قلعہ نو شہر.........ہسپانوی فوج پر فدائی حملہ.........7 فوجی ہلاک.........متعدد زخمی ہوگئے.........مرکز کی عمارت تباہ

لا پتہ ہونے والے نیٹو کنٹینرز کی تعداد ۷ ہزار ۹۲۲ نہیں بلکہ ۲۸ ہزار ۸۰۲ ہے۔ یہ کنٹینرز طورخم اور چمن کے راستے افغانستان پہنچنے کی بجائے پاکستان میں ہی کہیں چھپا دیے گئے''۔

دس برس سے نیٹو سپلائی جاری ہے، کوئی ٹیکس عائد ہے نہ تیل اور دیگر سامان کی سٹوریج کا معاوضہ لیا جاتا ہے

بی بی سی سے گفت گو کرتے ہوئے وزارت دفاع کے ایک سینئر افسر نے بتایا کہ ''افغانستان میں امریکہ کی اتحادی افواج اور نیٹو کے لیے جانے والی رسد پر کوئی ٹیکس عائد ہے اور نہ ہی اس سے پاکستانی بندرگاہ سے متعلق مختلف محصولات، تیل اور دیگر سامان کی سٹوریج کا معاوضہ لیا جاتا ہے''۔ وزارت دفاع کے ایک اور فوجی افسر نے بی بی سی کو نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ''پارلیمانی کمیٹی جو مشترکہ اور متفقہ سفارشات تیار کر رہی ہے اس میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اب ہم نیٹو، امریکہ اور اتحادی افواج کے لیے جانے والے سامان پر عالمی قوانین اور پریکٹسز کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹیکس لگائیں گے اور انہیں فراہم کی جانے والی سہولیات کی مد میں معاوضہ وصول کریں گے اور اس سے سرکاری خزانے کو سالانہ اربوں روپے کی آمدن ہوگی''۔

نیٹو کنٹینرز سے سڑکوں کو ۴۰ ارب کا نقصان ہوچکا ہے، ایساف کو فنڈز دینا ہوں گے: وزیر مواصلات

وفاقی وزیر مواصلات ارباب عالم گیر نے کہا کہ ''نیٹو اور ایساف کنٹینرز کی آمدو رفت کے باعث ہماری سڑکوں کو ۴۰ ارب روپے سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے، اس حوالہ سے نیٹو اور ایساف سے معاملہ اٹھایا ہے اور ایساف کو سڑکوں کی مرمت کے لیے فنڈز دینے ہوں گے''۔

طالبان کو مذاکرات سے شکست دی جاسکتی ہے: عمران کا امریکی سفیر کو مشورہ

عمران خان سے امریکی سفیر کیمرون منٹر نے تحریک انصاف کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ملاقات کی، اس موقع پر عمران خان نے کہا کہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ ہتھیاروں سے نہیں جیتی جاسکتی۔ طالبان کو شکست مذاکرات اور مفاہمت سے ہی دی جاسکتی ہے''۔

'بونبار بروا کے چکنے چکنے پات' عمران خان کو اگرچہ ابھی طوق غلامی امریکہ کی جانب سے عطا نہیں ہوا لیکن وہ ابھی سے اپنے 'مخلصانہ' مشوروں کے ذریعے امریکہ کی خدمت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یعنی مذاکرات سے مقصود جارح اور قابض امریکہ کو مسلم سرزمین سے نکالنا نہیں بلکہ اپنے عقیدے اور زمین کے دفاع کی جنگ لڑنے والے طالبان کو شکست دینا ہے۔

۲۳ مارچ کو پاکستان نہ کھپے ریلی نکالوں گا: بشیر قریشی

جئے سندھ متحدہ محاذ کے چیئرمین بشیر خان قریشی نے ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ کو کراچی میں ''پاکستان نہ کھپے'' ریلی نکالنے کا اعلان کیا ہے۔

ہٹایا گیا تو دستور نہ ماننے کا اعلان کریں گے: زرداری

آصف زرداری نے عہدے سے ہٹانے پر دستور نہ ماننے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر زبردستی ہٹایا گیا تو آئندہ انتخابات میں ہمارا منشور ''ایسے دستور کو میں نہیں مانتا'' ہوگا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

کے مصداق اگر صوفی محمد حفظہ اللہ یا شریعت کا کوئی نام لیوا جمہوریت کا شرعی حکم بیان کر دے تو چہار سو ہا ہاکار مچ جاتی ہے، لیکن اگر کوئی قوم پرست یا خود 'صدر پاکستان' اس دستور یا اس ملک کے وجود کو ماننے سے ہی انکار کر دے تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی (جوں بھی بیچاری آخر کب کب اور کہاں کہاں رینگے؟)۔

برقع پوش خواتین کو کینیڈین شہریت نہ دینے کا فیصلہ

کینیڈین حکومت نے برقع پر پابندی عائد کرتے ہوئے برقع پہننے والی خواتین کے ملک میں داخلے کا دروازہ بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک خصوصی پالیسی کے ذریعے کینیڈا کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ شہریت اختیار کرنے والے افراد کی تقریبِ حلف برداری کے دوران میں کسی خاتون کو نقاب کی اجازت نہیں ہوگی۔

عیسائی دہشت گرد کو پاگل قرار دے کر بچالیا گیا

جولائی ۲۰۱۱ء میں ناروے میں فائرنگ کر کے ۱۰۰ کے لگ بھگ لوگوں کو قتل اور زخمی کرنے والے مجرم آندرے بہرنگ کو عدالتی کمیٹی نے پاگل اور فاتر العقل قرار دے دیا ہے۔ جیوری نے اس کو کسی قسم کی سزا دینے سے احتراز کرتے ہوئے باقی عمر ماہر نفسیات کے زیر علاج رکھنے پر زور دیا ہے۔ آندرے کو ماہرین نفسیات کی کئی ٹیموں سمیت فارنسک بورڈ آف میڈیشن کی جانب سے بھی فاتر العقل قرار دے دیا گیا ہے اور اسی بنا پر عدالت کے روبرو جمع کروائی جانے والی ۲۴۳ صفحات پر مشتمل حتمی رپورٹ میں ۷۲ افراد کے قاتل کو ''قانونی پاگل'' قرار دیا گیا ہے۔

اے این پی نے نیٹو کنٹینرز کی حفاظت خود کرنے کا فیصلہ کرلیا

عوامی نیشنل پارٹی کی صوبائی حکومت نے نہ صرف امریکی کنٹینرز اور آئل ٹینکرز کو عوامی ردعمل سے بچانے کی کوششیں شروع کردی ہیں بلکہ فوری طور پر ٹینکرز اور کنٹینرز کو پولیس کی سیکورٹی میں محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے کیونکہ مشتعل عوام نیٹو رسد کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اے این پی ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی سپلائی کی حفاظت کریں گے اور اسے ہر ممکن طریقے سے بحال رکھیں گے۔

☆☆☆☆☆

15 دسمبر: صوبہ غزنی.........ضلع گیلان.........نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ.........سیکورٹی فورسز کی 2 سرف گاڑیاں.........دو سپلائی گاڑیاں تباہ.........5 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی

فدائی

اپنے کاندھوں پہ لیے موت کا ساماں نکلا
عشق غیرت کے لیے شراروں سے فروزاں نکلا

اہل دل اور بھی ہیں موت کا ارمان لیے
جس کو باری ہے ملی شاداں و فرحاں نکلا

راکھ کا ڈھیر بنانی ہے عدو کی بستی
اس لیے شعلہ بکف شعلہ بداماں نکلا

زندگی عیش و تنعم میں گذر سکتی تھی
پر وہ عیش و تنعم سے گریزاں نکلا

ہر طرف پھیل گئی پاک لہو کی خوشبو
مرنے والے کا بدن ایک گلستاں نکلا

عقل والے تو رہے طعنہ و دشنام میں گم
جذبہ و شوق و جنوں صاحبِ میداں نکلا

(حافظ احسان الحق)

صفیہ......عرب و عجم کی شہزادی

اس ننھی جان نے جب سے شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے باپ کو ہمیشہ ایک گہری فکر میں ڈوبا ہوا پایا۔ وہ دیکھتی تھی کہ خوب صورت، سیاہ آنکھوں میں شب بیداری نے لال ڈورے ڈال رکھے تھے اور چہرے پر ہمیشہ حزن و ملال کی ایک دائمی کیفیت رہتی ہے......اس ننھی جان کو حسرت ہی رہی کہ اس کے بابا بھی کبھی تو بے فکری سے کھلکھلا کر ہنسیں اور ان کے قہقہوں سے اس اداس گھر کے در و دیوار گونجیں......مگر یہ منظر دیکھنا اس کو کبھی نصیب نہ ہوا۔ وہ حیران ہوتی تھی کہ رات کے پچھلے پہر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے بابا کیوں بلک بلک کر روتے ہیں......؟ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بے آبروئی و بے نوائی پر اتنا کیوں تڑپتے ہیں......؟ بارہ سالہ ننھی سی بچی نے زندگی کے آٹھ سال یہی دیکھتے دیکھتے بیتے......ایک رات اُس کی ان حیران آنکھوں نے عجیب منظر دیکھا......اچانک کفار مسلح جتھہ کی صورت میں اس کے گھر کے صحن میں آن کودے......اُن کا ہدف اس کے بابا ہی تھے لیکن اُس کے بابا تو اپنی جان کا سودا اللہ کے ساتھ کر چکے تھے۔ سو اُنہوں نے گرفتاری پیش کرنے کی بجائے کفار کا بھرپور مقابلہ کیا، اسی مقابلے کے دوران میں امریکی ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔ بالآخر اُنہوں نے صلیبی فوجیوں پر فدائی حملہ کر دیا اور متعدد صلیبیوں کو جہنّم واصل کر کے جنتوں کو سدھار گئے۔ بارہ سال تک اپنے باپ کے شب و روز کی گواہ رہنے والی اپنے والد کی سعادت بھری زندگی اور شہادت کی موت کی شاہد بھی ہے۔ آج وہ مرتدین کی قید میں اداس بھی ہے اور کسی حد تک پریشان بھی......لیکن ایمان سے کہیے کہ صفیہ کی اس حیرانی اور پریشانی پر اطمینان و سکون اور چین و راحت کی ہزاروں زندگیاں قربان ہوں یا نہیں......؟؟؟